Title — MEHTAB-E-DAAGH.

Author — DAAGH DEHELVI

Publisher — Matba Aziz (Hyderabad)

Date — 1310 H

Pages — 355 + 92.

Subjects — Urdu Shayari — Dawaween.

اِنَّ مِنَ الشِّعرِ لَحِکمَۃً وَّاِنَّ مِنَ البَیَانِ لَسِحرًا

[Handwritten: محمد خورشید ...]

...مد للہ کہ کلامِ معجز نظام یعنی دیوانِ فصاحت عنوان

المسمّٰی

# مہتابِ داغ

از تصنیف

...ہندوستان مقربِ الخاقان زمن استاد السلطان دکن جناب نواب میرزا خان
...صاحب داغ دہلوی خلف نواب شمس الدین احمد خان بہادر نور اللہ مرقدہ

باہتمام کارپردازان مطبع عزیز دکن طبع شد

۱۰۰۰ جلد قیمت فی جلد عمہ — حق تصنیف محفوظ ہے کوئی صاحب بلا اجازت طبع نہ فرمائیں ورنہ مجاز بنفع نقصان شرعی ہونگے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں کلمہ گو ہوں خاص خدا و رسول کا
آتا ہے بام عرش سے مژدہ قبول کا

وہ پاک بے نیاز تجسم سے ہے بری
محتاج فوق و تحت نہ وہ عرض و طول کا

انسان سے بیان ہو کیونکر صفات کا
ایسا کہاں ہے ذہن ظلوم و جہول کا

دونوں جہاں میں بوئے محمدؐ ہے عطر بیز
کونین میں ہے رنگ فقط ایک پھول کا

صلِ علیٰ ہے نام محمدؐ میں کیا اثر
درمان دلِ علیل و حزین و ملول کا

طاعت خدا کی اور اطاعت رسول کی
یہ ہے طریق دولتِ دیں کے حصول کا

یہ داغ ہے صحابۂ عظام کا مطیع
یہ داغ جاں نثار ہے آلِ رسول کا

یا رب ہے بخشنا بندے کو کام تیرا
محروم رہ نہ جائے یہ غلام تیرا

جبتک ہی دل بغلمین ہر دم ہو یاد تیری
جبتک زبان ہی منہہ مین جاری ہو نام تیرا

ایمان کی کہین گے ایمان ہی ہمارا
احمد رسول تیرا مصحف کلام تیرا

شمس الضحیٰ محمد بدر الدجیٰ محمد
ہی نور پاک روشن ہی صبح و شام تیرا

اُس شاہِ انبیا کے درکا ہون مین سلامی
آیا سلام جسکو پہنچا پیام تیرا

ہی تو ہی دینے والا پستی سے دے بلندی
اسفل مقام میرا اعلیٰ مقام تیرا

بیچون و بیچگون ہی بے شبہہ ذات تیری
واحد احد صمد ہی اللہ نام تیرا

محروم کیون ہون مین جی بہر کے کیون نہ لون مین
دیتا ہی رزق سبکو ہی فیض عام تیرا

یہہ داغ ہی نہوگا تیرے سوا کسیکا
کونین مین ہی جو کچہہ وہ ہی تمام تیرا

اچھی صورت پہ غضب ٹوٹ کے آنا دِل کا
یاد آتا ہی ہمین ہاے زمانا دِل کا

تم بھی منہہ چوم لو بیساختہ پیار آجائے
مین سناؤن جو کبھی دل سے فسانا دِل کا

نگہہ یار نے کی خانہ خرابی ایسی
نہ ٹہکانا ہی جگر کا نہ ٹہکانا دل کا

پوری مہندی بھی لگانی نہین آتی اب تک
کیونکر آیا تجھے غیرون سے لگانا دِل کا

غنچۂ گل کو وہ مٹھی مین لئے آتے تہے
مین نے پوچھا تو کیا مجھہ سے بہانا دِل کا

ان حسینونکا لڑکپن ہی رہے یا اللہ
ہوش آتا ہی تو آتا ہی ستانا دل کا

دے خدا اور جگہہ سینہ و پہلو کے سوا
کہ بُرے وقت مین ہو جائے ٹہکانا دل کا

میری آغوش سے کیا ہی وہ تڑپ کر نکلے
انکا جانا تہا الٰہی کہ یہہ جانا دِل کا

نگہِ شرم کو بیتاب کیا کام کیا
رنگ لایا تری آنکھوں میں سمانا دِل کا

انگلیاں تارِ گریبان میں اُلجھ جاتی ہیں
سخت دشوار ہے ہاتوں سے دبانا دِل کا

حور کی شکل ہو تم نور کے پُتلے ہو تم
اور اِسپر تمہیں آتا ہے جلانا دِل کا

چھوڑکر اِسکو تری بزم سے کیونکر جاؤن
اِک جنازے کا اُٹھانا ہے اُٹھانا دِل کا

بےدلی کا جو کہا حال تو فرماتے ہیں
کر لیا تو نے کہیں اور ٹھکانا دِل کا

بعد مدّت کے یہہ اے داغ سمجھ میں آیا
وُہی دانا ہے کہا جس نے نہ مانا دِل کا

سبب کھلا یہہ ہمیں اُنکے مُنہہ چھپانے کا
اُڑا نہ لے کوئی انداز مُسکرانے کا

طریق خوب ہے یہہ عمر کے بڑھانے کا
کہ منتظر رہوں تا حشر اُسکے آنے کا

چڑھاؤ پھول مری قبر پر جو آئے ہو
کہ اب زمانہ گیا تیوری چڑھانے کا

وہ عذرِ جرم کو بدتر گناہ سے سمجھے
کوئی محل نہ رہا اب قسم بھی کھانے کا

بہ تنگ آکے جو کی میں نے ترک رسمِ وفا
ہر اِک سے کہتے ہیں یہہ حال ہے زمانے کا

جفائیں کرتے ہیں تھم تھم کے اِس خیال سے
گیا تو پھر یہہ نہیں میرے ہات آنے کا

نہ سوچے ہم کہ تہِ تیغ ہوگی خلق اللہ
گھٹا نہ حوصلہ قاتل کے دِل بڑھانے کا

اثر ہے اب کی مے تند میں وہ اے زاہد
کہ نقشہ تک بھی نہ اُترے شرابخانے کا

سمائیں اپنی نگاہوں میں ایسے ویسے کیا
رقیب ہی نہیں ہے آدمی ٹھکانے کا

لگی ہے چاٹ مجھے تلخیِ محبّت کی
علاج زہر سے مُشکل ہے زہر کھانے کا

تمہین رقیب نے بہیجا کہلا ہوا پرچہ — نہ تہا نصیب لفافہ بہی آدہا آنے کا

لگی ٹہکانے سے بلبل کی خانہ بربادی — چراغ گل مین بہی تنکا ہی آشیانے کا

خطا معاف تمہاری **داغ** اور خواہش وصل

قصور ہی یہہ فقط اُنکے مُنھہ لگانے کا

دل مجہہ سے ترا ہاے ستمگر نہین ملتا — مرجاؤن گلا کاٹ کے خنجر نہین ملتا

دو دن بہی کسی سے وہ برابر نہین ملتا — یہ اور قیامت ہی کہ ملکر نہین ملتا

یا ترک ملاقات کی خو ہوگئی اونکو — یا یہہ ہی کہ مجہہ سے کوئی بہتر نہین ملتا

ایکاش ہم اب ٹہوکرین کہاکر ہی سنبہلتے — سر ملتے ہین اُس کوچہ مین پتہر نہین ملتا

زاہد نے اوڑائے لو صفات ملکوتی — حضرت کا فرشتون سے ابہی پر نہین ملتا

انکار سے اُمید ہی اقرار سے ہی یاس — جب وعدہ کیا پہر وہ مقرر نہین ملتا

کیا پوچہتے ہو بزم مین کیا ڈہونڈ رہے ہو — لو صاف بتادون دِل مضطر نہین ملتا

تصویر تو پیدا ہی مصور نہین پیدا — آئینہ تو ملتا ہی سکندر نہین ملتا

ہر آبلے مین خار ہی ہر زخم مین پیکان — ملتے سے مری جان کوئی کیونکر نہین ملتا

کیونکر نہ مرین موت پہ بیمار محبت — ایسا یہ مزا ہی کہ مکرر نہین ملتا

کیا عید کے دن بہی رمضان ہی کہ جو ساقی — مجہکو نہین ملتا کوئی ساغر نہین ملتا

محفل مین تری عید کے دن مہر گلے سے — وہ کون فتنہ ہی جو اُٹہکر نہین ملتا

پروانے کا بہی وقت ہی بلبل کا بہی موسم — مرتا ہون جو معشوق گہڑی بہی نہین ملتا

یارب مرے اشکون نے نہ تاثیر جدا ہو
اس قافلہ سے کوئی بچھڑ کر نہیں ملتا

اس سے ہی کوئی وصل کی صورت نکل آتی
عکس آپکا آئینہ سے باہر نہیں ملتا

ہر وقت پڑہے جاتے ہین کیون **داغ** کے اشعار
کیا تمکو کوئی اور سخنور نہین ملتا

حسینون کی وفا کیسی جفا کیا
جو دل آیا تو پہر اچھا برا کیا

برا کہنے سے کہیئے مدعا کیا
یہ سنکر چپ رہیگا دوسرا کیا

ڈرین کیون پرسشِ روزِ جزا سے
جو پوچھے ہمکو اسکا پوچھنا کیا

نگاہِ ناز سے دیکھین وہ پہر کیون
مکرّر جو ادا ہو وہ ادا کیا

بگڑ بیٹھے عبث ذکرِ عدو پر
سنا کیا آپ نے مین نے کہا کیا

وہ دل کو چیر کر سو بار دیکھین
نکلتا ہے ہمارا مدعا کیا

ادا چاکِ گریبان کی اڑائی
کھلے رہتے تھے یون بندِ قبا کیا

یہ سنوایا فغانِ بے اثر نے
کریگا اور تو اس سے سوا کیا

مری صحبت سے کیون بچتے ہین احباب
ابھی بیٹھے جی مین مر گیا کیا

ذرا دم لو کہین گے حالِ دل بھی
ہمارے لب پہ رکھا ہے گلا کیا

عدو ہو وصل ہو میرے گلے ہون
ترے دلمین بھی ہین ارمان کیا کیا

کبھی تڑپا کے دلپر ہات رکھنا
کبھی کہنا اسے یہہ ہو گیا کیا

نگاہِ رحم جرمِ عشق پر کیون
یہہ کی ہے بخشوانے کو خطا کیا

کہا ظالم نے سنکر **داغ** کا حال
بہت اچھے ہین اُنکا پوچھنا کیا

بُرا ہی شاد کو ناشاد کرنا
سمجھکر سونچکر بیداد کرنا

نہین آتا ہمین برباد کرنا
یہہ پھر کہنا یہہ پھر ارشاد کرنا

عدو کے غم مین یون فریاد ہر وقت
بُہلا دونگا تجھے مین یاد کرنا

مرے صیاد کو اک کہیل ٹہیرا
پھنسا کر دام مین آزاد کرنا

جو آنکھون مین ہر دل مین ہو وہی نور
الٰہی دونون گھر آباد کرنا

رہے بعد فنا بھی جس کی لذت
قسم ہی تمکو وہ بیداد کرنا

ہمین شوق جفا ہی یہہ تو کہدو
نکرنا یا ستم ایجاد کرنا

غم دنیا و دین مین مبتلا ہون
مرے مولا مری امداد کرنا

چھپانا راز وصل احباب سے **داغ**
پھر ارمان مبارکباد کرنا

مین راز دل بیان کرون انجمن مین کیا
تکیہ کلام آپکا ہی ہر سخن مین کیا

تعریف پر مری یہہ اُلجھنا سخن مین کیا
پھرتا ہی نام غیر کا تیرے دہن مین کیا

ہی ساتھہ شام غریبی کے کچھہ وہان
یارون نے گھر کو آگ لگا دی وطن مین کیا

فتنہ فساد رشک تغافل غرور ناز
اسکے سوا ہی اور تری انجمن مین کیا

مین خُلد مین ہون اور نکیرین قبر مین
خالی کفن پڑا ہی دھرا ہی کفن مین کیا

قاصد کے فیصلے سے مرے ہوش اُڑ گئے — کیا جانے کہدیا اُسے دیوانہ پن مین کیا

غربت مین پوچھہ لیتے ہین بادِ صبا سے ہم — رہتا ہی ذکر خیر ہمارا وطن مین کیا

کیون سخت گفتگو نہین کرتے رقیب سے — کچھہ چوٹ لگتی ہی لب پیمان شکن مین کیا

مٹھی مین دل تہا جو اُٹھے ہات جہاڑ کے — اُلجھا ہوا ہی زلف شکن در شکن مین کیا

عرضِ وصال پر یہہ دو حرفی جواب ہی — ہر اک سخن مین کیون کہی ہر اک سخن مین کیا

زیر زمین بہی مجھہ پہ قیامت بپا رہی — فتنہ کا عطر اُسنے ملا تہا کفن مین کیا

اُس بیوفا کے شکوہ سے بے چین ہو گیا — پیغامبر کے آگ لگی تن بدن مین کیا

تجھکو بہی ہی خبر ترے ملنے کے ڈہنگ ہین — خلوت مین کیا خیال ہین کیا انجمن مین کیا

تسخیر جذب عشق کی تاثیر الامان — جادو ہی آپ کی نگہہ سحر فن مین کیا

سُن سُن کے میری شوخی تقریر یون کہا — توبہ ہی یہہ زبان رہیگی دہن مین کیا

ای داغ قدر دان سخن اب وہین تو ہین
تعریف اس غزل کی نہ ہو گی دکن مین کیا

توبہ توبہ سرِ تسلیم جھکایا جاتا — ہم جو سمجھے تھے اگر تجھہ مین نہ پایا جاتا

مین کسی دن جو عنایت سے بلایا جاتا — پیشتر تجھہ سے مجھے چھوڑ کے سایا جاتا

ای نزاکت ترے قربان کہ وقتِ رخصت — وہ کہین ہمسے تو گھر تک نہین چلایا جاتا

مین گنہگار نہوتا جو الٰہی مجھکو — ہر برس نامۂ اعمال دکھایا جاتا

باغ ہستی سے عدم مین ہی سوا کیفیت — عمر رفتہ سے پلٹ کر نہین آیا جاتا

شوق ایسا کہ تری راہ مین مر کر بھی چلون
ضعف ایسا کہ نہین جان سے جایا جاتا

بدگمانی مجھے گھبرا کے نہ دیتی اپنا
منہ پہ قاصد کے اگر قفل لگایا جاتا

وہ خریدار ہی دل کے نہوے کیا کیجے
ہم بھی کچھ دبتے کچھ اُنکو بھی دبایا جاتا

فتنہ سازی سے مرد لگی بھی قیامت ہوتی
گر ترے کوچہ کی مٹی سے بنایا جاتا

اُنکی محفل مین رقیبون نے کیسے آوازے
بولتا مین تو گلا میرا دبایا جاتا

حسن کی شان مین ہر رنگ نظر آئی سہی
تو اگر آنکھ چراتا تو دکھایا جاتا

اُٹھ کے کعبے سے نجاتا جو صنم خانے کو
اور پھر داغ کہان بار خدایا جاتا

کاش تو گورِ غریبان پہ نہ مضطر پھرتا
صبر سے ناز سے تمکین سے ٹھہر کر پھرتا

میرے ہی ہات سے مشکل مری آسان ہو گی
مجھکو دیجے جو نہین آپ سے خنجر پھرتا

بیڑیان ڈال کے گر دفن نکرتے احباب
اے جنون لاشہ مرا قبر کے اندر پھرتا

خاک مین ملنے کی جب داد ہماری ملتی
آسمان بنکے بگولہ سر محشر پھرتا

دم تڑپین جو ذرا آنکھ تمہاری پھرتی
مضطرب آئینہ مین حلقۂ جوہر پھرتا

کچھ گرہ مین بھی ہے جو دل کے خریدار بنے
یہ سمجھ لو کہ یہ سودا نہین لیکر پھرتا

مین نہوتا تو مزا بادہ کشی کا بھی نہ تھا
ڈھونڈھتا مجھکو تری بزم مین ساغر پھرتا

جوش پر اور قیامت کی جوانی آتی
ہات میرا جو ترے سینہ پہ اکثر پھرتا

رہنما بنکے جو تقدیر مجھے لیجاتی
بیٹھتا رات بھر اُس کوچہ مین دن بھر پھرتا

چرخ کو آگ لگاتی اگر آہ سوزان
صورت شعلۂ جوالہ یہ چکر پھرتا

لطف تھا مین شب وصل کہین چھپ جاتا
آدمی بنکا مری ٹوہ مین گھر گھر پھرتا

یہ نہ کہیے کہ نہین اہل وفا مین کوئی
نام اک شخص کا ہی میری زبان پر پھرتا

تم نہ آتے تو یہ انداز کہان سے ہوتے
بیٹھتا بزم مین بنکر کوئی بنکر پھرتا

کیا مرے ہات مین کل تھی جو پھراتا اسکو
پند گو دل کسی محبوب سے کیونکر پھرتا

داغ چھٹتی در لیلیٰ کی گدائی نہ کبھی
چتر شاہی بھی اگر قیس کے سر پر پھرتا

غیر کا مین بھی اگر چاہنے والا ہوتا
ڈھنگ اس چاہ کا دنیا سے نرالا ہوتا

پارسا کوئی اگر تاکنے والا ہوتا
دختر رز نے بڑا نام اچھالا ہوتا

قیس کو آبلۂ پا سے ہوا کیا حاصل
پانو مین ناقۂ لیلیٰ کے بھی چھالا ہوتا

جان ایکاش محبت مین سنبھلکر جاتی
موت کی موت سنبھالے کا سنبھالا ہوتا

تیشۂ فرہاد نے بیکار سنبھالا ای عشق
کام بنتا جو ذرا دل کو سنبھالا ہوتا

کشتۂ عشاق کے یہ پھر بھی نکرتا نرمی
آسمان گر ہمہ تن روئی کا گالا ہوتا

ہمسے یوسف کا بیان ہی کیا واعظ نے
ورنہ ہر بات مین تیرا ہی حوالا ہوتا

کچھ قیامت تو نتھی ہجر کی شب ای تقدیر
اس بلا کو کسی تدبیر سے ٹالا ہوتا

سنکے اللہ کی تعریف کہا اس بت نے
تو نے ہم مین تو کوئی عیب نکالا ہوتا

ہم سناتے جو کوئی درد ہمارا سنتا
دل دکھاتے جو کوئی دیکھنے والا ہوتا

ملکے اکبار اگر پھر اُسے ملتی نہ شراب
لب تر ہات مین زاہد کے پیالا ہوتا

تیرگی زلف کی خورشید رخ یار سے کی
دھوپ مین رنگ نہ کسطرح سے کالا ہوتا

نامہ بر دیکھ کے تیور اُنھیں خط دینا تھا
باتون باتون مین فقط کام نکالا ہوتا

خیر گذری کہ رہی حلق مین گھٹ کر فریاد
دل بیتاب نے محشر سے نکالا ہوتا

درد فرقت کی کھٹک وصل مین کیا مٹ جاتی
آہ تھمتی اگر اے **داغ** تو نالا ہوتا

---

دل کو تاکا تو مری جان جگر چھوڑ دیا
اس طرف بھی نہ کوئی تیر نظر چھوڑ دیا

چھوڑتا مجھکو نہ بسمل وہ مگر چھوڑ دیا
سر پہ احسان ہے اسلئے پر چھوڑ دیا

یہ تلوّن مرے صیاد کا دیکھے کوئی
کہ ادھر دلکو پھنسایا تو ادھر چھوڑ دیا

ٹکڑے ٹکڑے کیا ناصح کا گریبان تلک
شکر ہے اُسنے مرا دامن تر چھوڑ دیا

کیا نزاکت کی شکایت ہے غنیمت جانو
ہمنے لپٹا کے گلے وقت سحر چھوڑ دیا

کام سب جان خرابی کے ہوے ہین تجھسے
رحم کھا کر تجھے اے دیدۂ تر چھوڑ دیا

پھر کہان تھا نہ یہان تھا نہ وہان تھا وہ شوخ
دامن اُسکا جو سر راہ گذر چھوڑ دیا

لیگئی کھینچ کے تیرے دیوانہ کو گھر سے وحشت
نہین معلوم کہ جنگل مین کدھر چھوڑ دیا

غیر کے حال سے مطلب جو ہمارا نکلا
اُسنے وہ ذکر جو تھا آدھا پھر چھوڑ دیا

نامہ بر زندہ نہ چھوٹا کبھی اُس سے لیکن
پڑھ کے خط سوچ کے کچھ اُسنے کے خبر چھوڑ دیا

آپ بیٹھین تو ہین گے ہم آپ نہ تکلیف کرین
یہ تو فرمائیے وہ دن مین اگر چھوڑ دیا

| غزل | داغ وارفتہ طبیعت کا ٹھکانا کیا ہے<br>خانہ برباد نے مدت ہوئی گھر چھوڑ دیا | ... |
| --- | --- | --- |

جب اُسنے حالِ دلِ مبتلا کہا تو کہا　　بچائے تجھ سے خدا

کچھ اور اِسکے سوا مدعا کہا تو کہا　　ہماری جانے بلا

کہا جو اُسنے کہ ہو سر سے پانون تک عیب　　تو بولے وہ لاریب

دغا شعار و ستم آشنا کہا تو کہا　　ملیگی تجھکو سزا

غمِ فراق سنایا تو سنکے فرمایا　　ہمین نہ رحم آیا

رقیب کا جو ذرا ماجرا کہا تو کہا　　یونہین سہی تجھے کیا

نہ دل وہی ہے نہ عاشق کی جان نوازی ہے　　یہہ بے نیازی ہے

عذاب پرسش و زجزا کہا تو کہا　　ہمین نہین پروا

خدا کے بندونپر ایسا ستم روا نہ کرو　　ذرا خدا سے ڈرو

کسی غریب نے یا الٰہی کہا تو کہا　　کسیکو کیون چاہا

شکایت طپش غم سے کیا ہو دل ٹھنڈا　　اثر ہو جب اُلٹا

تمھاری باتون سے دل جلگیا کہا تو کہا　　جلانے مین ہے مزا

عدو کا ذکر جو ہم چھیڑ سے نکالتے ہین　　وہ صاف ٹالتے ہین

یہہ کیا طریق ہے اے بے وفا کہا تو کہا　　تجھے تو ہے سودا

سنے کی اُسنے جو کوئی کہے قیامت ہے　　کہ اُس سے نفرت ہے

حسین کہا تو سنا خوشنما کہا تو کہا — بہت بگڑ کے بجا

شریر و شوخ ہے وہ **داغ** یہہ تو ہے ظاہر — عبث ہوئے ترے بھر

کسی نے چھیڑ سے تمکو برا کہا تو کہا — کہ چھیڑ کا ہے مزا

تو ہی اپنے ہاتھ سے جب دلربا جاتا رہا — دل کی بھی پروا نہیں جاتا رہا جاتا رہا

جس توقع پر تھی اپنی زندگی وہ مٹ گئی — جو بھروسا تھا نہیں وہ آسرا جاتا رہا

جسنے دیکھا انکی زلفونکو تو فرمانے لگے — آپکا دل کھل پڑا گم ہوگیا جاتا رہا

اب کئی دن سے وہ رسم و راہ بھی موقوف ہے — ورنہ برسون نامہ بر آتا رہا جاتا رہا

دل چرا کر آپ تو بیٹھے ہوئے ہیں چین سے — ڈھونڈھنے والے سے پوچھے کوئی کیا جاتا رہا

مرگ دشمن کا زیادہ تمسے ہے مجھکو ملال — دشمنی کا لطف شکوہ کا مزا جاتا رہا

ہوسکے مطلب نگاری کیا پریشان طبع سے — ذہن میں آتے ہی حرف مدعا جاتا رہا

اچھی صورت کی رہا کرتی تھی اکثر تاک جھانک — لڑ گئیں آنکھیں مگر وہ دیکھنا جاتا رہا

اسقدر انکو فراق غیر کا افسوس ہے — ہات ملتے ملتے سب رنگ حنا جاتا رہا

کاش ساتون آسمانو پر گرے یہہ برق آہ — حیف ہے اسکا ہمارا سامنا جاتا رہا

دیکھو دیکھو مجھپہ برسانے رہو تیر نگاہ — صید جسدم آنکھ سے اوجھل ہوا جاتا رہا

حرص ہے انگیز دنیا مال دنیا بے ثبات — جسقدر حاصل کیا اس سے سوا جاتا رہا

**داغ** کچھ درہم تھا جسکا انھیں ہوتا ملال
ہوگیا گم ہوگیا جاتا رہا جاتا رہا

لے چلا جان مری روٹھ کے جانا تیرا | ایسے آنے سے تو بہتر تھا نہ آنا تیرا

اپنے دلکو بھی بتاؤن نہ ٹھکانا تیرا | سب نے جانا جو پتا ایک نے جانا تیرا

تو جو اے زلف پریشان رہا کرتی ہی | کسکے اُجڑے ہوے دلمین ہی ٹھکانا تیرا

آرزو ہی نہ رہی صبح وطن کی مجھکو | شام غربت ہی عجب وقت سہانا تیرا

یہ سمجھکر تجھے ای موت لگا رکھا ہی | کام آتا ہی بُرے وقت مین آنا تیرا

اے دل شیفتہ مین آگ لگانے والے | رنگ لایا ہی یہ لاکھے کا جمانا تیرا

تو خدا تو نہین ای ناصح نادان میرا | کیا خطا کی جو کہا مینے نہ مانا تیرا

رنج کیا وصل عدو کا جو تعلق ہی نہین | مجھکو واللہ ہنساتا ہی رلانا تیرا

کعبہ و دیر مین یا چشم و دل عاشق مین | انہین دو چار گھرون مین ہی ٹھکانا تیرا

ترک عادت سے مجھے نیند نہین آنے کی | کہین نیچا نہوا ای گور سرہانا تیرا

مین جو کہتا ہون اُٹھائے ہین بہت رنج فراق | وہ یہ کہتے ہین بڑا دل ہی توانا تیرا

بزم دشمن سے تجھے کون اُٹھا سکتا ہی | اک قیامت کا اُٹھانا ہی اُٹھانا تیرا

اپنی آنکھون مین ابھی کوند گئی بجلی سی | ہم نہ سمجھے کہ یہ آنا ہی کہ جانا تیرا

یونہو کیا آئیگا تو فرط نزاکت سے یہان | سخت دشوار ہی دھوکے مین بھی آنا تیرا

داغ کو یون وہ مٹاتے ہین یہ فرماتے ہین
تو بدل ڈال ہوا نام پُرانا تیرا

دیکھے منصور اگر آج زمانہ تیرا | ہو انا الحق کی جگہ لب پہ ترانہ تیرا

داغ ہر ایک بات پہ ہو فسانہ تیرا
وہ دن آتے ہیں وہ آتا ہے زمانہ تیرا

ہدف دل سے نکلتی ہین ہزارون آہین
تیر پر تیر لگاتا ہے نشانہ تیرا

بوالہوس کو بھی ہوا نقد محبت پہ غرور
یا الٰہی کوئی لُٹتا ہے خزانہ تیرا

موت سے وہ بھی دم نزع بہانہ کرلون
یاد آجاے مجھے کاش بہانہ تیرا

تو نے مارا نہین عاشق کو مگر یہ تو بتا
نام لیتا ہے مری جان زمانہ تیرا

غیر کی نعش اُٹھائی تو نہو خواب مین آج
بار کاکل سے نہ دُکھا کبھی شانہ تیرا

صفت حسن کرے کوئی کسی پردے مین
بول اُٹھتا ہے مری جان فسانہ تیرا

تیرے ہر عضو مین تصویر کا عالم دیکھا
ہے تن صاف عجب آئینہ خانہ تیرا

بنگیا آہن پیکان بھی مگر مقناطیس
تیر سے اُڑکے لپٹتا ہے نشانہ تیرا

اس سلیقہ کی عداوت کہین دیکھی نہ سنی
تو زمانے کا عدو دوست زمانہ تیرا

قتل عشاق کیا کھیل سمجھکر تونے
ابھی باقی ہے لڑکپن کا زمانہ تیرا

مدعی دیکھ ہمین چشم حقارت سے دیکھ
کل ہمارا تھا جو ہے آج زمانہ تیرا

وعدۂ حشر پہ بے ساختہ دل لوٹ گیا
عہد کا عہد بہانے کا بہانہ تیرا

میرزا داغ ہو پاشاہ دکن ہو رلطف
اور دن رات رہے جشن شہانہ تیرا

غرض کس کو کرے ماتم ہمارا
مبارک ہو ہمین کو غم ہمارا

خدا ہی کچھ سنبھالے تو سنبھلے
مزاج اب ہوگیا برہم ہمارا

لڑا رکھی ہی جان ایسی جفا پر
کوئی دیکھے ذرا دم خم ہمارا

خوشی نے بزم میں کیا رنگ بدلا
کہ تم سے بڑھ کے ہی عالم ہمارا

دیے جا ای فلک پورا ہی آزار
نہو قسمت سے حصہ کم ہمارا

کہیں اُلجھا ہوا ہی دل تمہارا
کہیں اٹکا ہوا ہی دم ہمارا

کسی کے آشنا ہوتے نہیں تم
ہوا کیونکر تمہارا غم ہمارا

ترے عالم کو جب سے ہمنے دیکھا
تماشائی ہی اک عالم ہمارا

پھر اتنا بھی نہیں ای داغ کوئی
غنیمت ہی جہان میں دم ہمارا

قسمت اُسکی ہی کہ جسنے اُسے پایا تنہا
خواب میں بھی تو مرے ڈر سے نہ آیا تنہا

حسن بے پردہ ہوا انجمن آرا ہوکر
اُسنے ہمکو نہ کبھی جلوہ دکھایا تنہا

بھیج اُس شوخ کی تصویر کسی کے ہمرات
قبر میں مجھکو نہ رکھہ بار خدایا تنہا

میرے ہمراہ سے ہر دوست بھی غم کھاتے ہیں
خاک کھایا جو کسی شخص نے کھایا تنہا

میں اُسی وادی پرخار میں ہوں تیز قدم
رہگیا مجھکو جہاں چھوڑ کے سایا تنہا

عود و مجمر کی طرح جل گئے پروانہ و شمع
ایک تو ہی کہ مجھے تو نے جلایا تنہا

کون بیکس کی زمانہ میں خبر لیتا ہی
دل نے سینہ میں بہت شور مچایا تنہا

قتل عالم کا رہا شوق مرے قاتل کو
جان سے اُسکو نہ مارا جسے پایا تنہا

ای فلک زیر زمین تجھکو سُلائے اللہ
تو نے برسوں مجھے راتوں کو سُلایا تنہا

ساتھ لا کر وہ رقیبوں کو یہ فرماتے ہین — کیا سبب تھا جو مجھے تو نے بلایا تنہا

ایک مین جاؤنگا ہستی سے ترا غم لیکر — واقعی جائے گا تنہا ہی جو آیا تنہا

خلوتِ ناز کے تمنے بھی اڑائے ہین مزے — ہمنے بھی لطف تصور کا اٹھایا تنہا

راز دارون کو رقیبون کو خبر کرنی تھی
داغ تمنے تو وہان رنگ جمایا تنہا

بلا سے جو دشمن ہوا ہی کسیکا — وہ کافر صنم کیا خدا ہی کسیکا

دعا مانگ لو تم بھی اپنی زبان سے — کہ پورا ہو جو مدعا ہی کسیکا

ادھر آ کلیجہ سے تجھکو لگا لون — تجھی پر تو دل آگیا ہی کسیکا

کسیکی تپش مین خوشی ہی کسیکی — کسیکی خلش مین مزا ہی کسیکا

ذرا ڈالدو اپنی زلفون کا سایہ — مقدر بہت نارسا ہی کسیکا

ہمیشہ اسے ہمنے مٹتے ہی دیکھا — مگر دل بھی رنگِ وفا ہی کسیکا

تمھین اس سے کیا بحث کیون پوچھتے ہو — کوئی تذکرہ ہو رہا ہی کسیکا

عدم مین بھی یارونکو ہمنے تو ڈھونڈا — نشان ہی نہ کوسون پتا ہی کسیکا

مری بزم مین آکے وہ پوچھتے ہین — برا حال ہمنے سنا ہی کسیکا

تمہین فکر کیون رنج کیون لاگ کیون ہی — کسی سے اگر واسطا ہی کسیکا

اسی نے بنایا ہی اپنا کسیکو — جو دل سے کوئی ہو رہا ہی کسیکا

بچے جان کس طرح تیری ادا سے — قضا پر کہین بس چلا ہی کسیکا

مری التجا پر بگڑ کر وہ کہنا — نہین مانتے ہمین کیا ہو سکیگا

وہ کرنے لگے ہین قیامت کی باتین — یہہ سچ ہو تو بس فیصلا ہو سکیگا

سنا کرتے ہین چھیڑ کر گالیان ہم — وگرنہ کوئی سر پہرا ہو سکیگا

وہ کبتک رہیگا زمانے کا دشمن — ہمیشہ زمانہ رہا ہو سکیگا

تجاہل تغافل سے دزدیدہ نظرین — یہہ کیا دیکھنا دیکھنا ہو سکیگا

بظاہر نہ جانے نہ جانے نہ جانے
تجہے **داغ** دل جانتا ہو سکیگا

نہ کیا وعدہ رات کا پورا — تو نہین اپنی بات کا پورا

قدر ہوتی ہے دین و دنیا مین — آدمی ہو صفات کا پورا

نیمجان رہ نہ جاؤن اے قاتل — وار کر اپنے ہات کا پورا

ہین چلا کس خوشی سے مقتل کو — کرکے سامان برات کا پورا

بارے اپنے ہجوم حسرت سے — پڑ گیا کائنات کا پورا

ہے یہی دلدہی کی ساری بات — وعدہ کر التفات کا پورا

صلی اللہ علیہ وآلہ

**داغ** تو اُس شفیع اُمت سے
کر بھروسا نجات کا پورا

[illegible]

قبضہ کرتا ہے ہر اک حور شمایل اپنا — حلق پہر ہو اگر اُس سے سوا دل اپنا

آج ہم وقف کئے دیتے ہین لو دل اپنا — منہہ تو بنوائے ذرا خنجر قاتل اپنا

عیش و عشرت مین اُدھر ہی تو مصیبت مین اِدھر
ایک ہو کر کبھی اُنکا ہی کبھی دل اپنا

چھیڑ کر دل کو مرے دیکھہ لیا تو رچال
آپ نے آپ نکالا ہی مقابل اپنا

وین وہ دنیا سے گئے تمسے گئے جی سے گئے
آج یون کوچ ہوا ہی کئی منزل اپنا

قبۂ روضۂ اطہر پہ جبین فرسا ہو
اسطرح داغ مٹائے مہِ کامل اپنا

چین ملجائے جو ناکامی جاوید ملے
آدمی دیکھہ لے ہر کام مین حاصل اپنا

باغ مین فصل خزان اور نشیمن ویران
دام سے چھوٹتے ہی چھوٹ گیا دل اپنا

تنگ و غیرت کا سبب ہو نہ نزاکت دم ذبح
آپ ہی خون کرے کہین قاتل اپنا

بہت تڑپنے کا سبب اور یہی ہو جاتا ہی
سونپتے ہی نہین وہ موت کو بسمل اپنا

ناتوانی سے رسا قیس ہو کیا لیلی تک
دب رہے سایہ اگر ڈالدے محمل اپنا

خاک مین اسکو ملائین گے نہ دینگے ہرگز
آپکا اس مین اجارہ تو نہین دل اپنا

## قطعہ

یاد آتے ہین وہ اشخاص مصاحب منزل
دو گھڑی جلسۂ احباب کے شامل اپنا

نہین اکثر کا نشان اور جو کچھہ باقی ہین
اُنسے ملنے کو تڑپتا ہی بہت دل اپنا

حیدرآباد مین کی قدر ہماری ہی داغ
شاد و آباد رہے خسرو عادل اپنا

پردۂ عرفان نہین ہی چاک کیا
چشم بینا کے لئے ادراک کیا

نور سے خالی نہین یہہ خاکدان
کوئی بے ذرہ ہی اپنی خاک کیا

ساقی نہ سمجھا نہ وہی ایک ہے
ہم نہ سمجھے پاک کیا ناپاک کیا

صید دل کے واسطے ہے دام عشق
جب نہو نخچیر تو فتراک کیا

صیقل آئینۂ عرفان بنا
کون جانے ہے یہ مشت خاک کیا

موت سے غافل نہونا چاہیئے
دیکھو اِس صیاد کی ہے تاک کیا

شوق ہو تو منزل مقصود دیر
دونون پہنچین چست کیا چالاک کیا

ہے عجب درد محبت مین مزا
خاطر آزردہ و غمناک کیا

پائے استقلال ثابت چاہیئے
کر سکے گی گردش افلاک کیا

رہنما دشوار رستے سے چلا
بچ رہیگا دشت وحشتناک کیا

موج طوفان خیز و صرصر تند و تیز
کر سکے اِس جوش مین تیراک کیا

نیک ہون اعمال تو پھر دیکھیئے
بندھ گئی اسلام کی پھر دھاک کیا

غور سے اے **داغ** دیکھین منکرین
ہے جناب صاحب لولاک کیا

جذب دل آزما کے دیکھ لیا
اُسنے کچھ مسکرا کے دیکھ لیا

غیر کو منھ لگا کے دیکھ لیا
جھوٹ سچ آزما کے دیکھ لیا

اُنکے گھر **داغ** جا کے دیکھ لیا
دل کے کہنے مین آکے دیکھ لیا

کتنی فرحت فزا تھی بوئے وفا
اُسنے دل کو جلا کے دیکھ لیا

کبھی غش مین رہا شب وعدہ
کبھی گردن اُٹھا کے دیکھ لیا

لوگ کہتے تھے چپ لگی ہے تجھے ۔ حال دل بھی سُنا کے دیکھہ لیا

جاؤ بھی کیا کروگے مہر و وفا ۔ بار ہا آزما کے دیکھہ لیا

زخم دل مین نہین ہے قطرۂ خون ۔ خوب ہمنے دبا کے دیکھہ لیا

کیجیے بزم سے ہمین رخصت ۔ جو سنا تہا وہ آکے دیکھہ لیا

حسن کمیاب نعمہ ہے نایاب ۔ شہر در شہر جا کے دیکھہ لیا

جنس دل ہے یہہ وہ نہین سودا ۔ ہر جگہہ سے منگا کے دیکھہ لیا

عمر عاشق سے ہے دراز وہ زلف ۔ خوب ہمنے گہٹا کے دیکھہ لیا

وہ اثر جسکو دل ترستا تہا ۔ آگے آگے دعا کے دیکھہ لیا

ادہر آئینہ ہے اُدہر دل ہے ۔ جسکو چاہا اُٹہا کے دیکھہ لیا

نہ لیا اُسنے خط شرارت سے ۔ نامہ بر کو بُلا کے دیکھہ لیا

اب خریدار ہی نہین کوئی ۔ مول اپنا بڑہا کے دیکھہ لیا

قابل آشیان کوئے نہ ملا ۔ تنکا تنکا اُٹہا کے دیکھہ لیا

اُسنے صبح شب وصال مجہے ۔ جاتے جاتے بہی آکے دیکھہ لیا

اُنکو خلوت سرا مین بے پردہ ۔ صاف میدان پا کے دیکھہ لیا

تمکو ہے وصل غیر سے انکار ۔ اور جو ہمنے آکے دیکھہ لیا

غیر کو ساتھہ لیکے ہم ڈوبے ۔ آپ نے ضد دلا کے دیکھہ لیا

یہہ نئی سیر ہے کہ گلشن مین ۔ گل کو بلبل بنا کے دیکھہ لیا

رشک ہر نامہ بر نے اُسکا جمال — میری آنکھون سے جاکے دیکھہ لیا

داغ نے خوب عاشقی کا مزا
جل کے دیکھا جلاکے دیکھہ لیا

اوپری دل سے بپا گریہ وزاری رکھنا — آخری وقت ذرا شرم ہماری رکھنا

چشم عاشق مین پہرو یا دل شیدا مین پہرو — کیا ضرورت ہے کبھی تم نہ سواری رکھنا

جاؤ وہان جاؤ ہوئی صبح شب وصل نمود — سلسلہ نامہ و پیغام کا جاری رکھنا

بزم سے مین سبک ہو کے کہین اُٹھہ جاؤن — بوجھہ احسان کا سر پر مرے بھاری رکھنا

چمن کوچۂ جانان سے مری تربت پر — لاکے دو پھول ہی اے باد بہاری رکھنا

زیب دیتی ہین یہ مستانہ ادائین کیا کیا — بے پئے ہی تجھے آنکھون کو خماری رکھنا

دست گستاخ سے سینہ مین نہوگی تکلیف — تم تصور مین مری سینہ فگاری رکھنا

بوالہوس غیر ہین یا ہم ہین تم ہی منصف ہو — کچھہ لگی لپٹی نہ اُنکی نہ ہماری رکھنا

آہین تھم تھم کے مرے دل کو جراحت دینگی — تیغ بے آب ذرا کند کٹاری رکھنا

کبھی رکھنا نہ رقیبون کو تم اپنے گھر مین — اور رکھا تو بصد ذلت و خواری رکھنا

چشم خونخوار کہین جا نپڑے بے موقع — اپنے قبضہ مین یہہ شہباز شکاری رکھنا

درہم داغ دیا داغ کو جیسا تمنے
اپنے عشاق مین سکہ یہی جاری رکھنا

اس التفات پر یہہ تغافل ستم ہوا — جتنا بڑھا تہا حوصلہ اُتنا ہی کم ہوا

جاتا رہا ملاپ تو دونون کو غم ہوا / اتنا ہوا کہ مجھکو سوا اُسکو کم ہوا

جب یہہ سُنا کہ داغ کا آزار کم ہوا / زانو پہ ہات مارکے بولے ستم ہوا

دم ٹوٹتا رہا شبِ وعدہ تمام رات / کیا رشتۂ حیات بھی تیری قسم ہوا

بتخانہ کا نظارہ بھی گردن کا بوجھہ ہی / جب سامنے پڑا سرِ تسلیم خم ہوا

تیری گلی کا ایک یہ آدمی نشان ہے / پیدا اسی سے جادۂ راہِ عدم ہوا

یہہ بھی بڑا کرم ہی کہ میزان عدل مین / میرا گناہ غیر کے عصیان سے کم ہوا

مقبول ہو نہ مجھہ سے مسلمان کی دعا / یارب درِ قبول بھی بیت الصنم ہوا

تیرے بغیر رونقِ بیداد بھی نہ تھی / مجبور آسمان شریکِ ستم ہوا

ہی سرفراز خاک بھی تیرے خرام سے / اُبھرا رہا زمین پہ جو نقشِ قدم ہوا

افسوس ہی رقیب نے کی آپ سے دغا / مجھکو بھی رنج آپ کے سر کی قسم ہوا

ای واعظ اسکا ڈر ہی کہ آئے نہ آئے اس / گر بادۂ طہور مرے حق مین سم ہوا

مجبور میرے دل کو بھی نفرت سی ہو گئی / نقش وفا جہان سے اب کالعدم ہوا

مسجد مین اذن عام ہی میکدہ مین روک / دنیا کا کام دین سے بڑھکر اہم ہوا

کب شکوۂ عتاب سے بے لطفیان مٹین / شرمندگی بڑھی جو وہان غصہ کم ہوا

کتنا دل دھڑک رہا ہی نوید وصال سے / جسکو خوشی ہوئی اُسے آخر کو غم ہوا

مشتاق ذبح کب ہین بھروسے پہ ہات کے / سب کچھہ ہوا اگر تری خنجر مین دم ہوا

ای داغ شکر کر نہ ہی اُسنے رسم وراہ

تجھپر خدا کا فضل خدا کا کرم ہوا

میری وحشت سے جو اسکا دل حیران الٹا — بخیہ گر سینے لگا چاک گریبان الٹا

خاک کیا کیا نہ اڑائی ترے دیوانونّے — دشت پر دشت بیابان پہ بیابان الٹا

روتے روتے وہ تبسم جو کبھی یاد آیا — پھر گیا اشک بھی آکر سر مژگان الٹ

تو شب وعدہ نکر ای دل مضطر فریاد — پھر نہ جائے کہین دروازے سے مہمان الٹا

بخت برگشتہ کی تاثیر کہان جاتی ہر — فال کہولون تو کہلے ہات مین قرآن الٹا

خیر سے قتل بھی کرنا نہین آتا اتبک — حلق پر پہیرتے ہو خنجر بران الٹا

ہونٹ چاٹا ہی کیا ہر دہن زخم جگر — آج جھنجلا کے جو قاتل نے نمکدان الٹا

مجھکو ظالم نے در یار سے الٹا پھیرا — دار پر لٹکے الٰہی سر دربان الٹا

ناز یہہ ہر نہ کیا قطع تعلق ہمنے — وہ جتاتے ہین جفا کرکے بھی احسان الٹا

لے چلا بار گنہ مین تو عدم کو مجبور — اختیار اسکو ہر گر پھیر دے سامان الٹا

دیکھکر راہ شب وصل ہمین کیون نہ گئی — کر نہ بیٹھین وہ کہین شکوہ ہجران الٹا

پڑ گئی لینے کے دینے سر محشر ہمکو — ہوگیا نفع کی امید مین نقصان الٹا

خط نہ آیا جو وہان سے تو نہ آئے ای **داغ**<br>
نامہ بر زندہ پھر آئے کسی عنوان الٹا

روے انور نہین دیکھا جاتا — دیکھین کیونکر نہین دیکھا جاتا

کیا رہین ہم کہ ترا چال چلن — پاس رہکر نہین دیکھا جاتا

رشکِ دشمن بھی گوارا لیکن ‏— مجھکو مضطر نہین دیکھا جاتا

دیکھکر گردنِ عاشق کسدن ‏— تیزِ خنجر نہین دیکھا جاتا

ای پریشان نظری کیون ہی تلاش ‏— دل کے اندر نہین دیکھا جاتا

کس کو یہہ تاب کہ دیکھے غلطی ‏— خط کو لکھ کر نہین دیکھا جاتا

دل مین کیا خاک اُسے دیکھ سکین ‏— جسکو باہر نہین دیکھا جاتا

توبہ کے بعد بھی حسن ای خالی ‏— کوئی ساغر نہین دیکھا جاتا

کیا شبِ وعدہ ہوا ہون بیخود ‏— جانبِ در نہین دیکھا جاتا

بارہا دیکھ لیا ہی اُسکو ‏— اور اکثر نہین دیکھا جاتا

ہم جہان ہین وہین دیکھین گے تجھے ‏— ہمسے گھر گھر نہین دیکھا جاتا

او میری نعش اُٹھانے والے ‏— آنکھ اٹھا کر نہین دیکھا جاتا

اب یہ نوبت ہی کہ میرا صدمہ ‏— اُسنے دم بھر نہین دیکھا جاتا

خط مرا پھینک دیا یہہ لکھکر ‏— ہمسے دفتر نہین دیکھا جاتا

مختصر یہہ ہی کہ اب داغ کا حال
بندہ پرور نہین دیکھا جاتا

کچھ ہمین بھی خیال ہو ہی گیا ‏— آخر اُن سے ملال ہو ہی گیا

مشکل اُنسے وصال ہو ہی گیا ‏— تھا جو ممکن محال ہو ہی گیا

دل مین جب تک رہا رہا شکوہ ‏— لب پر آکر سوال ہو ہی گیا

نہ کہا تھا کہ سچ نہ کہو اُو — آپ کو انفعال ہو ہی گیا
یاس انجام کار ہو ہی گئی — شوقِ خواب و خیال ہو ہی گیا
رنگ لایا ہے عشق آخرکار — ایک دونوں کا حال ہو ہی گیا
دل لگی کا بھی ہے بُرا انجام — کہ ہنسی میں ملال ہو ہی گیا
ایسے وعدے کئے کوئی جانے — آج پورا سوال ہو ہی گیا
شرط ہے جور میں بھی مشّاقی — تمکو حاصل کمال ہو ہی گیا
دولتِ حسن ہو کہ دولتِ زر — آخر آخر زوال ہو ہی گیا
رفتہ رفتہ تمہاری چالوں سے — دل مرا پائمال ہو ہی گیا
اُڑ ہی کہکے آگ بھڑکا دی — برق نورِ جمال ہو ہی گیا
مرضِ عشق سے شفا نہ ہوئی — جیتے جی کا وبال ہو ہی گیا
گو کیا ضبط ذکرِ دشمن پر — رخ سے ظاہر ملال ہو ہی گیا
لیکے دل یہ سمجھ لیا تمنے — اب ہمارا یہ مال ہو ہی گیا
گو برائی سے ہو مگر آخر — اُن کو میرا خیال ہو ہی گیا
نہ بچی جان اُن اداؤں سے — وصل میں بھی وصال ہو ہی گیا

کمرِ یار کے مضامین سے
**داغ** نازک خیال ہو ہی گیا

اب دل ہر مقام بیکسی کا — یوں گھر نہ تباہ ہوگیا کا

رونا ہے اب اُس ہنسی خوشی کا | ماتم ہے بہار زندگی کا
کس کس کو مزہ ہے عاشقی کا | تم نام تو لو بھلا کسی کا
پھر دیکھئے عیش آدمی کا | ہنستا ہے فلک مری خوشی کا
گلشن میں ترے لبوں نے گویا | رس چوس لیا کلی کلی کا
تیرا بھی تو حسن ہے دغا باز | ہوتا ہی نہیں کوئی کسی کا
لیتے نہیں بزم میں مرا نام | کہتے ہیں خیال ہے کسی کا
جیتے ہیں کسی کی آس پر ہم | احسان ہے ایسی زندگی کا
گھیرا ہے ہجوم غم نے اتنا | ارمان ہے مجھکو بیکسی کا
بنتی ہے بُری کبھی جو دلپر | کہتا ہوں بُرا ہو عاشقی کا
ماتم سے مرے وہ دلمیں خوش ہیں | منھ پر نہیں نام بھی ہنسی کا
اتنی ہی تو بس کسر ہے تم میں | کہنا نہیں مانتے کسی کا
ہم بزم میں اُنکی چپکے بیٹھے | منھ دیکھتے ہیں ہر آدمی کا
تم کوچہ غیر میں نہ جانا | اُس راہ میں ہے گذر کسی کا
جب ایسی وفا پہ یہ جفا ہو | جی چھوٹ نہ جائے آدمی کا
کس کس نے لئے ہیں تیرے بوسے | ہے لعل نمک فشان جو پھیکا
جو دم ہے وہ ہے بس اغنیمت | سارا سودا ہے جیتے جی کا
آغاز کو کون پوچھتا ہے | انجام اچھا ہو آدمی کا

بالین پہ مرے رہا شب غم / اک معرکہ مرگ و زندگی کا

روکین اُنھین کیا کہ ہے غنیمت / آنا جانا کبھی کبھیکا

کہتے ہین اُسے زبان اُردو / جس مین نہ ہو رنگ فارسیکا

ایسے سے جو داغ نے نباہی / سچ ہے کہ یہہ کام تھا اُسیکا

ظلم کس کس غریب پر نہ کیا / تمنے اِس کام سے حذر نہ کیا

تھی شب ہجر کیا گران جانی / زہر نے بھی مجھے اثر نہ کیا

نشہ کیسا وہ سحر کہدیتے / اِس لیئے اُن کو بیخبر نہ کیا

شام غربت کو آپ کیا جانین / کوس دو کوس بھی سفر نہ کیا

مر چلے ہم تو رحم کرنے لگے / اب جو کرتے ہو پیشتر نہ کیا

زاہد خشک کے لیئے ہے وہ تر / جس نے دامن کبھیکا تر نہ کیا

دل کے ہاتون ہے سخت مجبوری / اب کیا وہ جو عمر بھر نہ کیا

عشق نے قید کر لیا مجھکو / قصد اُنکے مزاج پر نہ کیا

ہو گئی چوک ہمسے اے ناصح / تجھکو اپنا پیامبر نہ کیا

کوئی دن اور صبر کرنا تھا / دل بیتاب نے مگر نہ کیا

بتکو ہم باوفا تو کہدینگے / داغ نے اعتبار اگر نہ کیا

جہان تیرے جلوے سے معمور نکلا — پڑی آنکھ جس کوہ پر طور نکلا

جگر ساتھ اشکون کے مجبور نکلا — یہ ہمسایہ دل کا بہت دور نکلا

تجلی کسی کی وہ جلوہ کہیں کا — کہین نار نکلی کہین نور نکلا

یہ سمجھے تھے ہم ایک چرکا ہے لیکن — دبا کر جو دیکھا تو ناسور نکلا

دم سرد کو آگ کیونکر لگاؤن — جہنم کا شعلہ بھی کافور نکلا

نہ نکلا کوئی بات کا اپنی پورا — مگر ایک نکلا تو منصور نکلا

پلائی مجھے ذکر واعظ نے ایسی — کہ مین بزم سے نشہ مین چور نکلا

سر نقش پا لغزش پا ہے شاہد — کہ گھر سے ترے کوئی مخمور نکلا

وہ مے کش ہون رس چوس لیتا ہون اسکا — جہان شاخ مین کوئی انگور نکلا

وجود و عدم دونون گھر پاس نکلے — نہ یہ دور نکلا نہ وہ دور نکلا

کہان رکھے توبہ نبا ہون الٰہی — کہ جنت مین بھی مجمع حور نکلا

ہوا تھا کبھی سر قلم قاصدون کا — یہ تیرے زمانے مین دستور نکلا

شب وصل ذکر عدو پر وہ بولے — خدا کے لئے کیون یہ مذکور نکلا

بہت دم دیئے پاس پھٹکا نہ ہرگز — وہ عیار پرفن بہت دور نکلا

سمجھتے تھے ہم داغ گمنام ہوگا
مگر وہ تو عالم مین مشہور نکلا

زمین سے قدم عرش پر لیگیا — فرشتون سے بازی بشر لیگیا

مرا دل وہ تیر نظر لے گیا / جگر لینے والا جگر لے گیا

کہوں کیا کدھر سے کدھر لے گیا / جدھر لے گیا راہبر لے گیا

وہ پھر مجھ سے دل حیلہ گر لے گیا / ادھر دیکھیے تھا ادھر لے گیا

دیا دوست کو بزم دشمن میں خط / غضب نوک کی نامہ بر لے گیا

تصور میں بھی اب تو آتی نہیں / کوئی کب تمہاری کمر لے گیا

چھپایا بہت ہمنے پہلو میں دل / کوئی لینے والا مگر لے گیا

رقیبوں کے ہاتوں سے محشر کے دن / تمہیں چھین کر میں اگر لے گیا

شکایت سنی آج کیا کیا بری / کہ دشمن مجھے اپنے گھر لے گیا

منگائی تھی خاک در یار آج / چرا کر مرا چارہ گر لے گیا

کھلائیگا کیا آپ کھائیگا کیا / عدم کو جو زاد سفر لے گیا

کلیجہ جو اب منھ کو آتا نہیں / ترا تیر شاید جگر لے گیا

دھرا کیا ہے اب لینے آئے ہو کیا / کوئی تمسے دل پیشتر لے گیا

برے وقت کا کوئی ساتھی تو ہو / مجھے بھی مرا نامہ بر لے گیا

وہاں تک جو پہنچا شب غم کا حال / کوئی راہ چلتا خبر لے گیا

بچا لے گیا جان گر تجھ سے غیر / وہ کیا لے گیا اپنا سر لے گیا

نہ تھا دور مجھ سے وہ ناوک فگن / بہا کر نہ خون جگر لے گیا

شب ہجر نالہ مرا عرش پر / فرشتوں سے پہلے خبر لے گیا

ترے ہاتھ دل بچتا کیوں کر رقیب — وہ ہشیار تھا پھیر کر لے گیا

یہ کیا ایسی وحشت ہوئی **داغ** کو
اُٹھا کر کہاں گھر کا گھر لے گیا

شکلِ اصلی سے کبھی رنگ تبدل نہوا — غنچۂ گل ہو کے کھلا گل کبھی بلبل نہوا

وعدہ کرتے ہین تو ہر بار گذارے برسون — قتل کرتے ہین کبھی تمکو تامل نہوا

آنکھون آنکھومین کیا اُسنے مرا کام تمام — شکر ہر کشتۂ انداز تغافل نہوا

وعدۂ دل مین کوئی انداز نکل ہی آتا — مگر افسوس برنگِ چشم کا کل نہوا

اہل فریاد سے ہجوم تری محفل کی — انجمن شہر خموشان ہے اگر غل نہوا

باز آیا نہ ستمگر ستم پیہم سے — ختم یہ سلسلۂ دورِ تسلسل نہوا

ہجر مین شربت دیدار کی خواہش ہی رہی — خونِ دل ہمکو ملا جب بھی توکل نہوا

کب گدائے درِ میخانہ کو عار آتی ہے — اوک سے پی جو میسر قدحِ مُل نہوا

گل سے گلزار ہو دریافت گہر سے معدن — کیا ہوا جزو سے معلوم اگر کُل نہوا

نہ کہا تھا کہ نکرنا کبھی اُنسے شکوہ — تجھسے اے دل نہوا صبر و تحمل نہوا

**داغ** مرتا ہے ادا پر رُخ و گیسو کیسا
یہ کبھی شیفتۂ لالہ و سنبل نہوا

جواب اِس طرف سے بھی فی الفور ہوگا — دبے آپ سے وہ کوئی اور ہوگا

تغافل سے بڑھکر بھی کیا جور ہوگا — ستم ہو چکا یا ابھی اور ہوگا

نہ عاشق کو شکوہ نہ معشوق سرکش
الٰہی وہ کیا عہد کیا دور ہوگا

لئے جاؤن جنت مین دنیا کی چیزین
پرانا وہ سامان بے غور ہوگا

دعائین قیامت کی ہم کیون نہ مانگین
نہ یہ ظلم ہوگا نہ یہ جور ہوگا

جب آئی بلا ہجر مین دل یہ بولا
ابھی حادثہ کچھ نہ کچھ اور ہوگا

خدا جانے کسدن وہ دیکھین گے آکر
مرا حال کب قابل غور ہوگا

یونہین گر حسینون کی آمد رہیگی
دکن رشک کشمیر و لاہور ہوگا

کسیکا نہ ہوگا قیامت مین کوئی
زمین اور ہوگی فلک اور ہوگا

عبث فکر دنیا عبث فکر عقبیٰ
کہ قسمت کا ہونا بہر طور ہوگا

عیادت کو وہ **داغ** کی خوش خوش آئے
یہ جانا کہ اب طور بے طور ہوگا

عرش و کرسی پہ کیا خدا ملتا
آگے بڑھتے تو کچھ پتا ملتا

اس جفا کا جبھی مزا ملتا
کوئی تجھکو اگر برا ملتا

زر ملا گھر ملا غلام ملا
مین نہ ملتا تو تمکو کیا ملتا

مدعی بن کے دل بغل مین رہا
کاش یہ دشمنون مین جا ملتا

غیر سے مل کے کیا لیا تمنے
ہم سے ملتے تو کچھ مزا ملتا

تیرے کوچہ مین چھوڑ آئے تھے
زندہ رہتا جو دل تو آ ملتا

عاشقی سے ملے گا اے زاہد
بندگی سے خدا نہین ملتا

نامہ بر ڈر کے بھاگ آیا ہے
یا نہ ملتا جواب یا ملتا

اک نہ اک ہم لگا سے رکھتے ہیں
تم نہ ملتے تو دوسرا ملتا

دوستوں سے تو کچھ نہ نکلا کام
کوئی دشمن ہی کام کا ملتا

روز اک دل لگی نئی ہوتی
روز اک دل مجھے نیا ملتا

تمکو یہہ ملگیا ہر قسمت سے
داغ سا اور نہ دوسرا ملتا

غم اُسپر آشکار کیا ہمنے کیا کیا
غافل کو ہوشیار کیا ہمنے کیا کیا

وعدے پر انتظار کیا ہمنے کیا کیا
جھوٹے کا اعتبار کیا ہمنے کیا کیا

ہاں ہاں تڑپ تڑپکے گذاری ہیں ہمنے رات
تمنے ہی انتظار کیا ہمنے کیا کیا

اترا رہا ہی نقد محبت پہ دل بہت
اوچھے کو مالدار کیا ہمنے کیا کیا

کیا فرض تہا کہ صبر ہی کرتے فراق میں
کیون جبر اختیار کیا ہمنے کیا کیا

کہتے ہیں وہ شکایت بیداد و جور پر
تجکو خدا نے خوار کیا ہمنے کیا کیا

تعریف عشق سُن کے کہا تا ہے وہ خیال
اُسکو بھی بیقرار کیا ہمنے کیا کیا

ناصح بھی ہر رقیب یہہ معلوم ہی نہ تہا
کسکو صلاح کار کیا ہمنے کیا کیا

پہلے تو منفعل وہ ہوے پہر بگڑ گئے
کیون شکوہ بار بار کیا ہمنے کیا کیا

کہدینگے ہم تو داور محشر سے صاف صاف
اچھونکو دل نے پیار کیا ہمنے کیا کیا

بہکا تمہارا ہاتھ ہمارا قصور کیا
خالی تمہیں نے وار کیا ہمنے کیا کیا

تڑپا دل اور کھائے جگر نے بھی داغ ہجر
آنکھون نے انتظار کیا ہمنے کیا کیا

اب بھی تو درد عشق ترقی پذیر ہے
گر ایک سے ہزار کیا ہمنے کیا کیا

دم خم جو اُنکی تیغ کا دیکھا غضب ہوا
اپنے گلے کا ہار کیا ہمنے کیا کیا

آئینہ کرکے صاف دل اپنا دکھا دیا
کیون انکو شرمسار کیا ہمنے کیا کیا

فرقت مین ہم تو خون جگر بھی نہ کھا سکے
وہ دل نے زہر مار کیا ہمنے کیا کیا

رسوا کیا جو دل نے تو اب کہہ رہے ہین داغ
دشمن کو راز دار کیا ہمنے کیا کیا

یہہ مین ہزار جگہ حشر مین پُکار آیا
کہ اور بھی کوئی مجھسا گناہگار آیا

وہ اس ادا سے وہان جاکے شرمسار آیا
رقیب پر مجھے بے اختیار پیار آیا

یہ پوچھنے کو مجھے ظالم ستمگر آیا
مرے بغیر تجھے کس طرح قرار آیا

کہین پتا نہ ملا سخت سوگوار آیا
گلی گلی دل گم گشتہ کو پکار آیا

یہ حال تھا شب وعدہ کہ تا پہر گذر
ہزار بار گیا مین ہزار بار آیا

ترا ہی کوچہ ٹھکانا ہے خاکسارونکا
جو زندہ نہ آسکا مین مرا غبار آیا

مزے اُڑائے وہان خوش ہو لیا انعام
یہان جو نامہ بر آیا تو اشکبار آیا

وہ کہہ کے صبح تو نہ آیا کبھی یقین مجھکو
دروغ وعدہ کیا اور اعتبار آیا

ہوا ملال جب اُنسے تو چھا گیا اندھیر
کہ دل مین آتے ہی آنکھون مین غبار آیا

جو وہ تجھ دیر کی پوچھی کہا یہ تا صدمہ
گذار نے تھے مصیبت کے دن گذار آیا

گذر گئی اسی گردش میں اپنے لیل و نہار
شب فراق گئی روز انتظار آیا

اڑا دئے ہیں ملک الموت نے بھی تیرے ڈھنگ
ہزار بار بلایا تو ایک بار آیا

خدا کے واسطے جھوٹی نہ کھائیے قسمیں
مجھے یقین ہوا مجھکو اعتبار آیا

ہزار فتنے جلو میں ہیں لاکھ ہنگامے
تمہارے ساتھ تو سامان روزگار آیا

تمہاری شوخ مزاجی سے چھا گئی حیرت
تمہیں قرار نہ آیا مجھے قرار آیا

کہاں تھے شب کو تمہیں کچھ خبر بھی ہے کہ نہیں
کوئی پکارنے والا بہت پکار آیا

شکستہ دل ہوئی کس طرح مری توبہ
پیئے ہوے جو کوئی رند بادہ خوار آیا

رقیب سے بھی وہ ہیں بدگمان محفل
کہا یہ مجھ سے تمہارا اصلاح کار آیا

کمال عشق کو فرہاد و قیس کب پہونچے
وہ پختہ کار ہے دل جلا بار بار آیا

کبھی جو دھوپ کی گرمی سے رنج اٹھے
ہوا کے گھوڑے پر ابر کرم سوار آیا

وفا شعار کو غفلت شعار کون کہے
دم اخیر نہ آیا سر مزار آیا

لگائیں لاش پہ تلواریں اُسنے مقتل میں
جو میرے بعد بھی آیا مرا ہی وار آیا

وہ کیوں ہوے مرے مشتاق خیر ہو یا رب
طلب میں کل ہی خط آیا تھا آج تار آیا

عجب نہیں جو معاصی ہوں وجہ آمرزش
گنہ کیے تو خیال مآل کار آیا

یہ عقدہ عاشق و معشوق کے چاہ سے کھلا
سمجھ میں مسئلہ جبر و اختیار آیا

پلا دے آج سر شام مجھکو اے ساقی
کہ تیری بزم میں آکے میں ہی روزہ دار آیا

ڈرے جو حشر میں وہ مجھکو دیکھتے ہی کہا

مرا رفیق مرا **داغ** جان نثار آیا

بہولا مجہے تو بہول گیا اپنا گہر بہی کیا
جنگل مین جاکے کہیت رہا نامہ بر بہی کیا

بندہ مجہہ سے آنکہہ چُرایا نہ کیجیے
ملتی نہین ہر دل کی طرح سے نظر بہی کیا

ملتے نہین وہان تو یہان ڈہونڈ لینگے ہم
وہ چہوڑ دینگے گہر کی طرح رہگذر بہی کیا

مرقد سے تا بہ حشر نکلتا نہین کوئی
انسان کو عزیز رہا اپنا گہر بہی کیا

بنتے ہی بنتے علم الٰہی مین رہگئی
پیدا نہ ہوتی ورنہ تمہاری کمر بہی کیا

سنکر فسانہ قیس کا ظالم نے یہ کہا
عاشق خراب خستہ رہے پیشتر بہی کیا

فرہاد جوئے شیر سے مشہور ہو گیا
آتا ہی کام وقت پڑا ادنی ہنر بہی کیا

ملتے ہی اُس سے آنکہہ جو غش آگیا مجہے
غل مچگیا کہ سخت بلا ہے نظر بہی کیا

یارب شب فراق بسر ہو چکے کہین
نازک خرام اُسکی طرح ہے سحر بہی کیا

اے ہمنشین یہ سیل سی کیسی ہے دیکہنا
روتے ہین میرے حال پہ دیوار و در بہی کیا

ملتے ہین میری لاش پہ کافور کیون عزیز
مٹ جائیگی یہ سوزش داغ جگر بہی کیا

میری دعا کے ساتہہ دعا کی رقیب نے
کل شب کو ہاتہون ہاتہہ لٹا ہے اثر بہی کیا

کیون **داغ** کے سوال سے چُپ لگ گئی تمہین
آتا نہین جواب سمجہہ سوچ کر بہی کیا

تمہارے خط مین نیا اک سلام کسکا تہا
نہ تہا رقیب تو آخر وہ نام کسکا تہا

وہ قتل کرکے مجہے ہر کسی سے پوچہتے ہین
یہہ کام کس نے کیا ہے یہہ کام کسکا تہا

وفا کرینگے نباہینگے بات مانینگے
تمھین بھی یاد ہے کچھ یہ کلام کسکا تھا

رہا نہ دل مین وہ بیدرد اور درد رہا
مقیم کون ہوا ہے مقام کسکا تھا

نہ پوچھ پوچھ تھی کسکی وہان آو بھگت
تمہاری بزم مین کل اہتمام کسکا تھا

تمام بزم جسے سن کے رہگئی مشتاق
کہو وہ تذکرہ نا تمام کسکا تھا

ہمارے خط کے تو پرزے کئے پڑھا بھی نہین
سنا جو تو نے بدل وہ پیام کسکا تھا

اٹھائی کیون نہ قیامت عدو کے کوچے مین
لحاظ آپ کو وقت خرام کسکا تھا

گذر گیا وہ زمانہ کہون تو کس سے کہون
خیال دلکو مرے صبح و شام کسکا تھا

ہمین تو حضرت واعظ کی ضد نے پلوائی
یہان ارادہ شرب مدام کسکا تھا

اگرچہ دیکھنے والے ترے ہزارون تھے
تباہ حال بہت زیر بام کسکا تھا

وہ کون تھا کہ تمھین جسنے بیوفا جانا
خیال خام یہہ سودائے خام کسکا تھا

انہین صفات سے ہوتا ہے آدمی مشہور
جو لطف عام وہ کرتے یہہ نام کسکا تھا

ہر اک سے کہتے ہین کیا داغ بیوفا نکلا
یہہ پوچھے انسے کوئی وہ غلام کسکا تھا

دل عاشق اسیر ان گیسوؤنکے جال مین دیکھا
طلسم عشق تو دیکھو کہ شیشہ بال مین دیکھا

جواب خط کا مین شاکی نہین یہہ تو بتا قاصد
اسے کس حال مین چھوڑا اسے کس حال مین دیکھا

لگائین ٹھوکرین اس فتنہ گر نے اور جھنجھلا کر
اگر تھوڑا سا دم باقی کسی پامال مین دیکھا

نہ اندر کا اکھاڑا ہے نہ الف لیلی کی پریان
حسینونکا تماشا خوب نینی تال مین دیکھا

چلے آتے ہیں کیا کیا ذی کمال اسپ عالی پر
اثر دیکھا تو آصف جاہ کے اقبال میں دیکھا

ہماری پائمالی اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی
بچا جو فتنہ گردش سے وہ تیری چال میں دیکھا

رہا کرتی ہے ہمکو فکر آئندہ زمانے کی
ہمیشہ نتیجہ اُس سال کا اس سال میں دیکھا

پھرے ہم دربدر کوچہ بکوچہ ڈھونڈتے جسکو
وہ نقد دل تمہارے گوشۂ رومال میں دیکھا

گنہ تھا عشق تو اے داور محشر مقر ہوں میں
یہی اک تو نے میرے نامۂ اعمال میں دیکھا

متاع حسن کی کب تک رہیگی گرم بازاری
کسی نے پیچ ڈالا جس نے گھاٹا مال میں دیکھا

پھرے ہیں داغ کے مذہب سے حیران کافر و مومن
کبھی اِس حال میں دیکھا کبھی اُس حال میں دیکھا

تقلید سے زاہد کی حاصل ہمیں کیا ہوتا
انسان نہ ملک بنتا بندہ نہ خدا ہوتا

تو بھی حسینوں کو گر پاس وفا ہوتا
کیا جانیے کیا کرتے کیا جانیے کیا ہوتا

تم لطف اگر کرتے تو حال زمانے کا
ایسا ہی ہوا ہوتا ایسا نہ ہوا ہوتا

ساقی تری محفل میں چرچا ہی نہیں مے کا
اس سے تجھے یہہ بہتر تھا کچھ ذکر خدا ہوتا

دل نے مجھے تڑپایا آنکھوں نے کیا رسوا
اپنوں سے ہوا یہہ کچھ بیگانوں سے کیا ہوتا

غیروں کی شکایت پر فرقت کی حکایت ہے
گر تم نہ خفا ہوتے تو کون خفا ہوتا

ارمان ہم آغوشی سن سنکے ٹھٹھالی ہے
اس کہنے کے میں صدقے پھر کہیے تو کیا ہوتا

ہر درد کی اے قاتل لذت مجھے ملتی ہے
سر شانہ گلا سینہ یہ ہم سے جدا ہوتا

ناصح بھی خوشامد سے میری ہی سی کہتا ہے
نادان تھا کیوں وہ سمجھا کے برا ہوتا

تھا غیر ہی ساتھہ اُنکے کترا گئے گو مجھہ سے
یہہ خیر ہوئی ورنہ جھگڑا ہی ہوا ہوتا

وہ محفل دشمن مین جب مجھکو طلب کرتے
وہ وقت مرے کا تھا اُسوقت مزا ہوتا

کیا مجھہ سے ہی تھا ہو تعریف تری قاتل
خنجر بھی زبان بنتا جب شکر ادا ہوتا

ہم جانکے نا منصف ہین داد طلب تجھہ سے
وہ فیصلہ ہی کیا تھا جو روز جزا ہوتا

ہمکو تو عدم مین بھی نیند آئی نہ محشر تک
کچھہ آنکھہ بھی لگ جاتی گر دل نہ لگا ہوتا

اچھا ہی نہین آئے وہ دھوپ کی گرمی مین
قامت تو قیامت تھا سایہ بھی بلا ہوتا

عاشق کا ذرا سا دل تسکین ہی کیا اُسکی
جھوٹا ہو کہ سچا ہو وعدہ تو کیا ہوتا

محفل مین سنایا تھا افسانۂ غم مین نے
الزام یہہ رکھا ہی خلوت مین کہا ہوتا

فریاد و فغان سے تم اے داغ بُرے ٹھہرے
کچھہ بھی نہ کیا ہوتا کچھہ بھی نہ ہوا ہوتا

جب وہ نادان عدو کے گہر مین پڑا
داغ اک داغ کے جگر مین پڑا

ایسے نشئہ کے کیون نہون قربان
ہاتھ اُنکا مری کمر مین پڑا

شب وعدہ گذر چکی آدہی
اب سُنا ہم کہ تیل سر مین پڑا

وقت نظارہ اُسکا تار کمر
بال سا میری چشم تر مین پڑا

آہ و فغان ظلم کہ پھر قیامت ہی
گر خلل خواب فتنہ گر مین پڑا

گر نہین تھا کوئی جبین فرسا
کیون نشان تیرے سنگ در مین پڑا

عاشقی سخت تر مصیبت ہی
ہمکو یہہ کام عمر بھر مین پڑا

مر گئے اہلِ کعبہ اُس بت پر ❊ ایک ماتم خدا کے گھر مین پڑا

ڈوبی جاتی ہے کشتیِ عشاق ❊ یہہ سفینہ عجب بھنور مین پڑا

جلوہ گر دل اِدھر اُدھر رخسار ❊ فرق اُنکی مری نظر مین پڑا

نامہ بر کا تو کچھ پتا نہ ملا ❊ نامہ پایا ہے رہگذر مین پڑا

ہات مین اُنکے دیکھکر تلوار ❊ ایک جھگڑا دل و جگر مین پڑا

سن کے پیغام وہ ہوئے برہم ❊ پیچ تقریرِ نامہ بر مین پڑا

شوق اگر ہمعنان ہوا تو کیا ❊ آبلہ پاے نامہ بر مین پڑا

جب چلا داغ کوسے قاتل کو ❊ ایک کہرام اُس کے گھر مین پڑا

وہ رشکِ حور شب کو کہین گھر کے گیا ❊ کوئی فرشتہ کان مین میرے یہہ کہہ گیا

روتا تھا دل کا ہجر مین لالے جگر کے تھے ❊ آنکھون کی راہ خونِ تمنا ہی بہہ گیا

سایہ سے جسکے داغ پڑے ہین مہین پر ❊ یہہ کون آج گھر سے ترے روسیہ گیا

تشنہ کی وجہ سے میری آنکھین نہین ہین سرخ ❊ اے محتسب یہہ خونِ جگر جم کے رنگیا

اسواسطے وہ کہتے ہین مُردے پہ اچھا ہم ❊ عاشق کو یہہ بچانے کوئی بے گنہ گیا

ناصح بھی شکرِ ستم و اسفندیار ❊ وقت کلام میرے کڑی بات سہہ گیا

دشنام یا دعا تھی شکایت کہ شکر تھا ❊ وہ منہ ہی منہ مین جانے ہے کیا کچھ تو کہہ گیا

یہہ تیرہ خاکدان بھی ہے کاجل کی کوٹھری ❊ آیا جو روسپید یہان روسیہ گیا

محفل میں غیر سے بھی کرنا تھا التفات | یہہ ہمسے چوک ہو گئی یہہ کام رہ گیا
مجھہ تشنہ شراب کو دیکھا جو تاک میں | دریا کی طرح شیرۂ انگور بہہ گیا

معشوق اور اُسکے خریدار ہو گئے
اب **داغ** تیرے ہاتھ سے اے رشک مہ گیا

نامۂ عاشق ناشاد نہ دیکھا نہ سنا | آپ نے شکوۂ بیداد نہ دیکھا نہ سنا
اگلے وقتوں کی کہاں سے انہیں نظر ہے | کبھی افسانۂ فرہاد نہ دیکھا نہ سنا
اب ترے کوچہ کی بستی کو نظر لگتی ہے | شہر اسطرح کا آباد نہ دیکھا نہ سنا
آسمان دور سے کرتا ہے تجھے جھک کے سلام | کوئی تجھسا ستم ایجاد نہ دیکھا نہ سنا
ہوتے آئے ہیں سلف سے یونہیں عاشق ناکام | اثر نالۂ و فریاد نہ دیکھا نہ سنا
پوچھتا ہے جو کوئی خط کا ہمارے مضمون | تو وہ کہتے ہیں کہیں یاد نہ دیکھا نہ سنا
خاک بھی اب تو نہیں خانۂ دل میں افسوس | کوئی اسطرح کا برباد نہ دیکھا نہ سنا
در پہ جو بیٹھے ہیں وہ فتنے اٹھا دیتے ہیں | پاسبانی کا یہہ ایجاد نہ دیکھا نہ سنا
سرو کیا فتنۂ محشر بھی جو دیکھے تو کہے | کہ ترا سا قدِ آزاد نہ دیکھا نہ سنا
دیکھیں یوسف بھی جو حضرت کو کہیں صلِ علی | آپ سا حسن خداداد نہ دیکھا نہ سنا

آپ اپنے کو جو سب شاگرد کا شاگرد گنے
**داغ** سا ہمنے تو استاد نہ دیکھا نہ سنا

وصل کی شب جب فروغ مہ کامل دیکھا | دیکھتے ہیں طرفِ عارضِ شمائل دیکھا

نبضِ بیمار کبھی اور کبھی دل دیکھا
پھر کیا قتل نیا آپکو قاتل دیکھا

جو مرا آئینہ رہا جس نے مرا دل دیکھا
گردنِ غیر مین وہ ہاتھ حمایل دیکھا

موت بھی چھو نہ سکی مجھکو رہِ اُلفت مین
مین نے پھر پھر کے اجل کو کئی منزل دیکھا

ناخدا سے کہو بہنے دے ہماری کشتی
ہمنے گرداب جو دیکھا لبِ ساحل دیکھا

قابلِ دید تھین اُسوقت ادائین اونکی
آئینہ دیکھ کے جب قدِ مقابل دیکھا

بزمِ اغیار مین تعریف مری ہوتی ہے
آج یہہ طرفہ تماشا سرِ محفل دیکھا

دلِ دشوار طلب لوٹ ہے دشواری پر
لے لیا ہمنے وہی کام جو مشکل دیکھا

اُسنے آوازہ کسا یہہ ہی ہمارا ہے رقیب
گر نہ ہمدون مین کسیکو مرے شامل دیکھا

کیا سمجھتے نہین ظاہر کی ملاقات کو ہم
دل تمہارا نہ ملا ہمنے گلے مل دیکھا

بزمِ اغیار کا یہہ حال بتا اے قاصد
تونے کسکی طرف اُس شوخ کو مائل دیکھا

کیا دلاور ہے کوئی اُسکا کلیجا دیکھے
جسنے بیباک محبت مین مرا دل دیکھا

گالیان دیتے ہو پھر کہتے ہو یہہ بھی سمجھے
ہمنے تجھکو اسی لایق اسی قابل دیکھا

عشق کی چوٹ کو دل ہی سمجھے گردن تو نہین
جسنے تلوار نہ کھائی اُسے بسمل دیکھا

منزلِ عشق ہے سنسان مقام اے مجنون
ناقہ دیکھا نہ یہان کوئی نہ محمل دیکھا

مست تھی آنکھ تری دل تھا ہمارا بیخود
ہمنے دونونکو دمِ معرکہ غافل دیکھا

اُسنے جب حکم دیا تب تجھے مرجانا تھا
داغ تو دے نہ سکا جان ترا دل دیکھا

اِدہر کی سدہ بہی ذرا ای پیامبر لینا
خدا کے واسطے جلدی مِری خبر لینا

جو مے فروش سے سودا بنے تو کر لینا
کمی ہو حضرتِ زاہد تو ہمسے بہر لینا

بگڑکے جائیں تو نادان بنکے آئیں ہم
کہ ہہ روا انہیں دشمن کو دوست کر لینا

چُراکے دِل کوئی چلتا ہوا ہہ آی ہمدم
سراغ چور کا ہر اک مقام پر لینا

شکارِ تیرِ نظر دل ہوا جگر نہوا
یہہ بچ رہا ہہ ذرا اِسکی بہی خبر لینا

عبث نباہ کے وعدہ سے تم تو ڈرتے ہو
یہہ کون بات ہہ اِکدن بگاڑ کر لینا

ہمارے سر ہی پڑا اب تو عشق کا سودا
بُرا ہہ یہہ کہ بہلا ہو ہمیں نگر لینا

شبیہہ لائینگے یوسف کی اہلِ مصر یہان
بڑا مقابلہ ہہ تم بہی بن سنور لینا

کبہی کبہی نکل آتی ہہ جنسِ دل بہی آپ
بُری نہ نکلے یہہ پکّی ضرور کر لینا

قناعت آپکو ہوتی نہیں کسی شے پر
یہہ کیا کہ دل کبہی لینا کبہی جگر لینا

اُلجہہ کے تارِ نگہ سے پڑا جو کچہہ جہٹکا
دُہائی دینے لگے وہ کہی کمر لینا

مدام پیرِ مُغان کی ہیں ناشسین ہمپر
بہار آتے ہی ہمکو تو قرض کر لینا

ہمیں تو شوق ہہ بے پردہ تمکو دیکہیں گے
تمہیں ہہ شرم تو آنکہوں پہ ہاتہہ دہر لینا

فریب دیکے لیا دل تو کیا لیا تمنے
بتائیں ہم تمہیں آتا نہیں اگر لینا

غرض تمہیں جو سُنو اُسنے غیر کا شکوہ
یہہ قصّہ مول نہ ای داغ اپنے سر لینا

نہ بدلے آدمی جنّت سے بہی بیت الحزن اپنا
کہ اپنا گہر ہہ اپنا اور ہہ اپنا وطن اپنا

جو یون ہو وصل تو مٹجاے سب رنج و محن اپنا
زبان اپنی دہن انکا زبان انکی دہن اپنا

نہ سیدہی چال چلتے ہین نہ سیدہی بات کرتے ہین
دکھاتے ہین وہ کجرو ہمکو تن کر بانکپن اپنا

عجب تاثیر پیدا کی ہی وصف نوک مژگان نے
کہ جو سنتا ہی اُسکے دلمین چبھتا ہی سخن اپنا

پیام وصل قاصد کی زبانی اور پھر اُسنے
یہہ نادانی یہہ نافہمی یہہ تہا دیوانہ پن اپنا

جراحت دل کی لائی رنگ آنسو ضبط کرنے سے
کیا ہی تازہ اس تیزاب نے زخم کہن اپنا

پکار کہتا جنونکے ہاتھ سے ای بیکسی اسکو
جواب ہی پیرہن اپنا وہی ہوگا کفن اپنا

نگاہ و غمزہ کوئی چھوڑتے ہین گلشن دل کو
کہین ان لوٹنے والون نے بچتا ہی چمن اپنا

کہے دیتے ہین وہ کافر ہوکا بنکے آتا ہی
ذرا دل تہام لین پہلے سے اہل انجمن اپنا

یہہ موقع ملگیا اچھا اُسے تیشہ لگانے کا
محبت مین کہان سر پھوڑتا پھر کوہکن اپنا

ہم اپنے قول سے پھرتے ہین کب عاشق تمہارے ہین
رہیگا تا دم آخر یہی جو ہی سخن اپنا

یقین وصل کیا آئے کوئی دن امتحان کرلین
بڑہاے اعتبار آ آ کے وہ پیمان شکن اپنا

نہ مرتا ہون نہ جیتا ہون اثر دونون کے دیکھے ہین
لب معجز نما اپنا نگاہ سحر فن اپنا

ہر اک سے ٹیڑہی کی چلتے ہین بگڑی ہی قسمت اپنی
تمہاری چال سے ملتا چلا ہی کچھ چلن اپنا

یہہ سینہ یہہ جگر یہہ دل یہہ سر یہہ حلق حاضر ہی
نکالے حوصلہ ناوک فگن شمشیر زن اپنا

خبر کسکو وہ کسکا تہا وہ کسکا ہی وہ کسکا ہو
سمجھتا ہی اُسی کو شیخ اپنا برہمن اپنا

یہہ ہم سمجھے ہوے ہین تم نے مانا ہم تو مانگے
سوال وصل سے کیون رائگان جاتا سخن اپنا

الجھتا کیون ہی دیوانون سے اے عشق وحشت مین
چل اپنی راہ لے تو کام کر اے راہزن اپنا

جو تختے لالہ و گل کے کہلے وہ دیکھہ لیتے ہین
تو فرماتے ہین وہ ہیہ داغ کا ہیہ ہے چمن اپنا

جب دہوان دہار گرجتی ہوئی آتی ہے گہٹا
طالع خفتہ کو میکش کے جگاتی ہے گہٹا

دل پہجور کے نالونسے جو ہو ہمآواز
سینہ پہٹ جاے ترا کیا رہی چہاتی ہے گہٹا

تو تو اک قطرہ بہی دیتی نہین اے لف سیاہ
پانی بہر بہر کے زمانے کو پلاتی ہے گہٹا

ہجر محبوب مین بیتاب ہون بسمل کی طرح
تار بارش ہیہ نہین تیر لگاتی ہے گہٹا

رات بہر جاگے ہین اب آنکہہ لگی ہے انکی
کہدو خاموش ہو کیون شور مچاتی ہے گہٹا

صورت ماہی ہے آب ہین میکش بیتاب
اس تپش مین اجل آتی ہے نہ آتی ہے گہٹا

وعدہ کرتے ہین وہ جس روز یہان آنیکا
کیا برستی ہے کہ دریا ہی بہاتی ہے گہٹا

تیغ کی طرح چمک جاتی ہے سر پر بجلی
ہجر مین مجھکو بلا بن کے ڈراتی ہے گہٹا

توبہ میخوار کی مقبول ہے جب چاہے کرے
زور سے شور سے ہیہ مژدہ سناتی ہے گہٹا

جب اُٹھاتے ہین وہ ہم بادہ کشی وہ ساغر
کیسی اتراتی ہوئی جہومتی آتی ہے گہٹا

نہین سانون مین مرے پاس وہ مہوش ہے داغ
مجھکو تڑپاتی ہے بجلی تو رُلاتی ہے گہٹا

آئینۂ دل نے تماشا کیا
اپنی جگہ مین اُسے دیکھا کیا

ایک ستم ایسے ستم آرا کیا
اور کہون اور کہون کیا کیا

سب نے تو دیدار خدا کا کیا
مجھکو بہی دیکھا تجھے دیکھا کیا

پہول کے مُنہ سینہ کا پردا کیا — آپنے چلمن مین تماشا کیا

تونے بہی عاشق نہ کئے اِتنے قتل — ہمنے بہت خونِ تمنا کیا

نکہت گل مین ہر لپٹ اور یہی — کس نے یہان بندِ قبا وا کیا

شکوہ سے اُسکے ہوے بدنام سب — سو مین اگر ایک نے ایسا کیا

دیکہتے ہی مجہکو کہا روزِ حشر — تونے یہان بہی ہمین رسوا کیا

قتلِ جہان اُسکے لئے کہیل تہا — کون کہے آپ نے یہہ کیا کیا

دادطلب اُس سے ہین سب دادخواہ — جسنے تجہے اِتنے سے اِتنا کیا

روزِ قیامت وہ دمِ بازپرس — چشمِ غضب سے مجہے دیکہا کیا

ہاتہہ سے میرے جو ہوا دل ہلاک — اپنے پہ خود خون کا دعوی کیا

ساتہہ چلا اُسکے دبکتا ہُوا — فتنۂ محشر نے تماشا کیا

چہوڑیے اِن باتون مین کہا ہر کیا — آپ نے پہر ذکرِ عدو کا کیا

کس سے کہین عمرِ گذشتہ کا حال — کیا نہ کیا ہمنے یہان کیا کیا

کل کا اگر وعدہ وفا آج ہو — آپ نے امروز کو فردا کیا

مین ستمِ غیر کا شکوہ کرون — اور وہ سنکر کہین اچہا کیا

اور بہی اک رات سہی انتظار — یا نہ کیا اُسنے کرم یا کیا

غیر کے آتے ہی وہ تیور نہ تہے — تمکو اِنہین باتون نے رُسوا کیا

حضرتِ دل عشقِ صنم سہل تہا — تُمنے خدا پر نہ بہروسا کیا

مرکے ہوئین زندہ بہت حسرتین | شوق نے اعجازِ مسیحا کیا

داغ نے دیکھے ہین ہزارون حسین
آپ نے کس شخص سے دعوا کیا

اُمید وار ہون کرمِ بے حساب کا | پیتا ہون ڈگڈگا کے پیالہ شراب کا
چرچا ہر اُنکے گہر مین مرے اضطراب کا | دیکہا سلوک اِس دلِ خانہ خراب کا
بیکار مفت خاک اُڑاتی پہری صبا | گوشہ اُلٹ دیا نہ کسی کی نقاب کا
اے چارہ گر کمی نکرے لختِ دل کہین | ٹکڑا لگا ہوا ہے یہہ چشمِ پُر آب کا
یہہ بات ہے بہارِ چمن ہی کیواسطے | آتا نہین پلٹ کے زمانہ شباب کا
ساقی تو جہک کے چاٹ لگا کر الگ ہوا | دہو دہو کے پی رہا ہون پیالہ شراب کا
یا تمکنت سمائی طبیعت مین آپ کی | یا صبر ٹہ گیا دلِ پُر اضطراب کا
مین اک سوال کرکے پشیمان ہوگیا | لچھا بندہا ہوا ہے ہزارون جواب کا
اُٹہا ہے خواب ناز سے کوئی جوبنِ چڑہے | چمکا ہوا ہے آج نصیب آفتاب کا
واعظ بتا تو بادۂ کوثر کے اسم و قسم | بکتا ہے نام بادہ کشون مین شراب کا
بہلیگا کسطرح شبِ غم بیقرار دل | افسانہ گو کی آنکہہ مین ہے زورِ خواب کا
روزہ رکہین نماز پڑہین حج ادا کرین | اللہ یہہ ثواب بہی ہے کس عذاب کا
لاؤن سبو پیالہ بہرون در کو قفل دون | کیا حکم ہے جنابِ مشیخت مآب کا
مضمونِ خطِ شوق کسی مین نہین ملا | اُلٹا ہے ایک ایک ورق ہر کتاب کا

کیا لاگ عشق کی ہی کہ دیتا رہا جواب
یعقوبؑ کا خیال زلیخاؑ کے خواب کا

جب مین کرون سوال تو کہتے ہو چپ رہو
کیا بات ہی جواب نہین اس جواب کا

خوشبو وہی ہی ہی نزاکت وہی ہی رنگ
معشوق کیا ہی پھول ہی تو بہی گلاب کا

ہونیکو تیری چشم تغافل مین قہر ہو
ہمسے ملے تو لطف ملے کچھ عتاب کا

اس بیقرار دل کا الٰہی علاج کیا
چھکے شکیب پر ہو گمان اضطراب کا

ای زلف یار وجہ بہی کچھ پیچ و تاب کی
ای چشم یار کوئی سبب بہی عتاب کا

ای داغ بخشوائین گے امت کے وہ گناہ
ہے آسرا جناب رسالت مآب کا

غیر پر لطف و کرم بس ہو چکا
ہو چکا ہمپر ستم بس ہو چکا

دل مین بیٹھے رہے کسک ای چارہ گر
درد اپنا کم سے کم بس ہو چکا

مین دم آخر سے اپنے شاد ہون
انتہا کا رنج و غم بس ہو چکا

گر یہی قسمین ہین تو مجھکو یقین
آپ کے سر کی قسم بس ہو چکا

ہمکو ای واعظ ابہی مرنا نہین
وصف گلزار ارم بس ہو چکا

دہوم ہی اب کوچۂ دلدار کی
شہرۂ دیر و حرم بس ہو چکا

ہی ہمارے بعد بہی انکا عتاب
مر کے یہہ سمجھے تھے ہم بس ہو چکا

کر چکے پامال اب گھر بیٹھیے
فتنہ برپا ہر قدم بس ہو چکا

اب یہہ بت کرتے ہین ناحق تاک جہانک
بیت رب بیت الصنم بس ہو چکا

بحر الفت سے نکالین آشنا
تھک گیا ہون مجھہ مین دم بس ہوچکا

جانب گور غریبان وہ نہ آئے
حشر اے اہل عدم بس ہوچکا

دیکھتا ہی تو نہین وہ بادہ خوار
ساغر دل جام جم بس ہوچکا

کل جو اک داغ حسینون مین مشہور تھا
آج وہ بیمار غم بس ہوچکا

عاشق مضطر اگر آرام اپنا دیکھتا
عشق کے آغاز مین انجام اپنا دیکھتا

سخت ناکامی تھی اسکو ورنہ یون تا ہی کیون
کوہکن بنتا ہو اگر کام اپنا دیکھتا

دیکھتا ہی کچھہ تو جلوہ ورنہ کیا کرتا نہ ترک
نفع توبہ مین جو مے آشام اپنا دیکھتا

تیرے عاشق کو دکھاتے یہ عشق کا قدر اگر
نام تیرا دیکھتا یا نام اپنا دیکھتا

آپ تو ناحق ہین برہم معذرت کرتا ہی دل
جرم جب یہہ مورد الزام اپنا دیکھتا

کیا غرض تھی دیکھتے ہم عشق مین اچھا برا
دیکھتا تو یہہ دل ناکام اپنا دیکھتا

چیر کر سینہ دکھایا کیون نہ اسکو ہمنے دل
نقش اس تعویذ مین وہ نام اپنا دیکھتا

آج کو جمشید ہوتا تو دکھاتے اسکو سیر
دل ہمارا دیکھکر کیا جام اپنا دیکھتا

جانتا گر خود غرض خود مطلب اے دل آپکو
فائدہ کیا مین نہ صبح و شام اپنا دیکھتا

نخوت دولت سے آنکھین پھٹ گئین قارون کی
کاش آنکھین پھاڑ کر انجام اپنا دیکھتا

داغ کو وہ آگ لگتی جسکا بجھنا تھا محال
گر تمھاری بزم مین ہمنام اپنا دیکھتا

کوئی پھرے نہ قول سے بس فیصلا ہوا — بوسہ ہمارا آج سے دل آپ کا ہوا

اس دل لگی مین حال جو دل کا ہوا ہوا — کیا پوچھتے ہین آپ تجاہل سے کیا ہوا

ماتم ہمارے مرنیکا انکی بلا کرے — اتنا ہی کہہ کے چھوٹ گئی وہ برا ہوا

وہ چھٹی دیکھتے ہین ہوائی جو چرخ پر — کہتے ہین مجھسے آپ کا نالہ رسا ہوا

اسپہ بھی تو نہین ہے غم عشق مین کمی — کہتا ہے اک جہان تمہارا دیا ہوا

کیا عیش جاودان کہ غم جاودان نہین — انسان کو ہے موت کا کھٹکا لگا ہوا

بیگانہ تھا تو کوئی شکایت نہ تھی ہمین — آفت تو یہہ ہوئی کہ وہ ملکر جدا ہوا

جسنے کیا تپاک اسی نے کیا ہلاک — جو آشنا ہوا وہی ناآشنا ہوا

دشنام کی بھی آپ سے کسکو امید تھی — ہمنے تو اسپہ صبر کیا جو عطا ہوا

ای جذب شوق ہو نہو یہہ نامہ بر ہی ہو — آتا ہے کوئی شخص ادہر کو اڑا ہوا

عذر ستم سے بس مجھے نادم نہ کیجیے — اس تذکرہ کو چھوڑیے جو کچھہ ہوا ہوا

بیخود رہے وصال مین بیہوش ہجر مین — کیا جانیے ہمسے کب وہ ملا کب جدا ہوا

اسطرح کے جہان مین ہین بیغرض کہان — تیری نگہہ ہوئی دل بے مدعا ہوا

ای چرخ کل کی رات کا غم آج تو نہ دے — ہم صبح کو نہ کہاینگے شب کا بچا ہوا

آباد کسقدر ہے الٰہی عدم کی راہ — ہردم مسافرون کا ہے تانتا لگا ہوا

ای کاش میرے تیرے لیے کل یہہ حکم ہو — لیجاؤ انکو خلد مین جو کچھہ ہوا ہوا

پیغامبر ندیم ہے نامہ بر رفیق — میرا تو مدعا نہ کسی سے ادا ہوا

کس کس طرح سے اُسکو جلاتے ہین رات دن
وہ جانتے ہین **داغ** ہی ہمپر مِٹا ہوا

زبان ہلاؤ تو ہوجاتا ہی فیصلہ دل کا
اب آچکا ہی لبون پر معاملہ دِل کا

کسی سے کیا ہو تپش مین مقابلہ دل کا
جگر کو آنکھہ دکھاتا ہی آبلہ دل کا

خدا کے واسطے کرلو معاملہ دل کا
کہ گھر کے گھر ہی مین ہوجائے فیصلہ دل کا

تم اپنے ساتھہ ہی تصویر اپنی لیجاؤ
نکال لینگے کوئی اور مشغلہ دِل کا

قصور تیری نگہہ کا ہی کیا خطا اوسکی
لگاوٹون نے بڑہایا ہی حوصلہ دل کا

نہ جان دیتے بن آئے نہ زندہ رہتے بنے
بگڑ گیا ہی یہہ کیسا معاملہ دِل کا

شباب آتے ہی اے کاش موت بہی آتی
اُبہارتا ہی اِسی سن مین ولولہ دل کا

کئے ہین تونے دل اہلِ انجمن بیتاب
رواروی مین ہی مصروف قافلہ دل کا

جو منصفی ہی جہان مین تو منصفی تیری
اگر معاملہ ہی تو معاملہ دل کا

ملی بہی ہی کبہی عاشق کی داد دنیا مین
ہوا بہی ہی کبہی کمبخت فیصلہ دل کا

نگاہِ مست کو تم ہوشیار کر دینا
یہہ کوئی کہیل نہین ہی مقابلہ دل کا

ہماری آنکھہ مین بہی اشک گرم ایسے ہین
کہ جنکے آگے بہرے پانی آبلہ دِل کا

ہوا نہ اس سے کوئی اور کانون کان خبر
الگ الگ ہی کیا سب معاملہ دِل کا

اگرچہ جان پہ بن بن گئی محبّت مین
کسیکے مُنہہ پہ نہ رکہا کبہی گلہ دل کا

ازل سے تا بہ ابد عشق ہی اسیکے لیئے
ترے مٹائے مٹیگا نہ سلسلہ دِل کا

کرون تو داور محشر کے سامنے فریاد
تجھی کو سونپ نہ دے وہ معاملہ دل کا

نہ آئین خضر کبھی آپ ہو لکر بھی ادھر
جناب من نہین آسان مرحلہ دل کا

کچھہ اور بھی سمجھے اے داغ بات آتی ہے
وہی بتون کی شکایت وہی گلہ دل کا

عشق مین دل نے بہت کام نکالا اپنا
سچ ہے ملتا ہے کہان چاہنے والا اپنا

مین اُٹھاتا ہون سہارے کے لئے دست دعا
رہ گیا ہو نہ کہین راہ مین نالا اپنا

اپنی نظرون مین تو پھرتا ہے وہ قد بوٹا سا
سرو گلچین کو دکھائے قدِ بالا اپنا

اے سیہ بختیِ عاشق نہ بنے گی تو زلف
رہنے دے اپنے لئے رنگ یہہ کالا اپنا

اُسپہ مرتے ہین جو بیدرد ہو بے مہر بھی ہو
عشق ہے سارے زمانہ سے نرالا اپنا

دل بچا تیغ نظر سے مگر اب خیر نہین
تیرے دنبالہ نے بھالا جو سنبھالا اپنا

بحر و بر مین نہ کوئی فرق رہیگا باقی
کچھہ اگر پھوٹ پڑا پانون کا چھالا اپنا

اپنی تصویر وہ کھنچوائے یہہ ممکن ہی نہین
جسنے آئینہ مین بھی عکس نہ ڈالا اپنا

غیر کے ملنے سے دنیا مین ہوئی بدنامی
تمنے عالم مین بڑا نام اُچھالا اپنا

خاک کس کس کی خدا جانے ہوئی پامال مگر
تمنے چلتے ہوئے دامن نہ سنبھالا اپنا

دل شکن اُسنے تو دو حرف ہی لکھے تھے ہمین
دفترِ شوق ہوا سب تہ و بالا اپنا

کچھہ سیہ بختی عاشق مین سعادت ہوتی
سایہ زلفون نے تری اُسپہ نہ ڈالا اپنا

چرخ کا پانون ہے مدت سے یونہین گردش مین
ہے بجا گر کہے خورشید کو چھالا اپنا

دیکھکر اُسکو تعجب ہی جناب ناصح
مجھسے فرماتے ہین کیون دل نہ سنبھالا اپنا

انتظار مے و ساغر ہو کہان تک ساقی
کہین لبریز نہو جاے پیالا اپنا

اُسکے دامن کی جنون مین ہی ہی ہمکو تلاش
جیب پر اپنی کبھی ہاتھہ نہ ڈالا اپنا

غیر سے ملنے کی لکھی ہی نہایت تاکید
اور لکھا ہی مجھے خط مین حوالا اپنا

ہین بُرے حال کے سب دیکھنے والے ای داغ
کوئی دنیا مین نہین پوچھنے والا اپنا

تم گلے جب نہ ملو لطف ملاقات ہی کیا
مان بہی جاو مری بات یہہ ہی بات ہی کیا

دل و دین لیکے بہی راضی نہوے آپ کبہی
یہہ تو فرمائیے مین کیا مری اوقات ہی کیا

کشتۂ ناز کو کیون زندہ کرین آکے مسیح
تمہین ٹہکرا دو کہ ہی اسمین کرامات ہی کیا

عالم وجد مین بیخود نہین ہوتے صوفی
نشۂ مین چور ہین رندان خرابات ہی کیا

ہمت ای دیدۂ تر قطرہ فشانی کب تک
موسلا دہار نہ برسے وہ برسات ہی کیا

دل ہمی شی ہمنے تو بہیجی اُنہین وہ کہتے ہین
بیش قیمت ہی یہ سوغات مین سوغات ہی کیا

حشر کے دن وہی کافر مجھے مل جائیگا
میرے کردار کی ہی اور مکافات ہی کیا

جاکے پی آئے وہان آتے ہی توبہ کر لی
اسقدر دور ہی مسجد سے خرابات ہی کیا

عاشقی اور پہر ایسی کہ چہپائے نہ چہپے
مجھسے مجرم کے لئے چاہیئے اثبات ہی کیا

دل کو لے لیتے ہین در پردہ وہ عیاری سے
چار غیر و نیہ جو کہیلے تھے پہر گہات ہی کیا

روز پیتے ہین صبوحی بہی ادا کرکے نماز
فرق آجائے تو پابندی اوقات ہی کیا

لہرین آتی ہین طبیعت مین ہماری کیا کیا
برق وش یار نہو جب تو وہ برسات ہی کیا

مے انگور فرشتون کی بہی قسمت مین نہین
اس سے محروم ہین اک قبلۂ حاجات ہی کیا

اسمین دہوکا تو نہین ہمسے ذرا سچ کہیے
کر دیا مانگ کے دل آپ نے خیرات ہی کیا

اب تمنائے شب وصل ہی کس کافر کو
بات کرنے مین گذر جائے تو وہ رات ہی کیا

آگئے اُس شوخ کے چپ لگ گئی اُنکو ای داغ
میرے مطلب کو جو کہتے تہے یہہ ہی بات ہی کیا

دیکہکر تیری اداجی سے گذر جائیگا
مرنے والا تو قیامت مین بہی مر جائیگا

نامہ بر چرب زبانی تو بہت کرتا ہی
دل گواہی نہین دیتا کہ اُدہر جائیگا

اور بہی اور بہی ای درد محبت ہو سوا
گر کمی کی تو مرے دل سے اُتر جائیگا

غیر کا قصہ شب وصل مین کیون لے بیٹہے
باتون باتون مین یونہین وقت گذر جائیگا

میرے ہمراہ پس مرگ ڈبونے کیلئے
دیدۂ تر نہ سہی دامن تر جائیگا

رخنہ گر وہ ہو تو محشر کا تماشا کیسا
آن کی آن مین سب کہیل بکہر جائیگا

بیخودی مین ہی گئے ہوش کہان ہی قاصد
کدہر آیا نہین معلوم کدہر جائیگا

عاقبت پاک ہی میخوار کی سن رکہہ اہلہ
یہہ تو میخانہ سے اللہ کے گہر جائیگا

کہا لیا ہمنے شب ہجر مین سب خون جگر
روز فرقت ہمین اب صاف گذر جائیگا

کسی بندہ پہ بُرا وقت نہ ڈالے اللہ
کیا خبر تہی کوئی یون ہجر مین مر جائیگا

کیون نہ ہم روئین مقدر کی پریشانی کو
کیا یہہ گیسو ہی تمہارا کہ سنور جائیگا

بوجہہ ڈالے نہ بہت دست دعا پر تاثیر
مجھکو ڈر ہے کہ میرا ہاتھہ اتر جائیگا

وصف حورون کے تو ذرا سنون اے واعظ
خوف یہہ ہے کہ وہان پر چسپہ گذر جائیگا

کرکے برباد مجھے چرخ کہان جاتا ہے
مین بہی ہمراہ اسیکے ہون جدہر جائیگا

فوج مژگان نے تری گہیر لیا ہے دل کو
اب کہان جائیگا بچکر یہہ کدہر جائیگا

اب تو اے داغ مرے غم سے وہ خوش ہین پہر کیا
آخر اکدن یہہ زمانہ بہی گذر جائیگا

مایوس ہجر مین دل ناکام ہوگیا
رخصت ہوا اجل سے مجھے آرام ہوگیا

سنتا ہون غیر کا بت خودکام ہوگیا
یہہ بات سچ ہوئی تو مرا کام ہوگیا

مین ہر طرح سے مورد الزام ہوگیا
تقصیر کی کسی نے مرا نام ہوگیا

رس تشنگی کی آگ اسی آگ سے بجھے
مین پانی پیتے پیتے ہی آشام ہوگیا

کیون میری بات سنتے ہی تلوار کہینچ لی
کیا حرف اختلاط بہی دشنام ہوگیا

آپ اپنے گہر کو رشک مسیحا سدہا رئیے
آرام ہوگیا مجھے آرام ہوگیا

عاشق کے ضعف قلب کی کچھہ انتہا نہین
گویا وہ اس زمانہ کا اسلام ہوگیا

سینہ مرا سبو ہے مے عشق کے لئے
آنکہین پیالہ بن گئین دل جام ہوگیا

بگڑے وہ مجھکو دیکھہ کے محفل مین اسطرح
گویا قیامت آگئی کہرام ہوگیا

باہر خودی سے ہو نہ سکا دل تمام غم
اسکی رگون کا جال اسے دام ہوگیا

پہر آرزو مراد پہ آکر ہوئی ہے یاس
لو پختہ ہوکے پہر یہہ ثمر خام ہوگیا

بس شرح اسکی حضرت ناصح نہ کیجیے
معلوم ہمکو عشق کا انجام ہوگیا

اب صبر کسطرح سے دل بدگمان کو ہو
کیون یہہ کہا کہ شب کو ہمین کام ہوگیا

رہتا نہین ہے اپنا مقدر بہی اپنے ساتھ
وہ بہی شریکِ گردشِ ایام ہوگیا

کیا طول مدعا جسے کافی ہو ورق شر
کیا فیصلہ جو صبح سے تا شام ہوگیا

قاصد کے ہاتھ چوم لئے مین نے لیکے خط
یہہ اک طرحکا بوسہ بہ پیغام ہوگیا

جو ابتدائے عشق مین تہے کام نادرست
انجام کار سب کا سر انجام ہوگیا

دنیا مین داغ صاحبِ اعزاز ہے تو ہو
وہ آپ کا تو بندۂ بے دام ہوگیا

نام زیرِ آسمان باقی رہا
مر مٹون کا یون نشان باقی رہا

اُسکے در پر جبہہ سا لاکہون ہوئے
پہر بہی سنگِ آستان باقی رہا

دیکہیے ذرہائے محشر کیا بنے
آج کل پر امتحان باقی رہا

اے گدازِ غم سے تجہے کہا جاؤن گا
ایک بہی گر اُستخوان باقی رہا

شب کو تیری جستجو مین کو بکو
کون مجہہ سے مکان باقی رہا

اٹھگئے دنیا کے جلسے سیکڑون
ہے غنیمت جو سمان باقی رہا

آنکہہ اپنی روز محشر کہل چکی
کچہہ اگر خوابِ گران باقی رہا

دل لگی ہو جائے گی زیرِ مزار
تو جو اے دردِ نہان باقی رہا

آزمائی ہے مروت ہی ابہی
امتحان سا امتحان باقی رہا

حال کچھ اے داورِ محشر نہ پوچھ / حال مجھ میں اب کہاں باقی رہا

مٹ چکا گو اک زمانے کا خیال / پھر بھی دل میں اک جہان باقی رہا

غیر کا جھگڑا چکایا آپ نے / اُس نشانی کا نشان باقی رہا

جا چکا اے داغ سب مال و متاع
شکر ہے لطفِ زبان باقی رہا

گو محتسب کا مشربِ رندانہ کھل گیا / پہلے ہی عہد سے درِ میخانہ کھل گیا

بادِ صبا نے بھی نہ کیا اسکو بے حجاب / سینہ پہ ہات آگئے جب شانہ کھل گیا

قاتل نے دیکھے اسمیں ہزاروں پری جمال / دل چاک کیا ہوا کہ پری خانہ کھل گیا

ہمسے تغافل اور ہے غیروں سے تاک جھانک / تیرا فریب نرگسِ مستانہ کھل گیا

جلنے لگے ہیں شمع سے گل سے ہیں بد دماغ / کیوں اپنے عشق بلبل و پروانہ کھل گیا

رکھا تھا ہمنے پردہ کہ اُسپر کھلے نہ حال / سب رازِ دل سناتے ہی افسانہ کھل گیا

خونیں ہے پیرہن جو تمہارے شہید کا / اُسپر یہ سرخ خلعتِ شاہانہ کھل گیا

پوچھا مزاج اُسنے تو وحشت کی اسنے لی / آخر کو پردۂ دلِ دیوانہ کھل گیا

اس میکدہ سے ہم تو چلے تشنہ کام ہی / بس ہمپہ ظرفِ ساقی و پیمانہ کھل گیا

مشتاقِ دید عشق میں پڑے ہیں جو زیرِ بام / سرکی نقاب کیا رخِ جانانہ کھل گیا

اے داغ وقتِ مرگ ہوا امتحان ہمیں
اسوقت میں یگانہ و بیگانہ کھل گیا

ادھر دیکھہ لینا ادھر دیکھہ لینا ۔۔۔ کنکھیون سے اُسکو مگر دیکھہ لینا

فقط نبض سے حال ظاہر نہوگا ۔۔۔ میرا دل بھی ای چارہ گر دیکھہ لینا

کبھی ذکرِ دیدار آیا تو بولے ۔۔۔ قیامت سے بھی پیشتر دیکھہ لینا

ندینا خطِ شوق گھبرا کے پہلے ۔۔۔ محل موقع ای نامہ بر دیکھہ لینا

کہین ایسے بگڑے سنورتے بھی دیکھے ۔۔۔ نہ آئینگے وہ راہ پر دیکھہ لینا

تغافل مین شوخی نرالی ادا تھی ۔۔۔ غضب تھا وہ مُنہہ پھیر کر دیکھہ لینا

شب وعدہ اپنا یہی مشغلہ تہا ۔۔۔ اُٹھا کر نظر سوے در دیکھہ لینا

بلایا جو غیرونکو دعوت مین تمنے ۔۔۔ مجھے پیشتر اپنے گھر دیکھہ لینا

محبت کے بازار مین اور کیا ہی ۔۔۔ کوئی دل دکھائے اگر دیکھہ لینا

مرے سامنے غیر سے بھی اشارے ۔۔۔ اُدھر بھی ادھر دیکھکر دیکھہ لینا

نہو نازک اتنا بھی مشاطہ کوئی ۔۔۔ دہن دیکھہ لینا کمر دیکھہ لینا

نہین رکھنے دیتے جہان پانون ہمکو ۔۔۔ اُسی آستانہ پہ سر دیکھہ لینا

تماشائے عالم کی فرصت ہی کسکو ۔۔۔ غنیمت ہی بس اک نظر دیکھہ لینا

دیتے جاتے آج کچھہ لکھہ کے تمکو ۔۔۔ اِسے وقتِ فرصت مگر دیکھہ لینا

ہمین جان دینگے ہمین مر مٹینگے ۔۔۔ ہمین تم کسی وقت پر دیکھہ لینا

جلایا تو ہر داغ کے دل کو تمنے

مگر اس کا ہوگا اثر دیکھہ لینا

دل مکدّر مدام کا نکلا ہے
کب یہ آئینہ کام کا نکلا

گھر سے تم کیون نکالے دیتے ہو
کیا قصور اس غلام کا نکلا

بھر کے دے جام ورنہ اے ساقی
دم کسی تشنہ کام کا نکلا

مٹ گئی رسم و راہ بھی اُنسے
یہہ نتیجہ پیام کا نکلا

بحث تھی میکشی مین زاہد سے
عذر ماہِ صیام کا نکلا

وصل کی اُنسے ہو گئی امید
سلسلہ جب کلام کا نکلا

یہہ سنا ہے کہ اب وہ ہرجائی
صبح آتا ہے شام کا نکلا

گالیان سنتے ہین دعا دیکر
خوب پہلو کلام کا نکلا

دل کے ملنے کی پھر اُمید نہین
یہہ اگر اُس کے کام کا نکلا

واہ کیا کیا تری محبت مین
حوصلہ خاص و عام کا نکلا

سچ تو یہہ ہے کہ عاشقی مین داغ
ایک ہی اپنے نام کا نکلا ہے

تجھے نامہ بر قسم ہے یہین دنسے رات کرنا
کوئی ایک بات پوچھے تو ہزار بات کرنا

نہین اور خوف قاصد مگر ایک بات کرنا
جو رقیب بھی وہان ہو بہت التفات کرنا

وہ ہو تیز رو نہ پائے کوئی تجکو حضرتِ دل
رہِ دوست مین جو چلنا تو ہوا کو مات کرنا

ابھی سن ہی کیا ہے آئے جو اُنہین وقارِ تمکین
کبھی اجتناب کرنا کبھی التفات کرنا

مرے دل کی قیمت اتنی نہ بڑھاؤ کون لیگا
جو تمہین نہ جانتا ہو یہہ اُسی سے گھات کرنا

ہمیں گلشن جہاں میں یہی کام آخری ہے
ابھی باغباں کو واپس ثمرِ حیات کرنا

یہ زمانہ کہہ رہا ہے کہ وہ قول کے ہیں پورے
مگر اک ہمیں سے وعدہ انہیں بے ثبات کرنا

نکل آئیں گے وہ باہر وہیں شور سن کے دل کے
کبھی اُنکے در پہ جا کر کوئی واردات کرنا

وہ کریم کیا نہیں ہے وہ رحیم کیا نہیں ہے
کبھی داغ ہو لکر بھی نہ غم نجات کرنا

شوق ہے اسکو خود نمائی کا
اب خدا حافظ اس خدائی کا

وصل پیغام ہے جدائی کا
موت انجام آشنائی کا

دیدیا رنج اک جدائی کا
ستیاناس ہو جدائی کا

کسی بندہ کو دردِ عشق نہ دے
واسطہ اپنی کبریائی کا

پھنس گیا دل بری جگہ افسوس
کوئی پہلو نہیں رہائی کا

صلح کے بعد وہ مزا نہ رہا
زور سامان تھا لڑائی کا

کہتے ہیں وہ قیامت آنے دو
ابھی موقع نہیں صفائی کا

اپنے ہوتے عدو پہ آنے دے
کیوں وہ الزام بیوفائی کا

اشک آنکھوں میں داغ ہیں دل میں
یہ نتیجہ ہے آشنائی کا

ہنسی آتی ہے اپنے رونے پر
اور رونا ہے جگ ہنسائی کا

آج وہ امتحان کرتے ہیں
وقت ہے قسمت آزمائی کا

دل اڑاتا ہے دل لگی کے مزے
پوچھنا کیا لگی لگائی کا

فتنہ گر ایک تو ہی اک محشر ـــــ دل تیرا ایک اس میں ہے تنہائی کا
اٹھ گئی ہوش دام میں پھنسکر ـــــ قید کیا نام ہے رہائی کا
اک خدائی کی آفتیں دیکھیں ـــــ ہائے صدمہ تیری جدائی کا
اور تو ہمکو کچھ نہیں آتا ـــــ کام کرتے ہیں آشنائی کا
دل ترا صاف ہو نہیں سکتا ـــــ ہیچ ہے محکمہ صفائی کا
بتکدے کی جو سیر کی ہمنے ـــــ کارخانہ ہے اک خدائی کا
گرچہ پہنچا ہوں میں کہیں سے کہیں ـــــ مرحلہ دور ہے رسائی کا

نہ رہا لطف اس زمانے میں
میرزا **داغ** میرزائی کا

آشنا تو ہے اپنے مطلب کا ـــــ فیصلہ ہو چکا ہے یہ کب کا
روز محشر ہے یہ دلیل انکی ـــــ کہتے ہیں مجھسے عذر تہا شب کا
کیوں نہ ہو پھیر کی دعا مقبول ـــــ وہ خدائے کریم ہے سب کا
لیکے دل تمنے جب ستم توڑے ـــــ پھر ہماری بغل میں آ دبکا
وہ سنے درد دل جو ہو ہمدرد ـــــ نہیں ملتا کوئی مرے ڈھب کا
کسکو جانوں رقیب محفل میں ـــــ ایک نام اسنے رکھدیا سب کا
غنچۂ گل کو سونگھیے بچکر ـــــ بوسہ لیلے نہ آپ کے لب کا
ذکر بیداد پر نہ ہو برہم ـــــ کہ نہیں ہے یہ تذکرہ اب کا

داغ کو نہ دیکھ اے زاہد
دل تو ہے پاک رند مشرب کا

دم نہیں دل میں ایک مدت سے
خون ہے مدعا و مطلب کا

کافر عشق کیوں مسلمان ہو
سب کو ہے پاس اپنے مذہب کا

جرم تھا پیشتر تغافل ہی
حال جب کا کہوں کہ میں اب کا

چاہنے والے ہوں برے کہ بھلے
انکے دفتر میں نام ہے سب کا

ہو مے ناب یا شراب طہور
تشنہ ہوں ساغر لبالب کا

بات پوری وہ کر نہیں سکتے
زور ہے کیا نزاکت لب کا

کیا کروگے کہو تو روز جزا
ایک دعوی ہوا اگر سب کا

تمنے بھی کچھ سنا کہ تا بفلاک
شور پہنچا ہے میری یارب کا

پہلے انکار اور پھر دشنام
یہ نتیجہ ہے عرض مطلب کا

شکر ہے داغ کامیاب ہوا
حق تعالے بھلا کرے سب کا

جسدن کہ مرے قتل کے سامان میں نہوگا
وہ دن ہی کبھی گردش دوران میں نہوگا

جینا تو بلا ہے شب ہجران میں نہوگا
مرنا بھی الٰہی مرے امکان میں نہوگا

کیوں مفت میں دیوانہ نہوں چھوڑ کے تجھکو
دامن میں جو ہے ہاتھ گریبان میں نہوگا

کیوں جانے لگا دل ترے ناوک سے نکلکر
سوفار میں ہوگا جو وہ پیکان میں نہوگا

چمکیگا مرا داغ جگر صورت خورشید
کیا روز قیامت شب ہجران میں نہوگا

مین پیچ سے تقدیر کے خوش ہون یہ سمجھکر
ایسا کوئی بل گیسوئے پیچان مین نہوگا

بہلاؤنگا اپنے دلِ ویران سے طبیعت
یہہ دشتِ بلا کیا مرے زندان مین نہوگا

ہوتا ہی جدائی مین ضرر جان کا ناصح
ہی یہہ تو یقین تو مرے نقصان مین نہوگا

کیا آئے دمِ نزع بلانے سے جو آئے
محسوب یہہ احسان کسی احسان مین نہوگا

اِتنا تو ہوا دیدۂ گریان کی بدولت
آباد کوئی کوچۂ جانان مین نہوگا

کیا خوفِ اذان ہمکو شبِ وصل یقین ہی
اللہ کا گھر کوچۂ جانان مین نہوگا

اپنے ہی تو بیگانے نظر آئین گے ای داغ
اپنا تو کوئی حشر کے میدان مین نہوگا

تمکو کیا ہر کسی سے ملنا تہا
دِل ملا کر مجہی سے ملنا تہا

پوچھتے کیا ہو کیون لگائی دیر
اِک نئے آدمی سے ملنا تہا

ملکے غیرون نے بزم مین یہہ کہا
مجہکو اگر سبہی سے ملنا تہا

کیون بہانے کئے شبِ وعدہ
صاف کہدو کسی سے ملنا تہا

عید کو بہی خفا خفا ہی رہے
آج کے دن خوشی سے ملنا تہا

آپ کا مجہہ سے جی نہین ملتا
اس محبت پہ جی سے ملنا تہا

تمتو اُکہڑے رہے تہین ای داغ
ہر طرح مدعی سے ملنا تہا

مقتل مین وہ سفاک جو مصروفِ ستم تہا
آگے صفِ عشاق سے اپنا ہی قدم تہا

ای نامہ بر اُسکا نہ یہہ اندازِ رقم تھا
معلوم ہوا ہاتھ مین دشمن کے قلم تھا

وہ جلتے ہو کیون اُٹھتے مری بزمِ عزا سے
عشرتکدۂ غیر بھی دو چار قدم تھا

یاد آتے ہین اب مجھکو شبِ وصل کے احسان
جو مین کرم تھا وہ مرے حق مین ستم تھا

سنتا ہون کہ ناصح کی زبان بند ہوئی ہی
ہر روز کی جھک جھک سے مرا ناک مین دم تھا

یہہ شکوۂ فرقت پہ کہا پیار سے اُسنے
مجھکو بھی بہت رنج ترے سر کی قسم تھا

ہم مرگئے لیکن نہ اُٹھا یاسِ ستم شکے
یہہ کام محبت مین تری سب سے اہم تھا

نکلا دلِ آباد کو برباد ہی کرکے
غیروںکا تصور بھی بڑا نحس قدم تھا

کرتے ہو عبث شکوۂ فرقت کی شکایت
وہ شکر ملاقات گذشتہ سے تو کم تھا

نکلے بھی تو ہمراہ دمِ بازپسین کے
جب تک وہ مرے دل مین رہے سینہ مین دم تھا

تھا وعدہ یہان چار پہر رہنے کا اُنسے
افسوس مگر وصل کا دن رات سے کم تھا

جل جلکے ہوئے خاک ہوئی خاک بھی برباد
ہستی مین یہہ ہستی تھی عدم مین یہہ عدم تھا

مجنون کے طرفدار بنے ہین کئی دن سے
فرماتے ہین وہ آپ سے کس بات مین کم تھا

معشوق فلک غیر شبِ غم دلِ بیتاب
تا زیست مرے حال پہ کس کسکا کرم تھا

اُس بت نے لفافہ جو دیا مہر لگا کر
گویا وہ کفِ دست مین قاصد کے پدم تھا

نکلا ہی تلاشی سے فقط اک درمِ داغ
یارون کو مرے دلپہ ہزارون کا بھرم تھا

دل خون ہوا خاک ہوا خوب ہوا داغ
ہر آن کی تکلیف تھی ہر وقت کا غم تھا

## ردیف الباء

نہین سُنتا ستم ایجاد ہماری یارب
تجھسے ہر وقت ہی فریاد ہماری یارب

کچھہ تو تخصیص ہو مظلوم مُحبّت کے لئے
کاش دنیا مین ملے داد ہماری یارب

پھر کہان جائینگے جنت مین اگر جی نہ لگا
ہی طبیعت بہت آزاد ہماری یارب

درپئی بیخ کنی ہو گئے سارے دشمن
جب کہین جمگئی بنیاد ہماری یارب

عمر بھر کی ہی بہت پیر مغان کی خدمت
کہین محنت نہو برباد ہماری یارب

انکے آنے سے اجل پیشتر آئی افسوس
کیا برے وقت ہوئی یاد ہماری یارب

دل وہ ظالم کیا ہی کہ آغاز محبت ہی ابھی
کیا پڑے دیکھیے افتاد ہماری یارب

پھر کوئی مانے نمانے ہمین پروا کیا ہی
مان لے گر دلِ ناشاد ہماری یارب

ہو دم قتل وہ تصویر کا عالم ہمپر
شکل دیکھا کرے جلاد ہماری یارب

ہجر مین زندہ رہا **داغ** تو وہ کہتے ہین
ہاے بیکار رہی بیداد ہماری یارب

---

نگاہِ لطف سے والا نگاہ ہی محبوب
پناہ خلق سے عالم پناہ ہی محبوب

ہنر شناس ہی محبوب شاہِ آصف جاہ
کمال دوست مہ نیم ماہ ہی محبوب

کوئی طریق ارادت سے ہم بھٹکتے ہین
ہمارے واسطے اک خضرِ راہ ہی محبوب

مجال کیا ہے نہ سیدھا ہو چرخ کج رفتار
کہ قہرمان دستۂ کجکلاہ ہی محبوب

بلند بخت و سرفراز سب ہین درباری
قمر خدم ہے فلک بارگاہ ہے محبوب

شرف ہے خسرو و جم کو بھی باریابی سے
وہ صاحب شرف و عز و جاہ ہے محبوب

نشان شہر کہا نام کو زمانے مین
خدا کے بندونکا وہ خیر خواہ ہے محبوب

نہ کیون ہو سایہ دامن مین اُسکے خلق اللہ
کہ شہریار ہے ظلّ الٰہ ہے محبوب

اُمید منصب و جاہ و حشم نہ کیونکر ہو
فقیر داغ ہے تو پادشاہ ہے محبوب

دل ناکام کے ہین کام خراب
کر لیا عاشقی مین نام خراب

اِس خرابات کا یہی ہے مزہ
کہ رہے آدمی مدام خراب

زلف ہے چور چشم یار شریر
حسن کا سب ہے انتظام خراب

دیکھکر جنس دل وہ کہتے ہین
کیون کرے کوئی اپنے دام خراب

ابر تر سے صبا ہی اچھی تھی
میری مٹی ہوئی تمام خراب

وہ بھی ساقی مجھے نہین دیتا
وہ جو ٹوٹا پڑا ہے جام خراب

کیا بلا ہمکو زندگی کے سوا
وہ بھی دشوار ناتمام خراب

واہ کیا مُنھ سے پھول جھڑتے ہین
خوبرو ہو کے یہہ کلام خراب

چال کی رہنمائے عشق نے بھی
وہ دکھایا جو تھا مقام خراب

داغ ہے بد چلن تو ہونے دو
سَو مین ہوتا ہے اک غلام خراب

## ردیف الباءِ فارسی

کیا سبب شاد ہی بشاش ہی جی آپ ہی آپ
چلی آئی ہی مجھے آج ہنسی آپ ہی آپ

ابھی آئی ہی نہین کوچۂ دلبر سے صبا
کھل گئی آج مرے دل کی کلی آپ ہی آپ

ہین بڑے یار فراموش جناب زاہد
جا کے میخانے مین چوری سے پی آپ ہی آپ

مجھکو ارشاد سے ناصح کے یہ مفہوم ہوا
جس طرح سے کوئی بن بیٹھے ولی آپ ہی آپ

قطرے قطرے کو ترستی ہین ہماری آنکھین
کھا گیا خون جگر رنج دلی آپ ہی آپ

ہمنشین بھی تو نہین ہجر مین دل کیا بہلے
باتین کر لیتے ہین دو چار گھڑی آپ ہی آپ

سوچتے ہین کہین تدبیر ہی قسمت والے
کہ نکلجاتے ہین ارمان دلی آپ ہی آپ

کچھ تو فرمائے اس بدمزگی کا باعث
آپ ہی آپ ہی رنجش خفگی آپ ہی آپ

کبھی کثرت سے غرض تھی کبھی حدت منظور
کبھی وہ انجمن آرا ہی کبھی آپ ہی آپ

دل لگی آگ ہی اے **داغ** خبر لو جلدی
جو لگائے سے لگی کب وہ بجھی آپ ہی آپ

## ردیف التاء

بزم دشمن مین نہ کھلتا گل تر کی صورت
جاؤ بجلی کی طرح آؤ نظر کی صورت

نہ مٹائے سے مٹی فتنہ و شر کی صورت
نظر آتی نہین اب کوئی گذر کی صورت

سوچ لے پہلے ہی تو نفع و ضرر کی صورت
نامہ بر تجھکو بھلا دینگے وہ گھر کی صورت

کیا خبر کیا ہوئی فریاد و اثر کی صورت
کہ ادھر کب نظر آتی ہی اُدھر کی صورت

بگڑی شوریدہ سری سے مرے گھر کی صورت
وہی دیوار کی صورت ہی جو در کی صورت

چھپکے بیٹھے ہو اگر مجھسے چلو یونہین سہی
مین بھی اُٹھنے کا نہین پردہ در کی صورت

اُسکو دیکھے کوئی محفل مین یہہ کسکی طاقت
ہر بشر دیکھنے لگتا ہی بشر کی صورت

بارِ تشبیہ سے دوہرے وہ ہوئے جاتے ہین
کیون رگِ جان سے پتلی ہی کمر کی صورت

نامہ بر جانکے مین اُسکے قدم لیتا ہون
جب بنا کر کوئی آتا ہی سفر کی صورت

نہین معشوق کوئی حسن و ادا سے خالی
اُسپہ صورت بھی مرے رشکِ قمر کی صورت

اے جنون جاکے بیابان کو بیابان سمجھون
میری آنکھون مین بھی پھرتی ہی گھر کی صورت

اُنکے جانیکا دھندہ وہ مری تنہائی
اور روتی ہوئی وہ شمعِ سحر کی صورت

رشک آئینہ سے کیا وہم تو اِسبات کا ہے
تیرے دل مین پھرے آئینہ گر کی صورت

خط مین لکھا تھا کہ آتا ہی کلیجا منھ کو
اب دکھائین اُنہین کس منھ سے جگر کی صورت

وصفِ حورانِ بہشتی کی سنے اے واعظ
سب سے اچھی ہی جو اچھی ہی بشر کی صورت

لبِ پان خوردہ کی شوخی پہ نہ اترا ظالم
ملتی جلتی ہی مرے زخمِ جگر کی صورت

خوابِ راحت سے جو اُٹھے ہین وہ کلمہ پڑھتے
نظر آئی ہی کسی پاک نظر کی صورت

آج آنکھین نہین ملتا مین نہین کچھ تو غضب
کہ دکھائی ہی مجھے غیر کے گھر کی صورت

آئے تھے گھر مین مرے آگ بگولا بنکر
ٹھنڈے ٹھنڈے وہ گئے بادِ سحر کی صورت

ہات آنکھون پہ شبِ وصل عبث رکھتے ہو
میری صورت نہ سہی دیکھو سحر کی صورت

آپنے کیہین ہین عبث شرم سے نیچی آنکھین
چھپ سکتی یہہ بھی ادا دل مین نظر کی صورت

دِل سے نکلے تو پھرے خانہ خرابون کیطرح
تمنے برسون ہوے دیکھی نہین گھر کی صورت

منتظر ہجر مین ہم وصل مین مشتاق ہو تم
نظر آتی نہین دونون کو سحر کی صورت

در و دیوار کا جلوہ نہین دیکھا جاتا
اُنکے آتے ہی بدل جاتی ہی گھر کی صورت

کوئی دم کوئی گھڑی کل نہین پڑتی دل کو
مین بیان کس سے کرون آٹھ پہر کی صورت

لئے جاتا ہی ہمین جوش جنون صحرا کو
دیکھتے جاتے ہین منہہ پھیر کے گھر کی صورت

حضرتِ داغ تو شاعر ہین ہوا باندہتے ہین
نہ دعا کی کوئی صورت نہ اثر کی صورت

بزم مین دیکھا ہی کس حسرت سے مین نے سوئے دوست
مجھکو دشمن سے گلے ملکر جو آئی بوئے دوست

یہہ بلائین کسکو لپٹین دیکھیے ہون کسکے سر
کچھہ پریشان سے نظر آتے ہین مجھکو موئے دوست

سخت جانون پر ہوا کرتی ہی اکثر مشق تیغ
چشم بد دُور آجکل مین زور پر بازوئے دوست

مین برائی مین بھی ہو جاتا برابر کا شریک
میری قسمت سے سوا بگڑی ہوئی ہی خوئے دوست

وہ عدو کے ساتھہ آتے ہین عیادت کو مری
اِک نظر ہی سوئے دشمن اِک نظر ہی سوئے دوست

اے صبا تو ہی اُٹھائے چل ذرا وقت خرام
قد آدم سے زیادہ بڑھ گئی گیسوئے دوست

آپ اپنے کو تو چشم شوق سے پہلے دیکھلے
کیا ہنسی ہی کھیل ہی یون دیکھہ لینا روئے دوست

ذکر آتا ہی اگر انکا تو کٹ جاتی ہی بات
تیغ سے بڑھکر کہین کاوش مین ہین ابروئے دوست

فرق اتنا تو رہے زیر زمین اے آسمان
پاس دشمن کے ہو دشمن دوست ہم پہلوے دوست

مجھکو وہم آیا کہ بیشک مدعی کا ہے خط
دبگیا تہا گوشۂ دامن تہ زانوے دوست

بانکپن کرتے ہین مشتاقون سے کیا کیا خوبرو
دیکھتے ہی میری صورت تنگئ ابروے دوست

غیر کے نقش قدم اے داغ رہبر ہو گئے
مٹنے والون نے بتایا ہے نشان کوے دوست

نہین سنتے وہ اب ہماری بات
سچ ہے بن آئے کی ہے ساری بات

دو دو باتین ہوئی تہین واعظ سے
رکھ لی اللہ نے ہماری بات

خیر سے اسنے ہی نہ پوچھا حال
کرنے دیتی نہ بیقراری بات

حال دل سنکے یہہ جواب ملا
اب نہو گی مری تمہاری بات

دل دہلتا ہے جیسے دشمن کا
کہ دلیرون کی ہے کراری بات

کہیل ہے امتحان ترے آگے
میرے آگے ہے جان نثاری بات

حال کہکر پلٹ گیا قاصد
خوب بگڑی ہوئی سنواری بات

حشر مین کچہہ نہ کچہہ نکالے گی
میری شرم گناہگاری بات

خامشی مین ادا کرین مطلب
یہہ تو ہے انکی اختیاری بات

لب شیرین کا بوسہ دیدیجے
زہر لگتی ہے گر ہماری بات

لوٹ لیتی ہے داغ کے دل کو
تیری ہر ایک پیاری پیاری بات

کیجیے قتل کا ابرو سے اشارا جھٹ پٹ
یہی تلوار کرے کام ہمارا جھٹ پٹ

وہ شکایت کی خبر سُنکے ہوے جب برہم
لے دیا نام رقیبون نے ہمارا جھٹ پٹ

دل کو نظروں سے گراکر ہوے آپ خبر
ایسے گرتے کو تو دیتے ہین سہارا جھٹ پٹ

سچ یہ ہے کی مرے قاصد نے بڑی چالاکی
کرکے تسلیم خطِ شوق گذارا جھٹ پٹ

قول دینے مین کیا عذرِ نزاکت پہرون
ہاتھ پر ہاتھ کبھی تمنے نہ مارا جھٹ پٹ

پسِ دیوار جو اُسنے مری آواز سُنی
وہین دربانون کو گھبراکے پکارا جھٹ پٹ

بچتے رہیئے گا مری آہِ شرر افشان سے
کہ پہنچتا ہے اس آتش کا شرارا جھٹ پٹ

نہ ہوا ایک نگہ سے جو مرا کام تمام
پھر کے پھر دیکھ لیا اُسنے دوبارا جھٹ پٹ

نامہ بر زندہ جو پھرتا ہے تو یہہ کہتا ہے
اب تو دلوایئے انعام ہمارا جھٹ پٹ

تیرہ بختی نے بڑی دیر لگا رکھی ہے
کہین چمکے مری قسمت کا ستارا جھٹ پٹ

جب پریشانیِ عاشق کی مصیبت سُن لی
اُسنے بکھری ہوئی زلفون کو سنوارا جھٹ پٹ

دلِ بیتاب کو کیا تاب ہو سوزِ غم کی
آگ پر رکھتے ہی اُڑ جاتا ہے پارا جھٹ پٹ

پھر نہ کہیئے گا کہ ہمسے نہ کہا داغ کا حال
لیجیئے اُسکی خبر آپ خدارا جھٹ پٹ

## ردیف الثاء

پڑہی بل جبین پر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث
ہوا کیون تیز خنجر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

خفا رہتے ہو اکثر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث
ستم ہوتے ہین مجھپر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

سنبھلکر گفتگو کرتے ہو لیکن باتون باتون مین
بگڑ جاتے ہین تیور کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

کہا گر ہمنے ہرجائی تو کیون تمنے برا مانا
پہرا کرتے ہو دن بہر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

یہہ حیرت ہی کہ اُس کافر نے مجھکو ذبح کر نہین
کہا اللہ اکبر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

طبیعت میری جب سنبھلی ذرا اُنکو عجب آیا
ہوا آرام کیونکر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

اشارہ مین ہوئین تھین مجھسے اُنسے آج کچھہ باتین
یہہ چرچا ہی گہر گہر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

غبار دل ترا کیا میرے اشکون نے نہین دھویا
کہ ابتک ہی مکدر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

نہین رکھا قدم تمنے تو ہرگز کوے دشمن مین
بپا پھر کیون ہی محشر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

تمہین جانو تمہین سمجھو وہ کیون اتنا پریشان ہی
بتائے داغ مضطر کیا سبب کیا وجہ کیا باعث

## ردیف الجیم

میرا جدا مزاج ہی اُنکا جدا مزاج
پھر کسطرح سے ایک ہو اچھا برا مزاج

دیکھا نہ اسقدر کسی معشوق کا غرور
اللہ کیا دماغ ہی اللہ کیا مزاج

کسطرح دل کا حال کھلے اس مزاج سے
پوچھون مزاج تو وہ کہین آپکا مزاج

تم کیا کسیکے دل مین بھلا گھر بناؤگے
بنتا نہین بنانے سے بگڑا ہوا مزاج

ہمکو ذرا سی بات کی برداشت ہی نہین
ایسا گنکھرا ہی ہر کسیکا مزاج

نا اتفاقیان تہین پیام و سلام تک
جب ملگئی نظر سے نظر ملگیا مزاج

پالا پڑے کہین نہ کسی بدمزاج سے
ہر وقت دیکھتے ہین مزاج آشنا مزاج

آخر یہہ عرض حال ہی دشنام تو نہین
باتون سے کیون نکلنے لگا آپکا مزاج

دن رات کا ہی فرق تمہارے مزاج مین
دن کو جدا مزاج تو شب کو جدا مزاج

کل انکا سامنا جو ہوا خیر ہو گئی
بدلی ہوئی نگاہ تھی بدلا ہوا مزاج

انکو بغیر چھیڑ کیے چین ہی نہین
کتنی شریر طبع ہی کیا چلبلا مزاج

جسکے مزاج مین یہہ تلوّن ہو کیا تجھے
لاؤن کہان سے روز اکہی نیا مزاج

قاصد کو چٹکیون مین ہمیشہ اڑا دیا
اُس شوخ کا بھی شوخ ہی بے انتہا مزاج

آب سرشک آتش حسرت غبار غم
ملکر ہوا ہے شوق سے میرا بنا مزاج

سچ ہی خدا لگی کے دین مین کیا دخل ہو سکے
اِک داغ کا مزاج ہی اِک آپکا مزاج

جائے آسودگی کہان ہی آج
جو زمین کل تھی آسمان ہی آج

میرے گھر تو تو میہمان ہی آج
کیون شب ہجر وہ کہان ہی آج

مین بھی جاتا ہون ساتھہ غیرونکے
دوست دشمن کا امتحان ہی آج

کیا ڈرینگے وہ اِس سے محشر مین
کل بھی ہوگی جو فغان ہی آج

تم وہان تھے تو دل وہان تھا کل
تم یہان ہو تو دل یہان ہی آج

عشق کو ابتدا مین ہم سمجھے
فتنۂ آخرالزمان ہے آج

کل آ آ دل کا حال ہو کہ نہو
سُن لو گویا مری زبان ہے آج

آرزوے وصل کی شہید ہوئی
ماتم مرگِ نو جوان ہے آج

اِس ہدف پر لگائین گے وہ تیر
دِلنشین داغ کا نشان ہے آج

## ردیف الجیم فارسی

جسدم رقیب کہنے پہ آتے ہین جھوٹ سچ
انکو مِری طرف سے لگاتے ہین جھوٹ سچ

قاصد کے کچھہ کلام غلط ہین تو کچھہ صحیح
ہمکو الگ الگ نظر آتے ہین جھوٹ سچ

اوّل ہی سے ہے انکا خوشامد طلب مزاج
پھر ہان مین ہان ندیم ملاتے ہین جھوٹ سچ

دیکھین تو ہم بھی اُس بت پرفن کی بات بات
کیونکر بنانے والے بناتے ہین جھوٹ سچ

آتا ہے داستانِ محبت مین انکو لطف
بے پر کی ہم بھی وہ اڑاتے ہین جھوٹ سچ

یہہ جانتے ہین جان تو جائیگی ایکدن
ناصح کے ڈر سے خیر مناتے ہین جھوٹ سچ

وعدہ وفا کرین نکرین آئین یا نہ آئین
گھبرا کے کچھہ وہ بول تو جاتے ہین جھوٹ سچ

ہم ناصح شفیق کے شاگرد ہوگئے
ہر روز کا سبق وہ پڑھاتے ہین جھوٹ سچ

انصاف یہ کہ اُنکے سوالونکا کیا جواب
باتین اگرچہ ہم بھی بناتے ہین جھوٹ سچ

جوہر اس آئینہ کے ہوئے خوب آشکار
دل مین تمھارے سب نظر آتے ہین جھوٹ سچ

اُس نکتہ چین سے داغ یہہ تقریر ہے پیدا

آگے تمہارے سب اہی آتے ہین جہوٹ سچ

## ردیف الحاء

لیتا ہے آدمی ہی سے تو آدمی صلاح
میری وہی صلاح ہے جو آپکی صلاح

مین پوچہنا ہون آپسے اُلفت کے باب مین
دیجے خدا کے واسطے اچہی کوئی صُلاح

دل کو صلاح کار بنا کر ہوے خراب
دشمن ہی ہے دے جو بُری بات کی صلاح

کہتے ہین جب وہ مجہسے تجہے ہم کرینگے قتل
کہتا ہون ہات باندہ کے جو آپکی صلاح

وہ دوست ہے مشیر جتا ہے جو وقت پر
یہہ مشورہ خلاف ہے یہہ ہے بُری صلاح

رنج فراق یار مین مرجاؤن یا جیون
مین تجہسے پوچہتا ہون اے اجل کیسی صلاح

عادت مین فرق رائے جدا وضع مختلف
اے چند گو ملیگی نہ میری تری صلاح

مشتاق تیغ ناز ہون لون کس سے مشورہ
دیگا نہ کوئی موت کی تا زندگی صلاح

مرضی سے دیکہتے ہے غرض ہے کیون بجان
اُسنے ہنسی خوشی مجہے مرنے کی دی صلاح

قایم مزاج کیا ہو تمہین وہ نہین رہے
دل کیطرح بدلنے لگی ہر گہڑی صلاح

پیری مین خاک توبہ کرون جب کہ طیب ہے
نادان اپنے وقت مین ہے سیکڑی صلاح

کیون مدعی سے چارہ طلب داغ ہوگیا
کیا جانے ایسے شخص کو یہہ کسنے دی صلاح

سیکہی شب فراق یہہ کسکا غرورِ صبح
کیا کہینچتی ہے آپکو رہ رہ کے دور صبح

صد شکر خوب حسن پہ لیل و نہار ہین
زلف پری ہی شام تو رخسار حور صبح

ہوتا ہی نشہ دیر مین مجھہ بادہ نوش کو
ہین شام کو پیونگا تو ہوگا سرور صبح

اب یون سحر بغیر گذرتے ہین رات دن
شام بلا ہی شام تو صبح نشور صبح

گذری ہی باتون باتون مین آدھی شب وصال
میرے حضور شام ہی اُنکے حضور صبح

پھیکی ہی اب بھی روشنی داغ ہجر سے
گو شمع مین ملاتی ہی اپنا بھی نور صبح

شب باش تجھہ سے ہین جو وہ گھر مین رقیب کے
کرتی نہین ہی آٹھہ پہر بھی ظہور صبح

مشاطہ کاش میرے لحاف کو دکھا دے
آئینہ دیکھتے ہین وہ اُٹھکر ضرور صبح

اُسنے شب وصال جو ذکر سحر کیا
بولے خدا نخواستہ ہوا ب سے دور صبح

مین نے شب فراق یہہ کہکر گذار دی
وہ آئی لے وہ آئی دل ناصبور صبح

بے صبر یون ہے داغ شب غم مین فائدہ
کمبخت تیرے نالون سے ہوگی ضرور صبح

## ردیف الخاء

نرگسی چشم ہی بلا کی شوخ
شوخ بھی اور انتہا کی شوخ

ہاتھہ رکھہ میری چشم خونبار پر
ہوگی رنگت سوا حنا کی شوخ

ہر نگہ تیری انتہا کی شریر
ہر ادا تیری انتہا کی شوخ

جسکے دیکھنے سے ہو نظر بجلی
ہر وہ تصویر مہ لقا کی شوخ

تیری تحریر انتہا کی متین | تیری تقریر انتہا کی شوخ
آئی اس برق وش کے کوچے سے | آج رفتار ہر صبا کی شوخ
کیا ٹھکانا تری طبیعت کا | ابتدا میں ہر انتہا کی شوخ
چیخ اٹھے عندلیب اگر سن لے | گفتگو میرے دلربا کی شوخ
ہر تری طرز شوخی گفتار | اپنے مطلب کے مدعا کی شوخ
جو فرشتے سے بھی نہ بار رہے | ہر زبان ایسی بیحیا کی شوخ

اس مرقع کی جان وہ ہے ہما تو ہی
داغ نے خوب شکل تا کی شوخ

## ردیف دال

خدا دے تو دے آرزوئے محمدؐ | کریں چشم و دل جستجوئے محمدؐ
کھلیگی مری آنکھ جب روز محشر | کھچیگی مری روح سوئے محمدؐ
کہاں باغ جنت کہاں باغ یثرب | کہاں بوئے گل اور بوئے محمدؐ
خوشی سے ابل جائیں تسنیم و کوثر | جو مل جائے آب وضوئے محمدؐ
کہوں کیوں نہ ہر بار صل علی میں | تصور میں پھرتا ہے روئے محمدؐ
ادھر دوست خوش ہیں ادھر غیر راضی | خوشا خلق و خوئے نکوئے محمدؐ
نہیں دست مژگاں مجھے پانوں یارب | کروں طوف ان آنکھوں سے کوئے محمدؐ

پہرین خضر بہی سامنے جسکے پانی | زہے عزت و آبروے محمدؐ

الٰہی نہو داغ کا بال بیکا
رگ جان بنے تار موے محمدؐ

ملی ہمکو جنت قیامت کے بعد | ملے کیا خدا جانے جنت کے بعد

نہو مہربان ہوکے نامہربان | عداوت بری ہے محبت کے بعد

حیا کے تبسم کے اغماض کے | مزے لے رہا ہون شکایت کے بعد

ملاؤن ذرا آنکھ بھی زیر تیغ | مری جان نکلیگی حسرت کے بعد

لڑینگے وہ حورون سے فردوس مین | یہہ فتنہ اٹھیگا قیامت کے بعد

عبث عذر ہے اب عبث لطف ہے | کرون شکر کیونکر شکایت کے بعد

مرے حال پر رحم آہی گیا | وہ چلکر پلٹ آئے رخصت کے بعد

محبت سے پہلے نہ کیون مرگیا | مری موت آئی طبیعت کے بعد

ہوا مانع سیر حسن و جمال | نہ دیکہین گے کچہہ اچھی صورت کے بعد

نہین اس کے خوگر ہم اے آسمان | نہ دے ہمکو تکلیف راحت کے بعد

وفادار ہوتے ہین دیر آشنا | یہہ عقدہ کہلا ایک مدت کے بعد

مجہے منہہ لگا کر نہ دل سے اتار | کہ ذلت نہین دیتے عزت کے بعد

مجہے طعنہ دیکر کیا وصف غیر | دیا اور چرکا جراحت کے بعد

اسی کا مزا ہو تو کیا کیجیے | کہا مانتے ہین وہ حجت کے بعد

## تڑپنا نہ دیکھا گیا داغ کا
## ہوا خاتمہ کس مصیبت کے بعد

اے وعدہ فراموش رہی تجھکو جفا یاد — یہہ بھول بھی کیا بھول ہے یہہ یاد بھی کیا یاد

تھا ورد زبان نعرۂ یارب شب فرقت — آتا ہے برے وقت مین بندیکو خدا یاد

جو رنج اٹھائے ہین وہ بھولے نہین جاتے — غم دل سے سوا یاد ہے دل تم سے سوا یاد

افسانۂ غم سنکے کہا طعن سے اُسنے — کیا ہوش ہے کیا ذہن ہے کیا حافظہ کیا یاد

بھولا نہین مین قطع تعلق مین غم و عیش — اِسکا بھی مزا یاد ہے اُسکا بھی مزا یاد

تم خواہ عداوت اسے سمجھو کہ محبت — رہتی ہے رقیبون کی مجھے تم سے سوا یاد

وہ سنتے ہین کب دل سے مری نام کہانی — فرماتے ہین کچھہ اور بھی ہے اِسکے سوا یاد

سنتا ہون رقیبونسے بڑا معرکہ گذرا — اُسوقت مجھے بھول کے تمنے نہ کیا یاد

گو جان سے جاتا ہے تری بزم مین جانا — اُسکو بھی شکایت ہوئی جسکو نہ کیا یاد

دل دیتے ہین لو مفت ہی کیا یاد کروگے — احسان جو مانوگے تو آئیگی وفا یاد

چبھتا تھا لڑکپن ہی سے کچھہ بانکپن اُسکا — ترچھی سی نگہ یاد ہے برچھی سی ادا یاد

بندے سے ہے کیون پرسش اعمال الٰہی — انسان کو رہتی ہے کہان اپنی خطا یاد

مرتا ہون مگر خیر مناتا نہین اپنی — کرتا ہون اُسی کے لئے جو جو ہے دعا یاد

اُستاد نے اچھا سبق عشق پڑھایا — جب اِسکو بھلاتا ہون یہہ ہوتا ہے سوا یاد

محشر مین حسینون کی طرف تاک لگائے — وہ مین ہی تو ہونگا یہہ ہے تمکو پتا یاد

تم بھولے ہو آج کی بات آج بھی کیشر ــــ مشکل ہے اگر وعدۂ فردا نہ رہا یاد
رہتا ہے عبادت میں ہمیں موت کا کھٹکا ــــ ہم یاد خدا کرتے ہیں کر لے نہ خدا یاد

معشوق سے اے داغ تغافل کا گلہ کیا
کیون یاد کرے تجھکو کرے اُسکی بلا یاد

## ردیف راء مہملہ

تم لگا دو عاشق دلگیر پر ــــ ناز ہو جس تیغ پر جس تیر پر
چارہ گر مرتے ہیں کیون تدبیر پر ــــ چھوڑ دین مجھکو مری تقدیر پر
اُس نگاہِ امتحان کو دیکھنا ــــ ہے کبھی مجھ پر کبھی شمشیر پر
شرم مجھ سے اور وہ بھی وصل میں ــــ تم تو نادم ہو کسی تقصیر پر
دوسرے کو دیکھ سکتے ہی نہیں ــــ آتے ہیں منہ اپنی بھی تصویر پر
یون تو سو پہلو نکالے وصل کے ــــ دل نہیں جمتا کسی تدبیر پر
بھیجکر خط پھر مکر جانا یہ کیا ــــ دیکھیے آئے ہیں اِس تحریر پر
داور محشر کے آگے تو بھی ــــ لوٹ جاؤ تم مری تقریر پر
گریۂ شب سے توقع تھی بہت ــــ اوس اُلٹی پڑ گئی تاثیر پر
شوخیِ الفاظ کچھہ لائینگی رنگ ــــ آنکھ پڑتی ہے مری تحریر پر

داغ سچ ہے جو خدا چاہے کرے

## آدمی کا بس نہین تقدیر پر

حسرت آتی ہر دلِ ناکام پر | اِسکو دے ڈالون خدا کے نام پر

عذر کیون کرتے ہو اِس سے فائدہ | مِٹ چکے ہم لذّتِ دشنام پر

کان مین سُنلو کہ رُسوائی نہو | ہم چلے آئے ہین جس پیغام پر

ہوگیا صیاد بہی عاشق مزاج | خود پہنسا جاتا ہر اپنے دام پر

جانکر ہون مبتلا تو کیا علاج | تہی نظر آغاز سے انجام پر

جب پسند آتا ہر میرا شعر اُنہین | گالیان پڑتی ہین میرے نام پر

رہگیا ہر دل تمہاری بزم مین | چہوڑ آئے ہین اُسے ہم کام پر

وصل کی شب کیون نہ اِترا کر کہے | صبح عاشق ہوگئی ہر شام پر

اُنسے جہگڑا اسطے ہوا روزِ حساب | ہوگئی ڈگری ہمارے نام پر

بدگمانی مجہکو لیچل اُنکے ساتھ | مُسکراتے جاتے ہین ہر گام پر

مجہسے کہتے ہین کہ پہچانو یہہ خط | ہات رکھکر وہ عدو کے نام پر

ہجر مین یہہ بہی نہین آتا کبہی | کیون نہو تیرا گمان آرام پر

صورت و سیرت رہی بالائے طاق | دِل تو آجاتا ہر اچّھے نام پر

جلنے لگتی ہر زبان کہتے ہی **داغ**
اُف نِکلجاتی ہر میرے نام پر

خلوت مین جب کسیکو نپایا اِدہر اُدہر | گہبرا کے دیکہتے تہے وہ کیا کیا اِدہر اُدہر

تقدیر ہی مین دامن یوسف کے چاک تہا
پڑتا وگرنہ دستِ زلیخا ادہر اُدہر

آغاز ہے جنون کا طبیعت ہے جوش پر
پہرتا ہون جا کے جانب صحرا ادہر اُدہر

بوسہ ملا نہ عارضِ جانان کا وصل مین
سرکی ذرا نہ زلفِ چلیپا ادہر اُدہر

محشر مین بعد پرسشِ اعمال دیکہنا
ہم دیکہتے پہرینگے تماشا ادہر اُدہر

نفرت ہے انکو وصل سے میرا یہی سوال
پیدا ہے پڑا ہوا ہے یہہ جہگڑا ادہر اُدہر

دیکہا ہے صبا اُوڑتے ہے ناسیرونکا آشیان
ہونے نہ پائے ایک ہی تنکا ادہر اُدہر

تم رات کو کہان تہے تمہاری تلاش مین
پہرتا تہا کوئی ڈہونڈہنے والا ادہر اُدہر

محفل مین اُسنے ہمکو بلا کر دکہائی سیر
دیکہی جبہی ہوئی صفِ اعدا ادہر اُدہر

ہم تشنہ جام ہین تو ہمکو دیکہکر
ساقی چہپا نہ ساغر و مینا ادہر اُدہر

کیا کیا شبِ وصال سوال وجواب مین
رہتا ہے ہار جیت کا نقشا ادہر اُدہر

**داغ**

اُس فتنہ گر سے پہر بہی تو پالا پڑیگا داغ
ہے تاک جہانک آپ کی بیجا ادہر اُدہر

آئے کوئی تو بیٹھ بہی جائے ذرا سی دیر
مشتاق دید لطف اُٹہائے ذرا سی دیر

ہنگام نزع اُٹھ گئے سب بیٹھ بیٹھکر
بالین پہ میری اپنے پرائے ذرا سی دیر

قاصد کو چین ہی نہین آتا علاج کیا
جب تک نہ جاتے جاتے لگائے ذرا سی دیر

کچہہ رہگیا ہے قصۂ غم وہ سُنا تو دون
کاش انکو نیند اور نہ آئے ذرا سی دیر

رکہتے ہی دل پہ دستِ حنائی اُٹہا نہ تو
وہ آگ خاک ہے کہ جلائے ذرا سی دیر

آخر نہین ہوا یہہ تماشا بہی پسند
پرزے ہمارے خط کے اڑائے ذرا سی دیر

پہرتا ہے میرے دل مین کوئی حرف مدعا
قاصد سے کہدو اور نہ جائے ذرا سی دیر

دیکہا تو فیصلہ تہا قیامت مین کچہہ نہ تہا
گذری تہی انکو آنکہہ دکہائے ذرا سی دیر

ہوتی ہین اتنی بات کی برسون شکایتین
کوئی اگر کسیکو ستائے ذرا سی دیر

مین کچہہ تو خواب مرگ سے ہوجاؤن آشنا
فرقت کی رات نیند جو آئے ذرا سی دیر

مین دیکہلون اسے وہ نہ دیکہے مری طرف
باتون مین کوئی اسکو لگائے ذرا سی دیر

سب خاک ہی مین مجہکو ملانیکو آئے تہے
ٹہرے رہے نہ اپنے پرائے ذرا سی دیر

قاتل بہی تیز دست ہے بسمل بہی جان بلب
خنجر نے کی ہے بیٹہے بٹہائے ذرا سی دیر

تمنے تمام عمر جلایا ہے داغ کو
کیا لطف ہو جو وہ بہی جلائے ذرا سی دیر

آئے ہین ترے کوچہ مین ہم گہر سے نکلکر
اب جائین کہان عرصۂ محشر سے نکلکر

سو گہر وہ پہرا کرتے ہین اس گہر سے نکلکر
کیا پاؤن نکالے دل مضطر سے نکلکر

مین داور محشر سے بہت داد طلب تہا
وہ ڈانٹ گئے مجہکو برابر سے نکلکر

دونا ہو تڑپنے کا تماشا جو ستمگر
بسمل مین دم آئے ترے خنجر سے نکلکر

صد شکر کہ دنیا مین بہٹکتے نہ پہرے ہم
اللہ کے گہر پہنچے ترے گہر سے نکلکر

ارمان تو یہہ ہے کہ رہے تجہسے صفائی
اس دل مین پڑے پیچ مقدر سے نکلکر

سن لیتے ہین سوتے مین جو آہٹ بہی کسیکی
اٹہتے ہی پلٹ جاتے ہین وہ گہر سے نکلکر

اٹکا ہے مرا دم تری تلوار مین قاتل
جانیکا نہین حلقۂ جوہر سے نکلکر

دنیا ہی مین ملتے ہین لیے دوزخ و جنت
انسان ذرا سیر کرے گھر سے نکلکر

گھبرائے ہوے طور ہین ہر نقش قدم کے
یہہ کون گیا صبح ترے گھر سے نکلکر

اللہ رے غیرت مری اللہ رے ہمت
آگے ہی بڑہا شوق مین باہر سے نکلکر

پہچان لیا سب نے یہہ آتے ہین وہین سے
ہم چھپ نہ سکے محفل دلبر سے نکلکر

جسطرح بہری شیشہ سے مے جام مین ساقی
یون اُترے مرے حلق مین ساغر سے نکلکر

مرنے کی بہی فرصت نہین اے گردش ایام
آسودہ ہون کیونکر ترے چکر سے نکلکر

اُس گل کا پڑا جس شجر خشک پہ سایہ
شاخین ہوئین سرسبز تنے تر سے نکلکر

ہے آتش حسن اُس بت کافر کی جہان سوز
یہہ آگ غضب پہیلی ہے پتھر سے نکلکر

ایکاش وہین ڈوب مرین شرم گنہ سے
جنت مین نہ ہم جائین گے کوثر سے نکلکر

محفل مین بٹھایا پھر اُنہین کھینچکے دامن
وہ چھپ کے چلے تھے مرے سر پر سے نکلکر

اُس ترک نگہ کو نہین مژگان کا سہارا
لڑتے ہوئے دیکھا اُسے لشکر سے نکلکر

دلّی سے چلو داغ کرو سیر دکن کی
گوہر کی ہوئی قدر سمندر سے نکلکر

کہتے ہین وہ یہہ وصف گل نو بہار پر
طرہ ہے اپنی ایک جوانی ہزار پر

قاتل نے میرے اپنی برائت کیواسطے
لکہا گذشتہ سن مری لوح مزار پر

دل مر گیا ہے جب سے ہمارا یہہ حال ہے
طاری ہو جیسے سوگ کسی سوگوار پر

اسکو ستائے دیتی ہی بیداد آپ کی
اب کیجیے کرم ستم روزگار پر

تڑپا ہین تا بحشر اگر انکا بس چلے
لوٹے ہوئے ہین میرے دل بیقرار پر

پیغامبر رقیب سے یہہ خبر تہی
دنیا کے کام ہوتے ہین سب اعتبار پر

مٹتے ہین کچہہ کچہہ اُس بت کمسن کے رنگ ڈہنگ
آتا ہی پیار اُس دل ناکردہ کار پر

حسرت ہی اسمین بند تمنا ہی اسمین بند
مہرین لگی ہوئی ہین دل داغدار پر

ساقی کو صرفہ اور یہہ ہی میکشون کو پیاس
پڑتے ہین ہات جام مے خوشگوار پر

اتنے سے دل مین ایک زمانہ کی خواہشین
بہولا ہوا ہون زندگی مستعار پر

بے ڈہب گہرا ہوا ہی پہنسا ہی بُری طرح
اللہ رحم کر دل ناکردہ کار پر

ہوتا ہی سب کا ایک اشارے مین فیصلہ
وہ چشم شوخ بند نہین ہی ہزار پر

تمکو تو آرزو کی خلش بہی نہین ہوئی
کیا جانو کیا گذرتی ہی اُمیدوار پر

وہ رفتہ رفتہ ہاتہہ سے چالاک ہوگیا
رکہہ رکہہ کے ہات میرے دل بیقرار پر

پیری مین دل ہی یاد جوانی سے داغ داغ
آئی ہوئی ہی اپنی خزان ہی بہار پر

اُمید اُسکی ذات سے اے **داغ** چاہیے
سب منحصر ہی رحمت پروردگار پر

جانچ لو ہاتہہ مین پہلے دل شیدا لیکر
نہین پہیرنیکا مری جان یہہ سودا لیکر

ناز ہوتا ہی اُنہین مال پرایا لیکر
دون کی لیتے ہین میرا دل شیدا لیکر

بوجہہ گرانبار محبت کے نہین لاکہہ مرا
پہونچون جنت مین سہارے پہ سہارا لیکر

وقتِ اظہارِ محبت بہت اتراتی ہے — دل کے بوسے مری جانب سے تمنا لیکر

آگیا حضرتِ ناصح سے مرا ناک مین دم — روز آتے ہین نئی طرح کا جھگڑا لیکر

دل کا سودا جو کرے تم سے وہ سودائی ہے — دام دیتے ہی نہین مال پرایا لیکر

خاک کردے تپِ غم آگ لگا کر مجھکو — دوشِ نازک پہ چلے کیون وہ جنازا لیکر

جانکر نامۂ محبوب کیا استقبال — جب کسی شخص کا پرچہ کوئی آیا لیکر

رکھدیا ہاتھ مرے منھہ پہ بتِ کافر نے — صبح اٹھنے نہ دیا نام خدا کا لیکر

تمسے کیا واسطہ کیون مہر و وفا کی ہو تلاش — دوگے کیا غیر کو یہہ حصہ ہمارا لیکر

سنکے وہ حال مرا غیر سے فرماتے ہین — آئے ہین آپ محبت کا سندیسا لیکر

خنجرِ غمزہ و تیغِ نگہہ و تیرِ ادا — آئین گے قتل کا سامان وہ کیا کیا لیکر

کیا لگاتے ہین وہ اس چیز کی قیمت دیکھین — جائین ہم آج وہان دل کا نمونا لیکر

آنکھہ کا ہو یہہ اشارا کہ چھوڑین دل کو — منھہ سے کہتے ہین کرے کوئی اسے کیا لیکر

دستِ مژگان نہ سنبھالے تو نہ سنبھلے ہرگز — چشمِ بیمار بھی اٹھتی ہے سہارا لیکر

زلف نے باندہ لین مشکین تو دلِ مجرم کی — یہہ بھی احسان ہو گر چھوڑ دے بدلا لیکر

گھر سے نکلو تو سہی آنکھہ سے دیکھو تو سہی — اقربا آئے ہین عاشق کا جنازا لیکر

مین وہ بیمار ہون جی جاؤن اگر یہہ سن لون — قتل کو آئے ہین تلوار مسیحا لیکر

ہو سیہ بختی مجھے بھی بڑھتی دولت — تو روانہ ہوا سے اے شبِ یلدا لیکر

ایسے لینے سے تو ہے جان کا دینا اچھا — کیا جئے گر جئے احسان کسی کا لیکر

دیکھتا ہی کبھی منہہ اور کبھی سوئے فلک
آئینہ ہاتھہ میں وہ آئینہ سیما لیکر

خط کے لیجانے سے ایمان نہیں جانیکا
کوئی جاتا ہی نہیں بندہ خدا کا لیکر

کیا تماشا ہی کہ جب غیر سے ہوتے ہیں خفا
گالیاں دیتے ہیں وہ نام ہمارا لیکر

مہربانی سے تری وصل میں یہہ ڈر کا ہی
نہ نکل جاے مرے دل کو تمنا لیکر

گم ہوا ہی نہیں ملتا کہیں قاصد کا پتا
اُڑ گیا خط کے عوض کیا پر عنقا لیکر

اپنی آنکھوں سے تو دیکھی نہیں دل کی چوری
کیوں گنہگار ہوں میں نام کسیکا لیکر

بشرط انصاف ہی یہہ **داغ** کا دعوی ہی عجب
آدمی عشق کرے نام ہمارا لیکر

یوں برس پڑتے ہیں کیا ایسے وفاداروں پر
رکھ لیا تو نے تو عشاق کو تلواروں پر

منحصر رحم ہی رحمت کی گنہگاروں پر
مال کا مول ہی موقوف خریداروں پر

عطر افشاں تری زلفیں ہیں جو رخساروں پر
یہی روغن تو ٹپکتا ہی ان انگاروں پر

سینکتے ہیں آتش رخسار سے دل کی چوٹیں
عشق کی مار پڑی ہی ترے بیماروں پر

کوچۂ یار سے برباد بھی ہوکر نہ گیا
خاک اُڑ اُڑ کے مری جم گئی دیواروں پر

اشک خجلت کسی مہوش کے جو دو رخ میں گریں
اوس پڑ جاے دہکتے ہوے انگاروں پر

لیکے بوسے کسی بے رحم نے ڈالے ہیں نشاں
کاکلیں چھوٹی ہیں اس واسطے رخساروں پر

محتسب توڑ کے شیشہ نہ بہا مفت شراب
ارے کمبخت چھڑک دے اسے میخواروں پر

آگ تلووں سے لگی بزم عدو میں یارب
فرش گل پر ہیں مرے پاؤں کہ انگاروں پر

آ گئی نغمۂ لیلیٰ کی صدا کانون مین
قیس کا ہات پڑا جیب کے جب تارون پر

کیون تڑپنے نہ دیا اسکو وہ یہہ کہتے ہین
خفگی مجھسے ہوا ہر مرے غمخوارون پر

کل ہمین داور محشر سے یہہ کہنا ہوگا
رحم کر رحم محبت کے گنہگارون پر

خوف زندان ہے یہہ ہر بزم مین زہاد کا حال
جنکے سب ہات دہرے بیٹھے ہین دستارون پر

عاشق آئے ہین کہ دیوانون کا لشکر آیا
کیا چڑہائی ہی ترے کوچہ کی دیوارون پر

حشر کے روز بہی ایک ایک کی پہچان رہے
کچھ بنا دیجے نشان اپنے طلبگارون پر

ایسی دیکھی نہ سنی عاشقی و معشوقی
جان جاتی ہی اجل کی ترے بیمارون پر

داغ کا عشق بہی دنیا سے نرالا دیکہا
دل جب آتا ہی تو آتا ہی دل آزارون پر

مزے لون ذبح کے مین تہوڑا تہوڑا سا تہمکر
ستم کیجے تو تہم تہم کر جفا کیجے تو رہ رہ کر

ملے تہے آج مدت مین بہت روئے لپٹ کر
وہ درد عشق سن سنکر ہم اپنا درد کہہ کہکر

ہوئی ہی شمع محفل تو شکیبا گریۂ عاشق
گیا ہی قلقل مینا کو یا تہا کس نے تہم کر

چہپایا زلف نے چہرہ تو شوخی نے کیا جہانکا
ہزارون بار نکلا چاند کی شب چاند گہن ہوکر

تڑپنے مین مزا آتا ہی اس کمبخت کے ہمکو
اگر دل پاس سے بیٹہا اٹہا اپنے تہم تہم کر

ٹھکانا کیا ہی جب جوش محبت جوش پر آئے
جناب خضر کی بہی ناؤ ڈوبے ہمین بہہ کر

یہہ جانا تہا نہ آئین گے تو کیون جانے دیا اونکو
یہی اے داغ پچتاوا مجہے آتا ہی رہ رہ کر

میرے دلکو دیکھکر میری وفا کو دیکھکر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھکر

دل لگانا تھا زمانے کی ہوا کو دیکھکر
آشنا کو دیکھکر نا آشنا کو دیکھکر

کوچۂ دشمن سے یہہ آتی نہو یارب کہین
جی اُڑا جاتا ہے کچھہ بادِ صبا کو دیکھکر

مین نے پوچھا تھا ملوگے دنکو تم یا رات کو
مُسکرائے اپنی وہ زلفِ دوتا کو دیکھکر

ہم انہین آنکھون سے دیکھینگے ترا حسن و جمال
گر یہی آنکھین رہین اپنی خدا کو دیکھکر

گر دلِ مشتاق کو روکا بھی تو بے اختیار
دوڑتے ہین ہاتھہ اُس بندِ قبا کو دیکھکر

اب تو دیکھا تمنے اپنے دادخواہون کا ہجوم
اب تو آنکھین کھُل گئین روزِ جزا کو دیکھکر

بدگمان میری طرف سے ہین وہ مجھسے بھی سوا
راہ چلتے ہین تو میرے نقشِ پا کو دیکھکر

گردشِ گردون کا باعث اور کچھہ کھلتا نہین
بھاگتا پھرتا ہے یہہ تیری جفا کو دیکھکر

حضرتِ زاہد ہماری چھیڑ کی عادت نہین
گدگدی ہوتی ہے دلمین پارسا کو دیکھکر

کوچۂ جانان کے بدلے کوئے دشمن مین نجائے
خاک ہوتا ہے ہمین لیکن ہوا کو دیکھکر

ہم سمجھے جسپر تیری بیساختہ وہ بات تھی
تو بھی عاشق ہو ہی جاتا اُس ادا کو دیکھکر

غیر نے کی بیوفائی سب کی شامت آگئی
آگ ہوجاتے ہین وہ اہلِ وفا کو دیکھکر

زندگی سے تنگ تھا فرقت مین اللہ رے خوشی
جانمین جان آگئی پیک قضا کو دیکھکر

دل رُبا ہے تم بھی شوخی بھی دل کس کسکو دون
اِس ادا کو دیکھکر یا اُس ادا کو دیکھکر

پیشتر اُنکو گمان تھا جب نہ تھی آرزو
پھر تو گھبرائے دلِ بے مدعا کو دیکھکر

خوب ہی تھا طریقِ عشق مین آوارگی
پانون پھولے ہین ہمارے رہنما کو دیکھکر

مختصر یہہ ہی ملا اتنا میرے خط کا جواب
کاٹ ڈالا اُسنے حرفِ مدعا کو دیکھکر

اُسنے حیرت سے کہا دیکھی جو لیلی کی شبیہ
قیس دیوانہ ہوا تہا اِس بلا کو دیکھکر

غیر نے مہندی لگائی اُسکے ہاتون مین جو داغ
خون آنکہون مین اُتر آیا حنا کو دیکھکر

یہانتک تو پہونچا گریبان سے بڑہکر
کہان جائیگا چاک دامان سے بڑہکر

خلش گر نہین کوئی مژگان سے بڑہکر
کہٹکتی ہی یہہ پہانس پیکان سے بڑہکر

نکلتا نہین پانون وحشت زدون کا
نہین کوئی زندان بیابان سے بڑہکر

عجب مرتبہ کافرِ عشق کا ہی
ملی دولت کفر ایمان سے بڑہکر

نہ پوچھو اُسے کون ہی کیا بتائین
مگر ایک دیکھا ہی شیطان سے بڑہکر

عجب بے خلش زندگی ہو رہی ہی
دِیا یاس نے لطف ارمان سے بڑہکر

ہوا بہی اگر کچھ تو دو چار پل ہو
قیامت کا دن روز ہجران سے بڑہکر

وہ کہتے ہین اپنے بہی تیرِ نظر کو
چلا ہی کہان میری مژگان سے بڑہکر

ابہی ای دل آشفتگی تیری کیا ہے
پریشان ہو زلف پریشان سے بڑہکر

نہ لے ٹہینگ کی دِل خدنگِ نگہ سے
نہین بولتے لیسے ہمان سے بڑہکر

کرین غیر کی اور تعریف کیا ہم
وہ ہی سنگ دل تیر دربان سے بڑہکر

مری پیشوائی وہان کون کرتا
لیا موت نے کوئے جانان سے بڑہکر

اگر پیشتر اپنے وعدہ سے آؤ
یہہ احسان ہو عہد و پیمان سے بڑہکر

فرشتون کو نسبت نہین عشق مین کچھہ
نہ انسان سے گھٹکر نہ انسان سے بڑہکر

یہہ حور و پنہ مرتا ہے دیکھے بہالے
نہین کوئی عاشق مسلمان سے بڑہکر

دیا مفت دل **داغ** نے اُس پری کو
نہین کوئی نادان انسان سے بڑہکر

اپنی نظر مین ہیچ ہے سارے جہان کی سیر
دل خوش نہو تو کیسا تماشا کہان کی سیر

اتبک تو دیکھتے رہے جوبن بہار کا
آیندہ ہم کرینگے تمہاری خزان کی سیر

باب قبول تک نہین پہونچی ہماری آہ
پہر پہر کے کر رہی ہے ابہی آسمان کی سیر

سیر خزان بہی دیدۂ عبرت نگر کرے
کیا کی جو کی بہار گل و گلستان کی سیر

دل مین کبہی جگر مین کبہی ہے نگاہ یار
دیکھے تو کوئی آنکھہ سے اس میہمان کی سیر

دنیا کے دیکھنے کے لئے آنکھہ چاہیئے
جنت کی سیر سے ہے سوا اس مکان کی سیر

پتا کہڑک گیا تو وہ لپکا اُسی طرف
دیکھی تمام رات عجب پاسبان کی سیر

کچھہ جہومتے ہین نشے مین کچھہ ہین گرے پڑے
کچھہ اور ہی ہے محفل پیر مغان کی سیر

کس پر جہاے آنکھہ خریدار کیا کرے
بازار حسن مین ہے نئی ہر دکان کی سیر

ہم جانتے تہے یہہ کہ اُنہین خوف آئیگا
وہ دیکھتے ہین نالۂ آتش فشان کی سیر

کیون دیکھنے لگے مری چشم پر آب کو
دریا پہ آپ کیجیئے آب روان کی سیر

کیون آدمی کو عالم بالا کی ہو ہوس
بڑہکر نہین زمین سے کچھہ آسمان کی سیر

دلّی مین پہول والون کی ہے ایک سیر **داغ**

بلدے مین ہمنے دیکھ لی سارے جہان کی سیر

طعنہ زن کیونکر نہ ہو گلزار پر / چوٹ ہے اپنے دلِ افگار پر

جب وہ آئے شوخیِ گفتار پر / چل گئی چال اپنی ہی رفتار پر

صبح کو وہ جاگ کر پھر سو رہے / رہ گیا ہے آئینہ رخسار پر

اُٹھ نہین سکتی حیا کے بوجھ سے / رحم آتا ہے نگاہِ یار پر

کِسکو تھا محشر مین خوف بازپرس / ہاتھ دوڑا دامنِ دلدار پر

روکتا ہے جب ہمین دربانِ یار / شعر لکھ آتے ہین ہم دیوار پر

ہجر مین ہر سانس ہے اک تیغِ تیز / زندگی تلوار کی ہے دھار پر

دوست لائے اُس گلی سے جب مجھے / جم گیا سایہ مرا دیوار پر

ضبط سے اشکون کے طاقت آگئی / پھر گیا پانی دلِ بیمار پر

زلف عارض پر نہ چھوڑو رات دن / جھائیان پڑ جائین گی رخسار پر

جیتے جی کا یہ بھی اک آزار ہے / صبر کرنا وعدۂ دیدار پر

مہربانی اُس سے ہو سکتی نہین / مہر کر دی کیا دلِ دلدار پر

چشمِ جانان سے الگ ہوئی حیا / یون جھکے پڑتے نہین بیمار پر

دیکھ پائے جنمین مضمونِ وصال / معترض ہین وہ اُنہین اشعار پر

داغ کا کیون غم کیا کہتے ہین وہ / خوب برسے میرے ماتم دار پر

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

## ردیف الزاء منقوطہ

یا خواجہ معین الدین چشتی سلطان الہند غریب نواز
یا واقف رازِ خفی و جلی سلطان الہند غریب نواز

آگاہ ہو میرے حال سے تم گم کردہ ہوش ہوں میں گم
دشمن ہیں پئے آزار وہی سلطان الہند غریب نواز

فریاد تمہیں سے ہے میری تکلیف سہی کیسی کیسی
ہو داد طلب کی داد رسی سلطان الہند غریب نواز

منہ جس سے طرح سے پھیر لیا ذرات کے غم نے گھیر لیا
سب سے رہوں میرے بیچ دلی سلطان الہند غریب نواز

دل اور جگر خمخانۂ عشق آنکھیں ہوں مئی پیمانۂ عشق
اے عاشق زار خدا و نبی سلطان الہند غریب نواز

لائی ہے مجھے اُمید کرم اس خاک کی اس در کی قسم
آیا ہوں پئے حاجت طلبی سلطان الہند غریب نواز

کیا میری زباں کیا میرا بیاں میں ہیچمداں تم پر قرباں
کہتے ہیں ملک بھی تم کو یہی سلطان الہند غریب نواز

یہ **داغ** کہاں تک رنج سہے تم سے نہ کہے تو کس سے کہے
تم آل نبی اولادِ علی سلطان الہند غریب نواز

چبھتا ہے مرے دل میں ترے ناز کا انداز
آزار کا آزار ہے انداز کا انداز

کیا جھوم کے مستانہ چلا جانب مقتل
دیکھو تو ذرا عاشق جانباز کا انداز

تم بات میں کر دو گے دلِ مردہ کو زندہ
ہونٹوں سے ٹپکتا ہے وہ اعجاز کا انداز

کیا جان کسی کی ہے نظر بھر کے جو دیکھے
انداز پھر اُس دلبرِ طناز کا انداز

دروازے پر آہی گئے وہ میری صدا سے
ملتا تھا بہت غیر کی آواز کا انداز

نقشِ قدم یار بھی کرتا ہے مسخر
رفتار میں ہے چشم فسوں ساز کا انداز

خط پھینک کے سہما ہوا آتا ہے کبوتر — اگلا سا نہین ہے پر پرواز کا انداز

دنیا مین کسے محرم اسرار بنائین — ہے ایک ہی غماز کا ہمراز کا انداز

تم بزم مین یون غیر کو سر پر نہ بٹھاو — محدود ہے ہر شخص کے اعزاز کا انداز

ہم کہتے نہ تھے جان پہ بنجائیگی اےدل — دیکھہ اور نگاہ خلل انداز کا انداز

یون زیر زمین خاک مین اچھون کو ملانا — ٹھہرا فلک تفرقہ پرداز کا انداز

مین اس سے بھی خوش ہون کہ تری طرز جفا سے — ملتا ہے مرے طالع ناساز کا انداز

اے داغ مقلد ہین اسی طرز کے ہم بھی — ہر شعر مین ہو بلبل شیراز کا انداز

## ردیف سین مہملہ

عرض کرتے ہم جو ہوتے حضرت آدم کے پاس — آدمی وہ ہے کہ دنیا مین نہ پھٹکے غم کے پاس

چارۂ زخم محبت کیا کرون یہہ فکر ہے — رکھہ لیا تیزاب بھی جراح نے مرہم کے پاس

نقد دل رکھکر گرہ مین ہو گیا ہے مالدار — اس سے پہلے کیا دھرا تھا گیسوئے پرخم کے پاس

کہتی ہے چشم سخن گو سحر پردازی کے ساتھ — کیون یہہ جادو تو نہین تھا عیسئ مریم کے پاس

جان مین جان آگئی ہے آج انکو دیکھکر — دوسرا اک اور بھی دم ہے ہمارے دم کے پاس

تعزیت کو میری وہ آئے تو گھبرا جائین گے — چاہیئے بزم طرب بھی مجلس ماتم کے پاس

ہم ہین ایسے لہری بندے آئے پی پلا کر چلدیئے — جسکو لالچ ہو وہ ساقی جم کے بیٹھے جم کے پاس

جیسے آیا ہے پیام شوق کا لیکر جواب
بدگمانی بیٹھنے دیتی نہین ہمدم کے پاس

تیرے بیمارونکا جو تہے آسمان پر بیٹہے داغ
کوئی لیجائے اِنہین عیسٰی مریمؑ کے پاس

ہات آیا چور لیکر یہہ رستم چلتا نہو
اُسکی انگلی مین ہے دزد حنا خاتم کے پاس

دیکہکر فیاض کو گہٹتی ہے کیا طبع بخیل
موت تہی قارون کی ہوتا اگر حاتم کے پاس

ہات مین طاقت نہین کیا کیجئے اخفاے عشق
رہگیا آ آکے دامن دیدۂ پرنم کے پاس

کونسی خوبی ہے اُسمین پوچھتا ہی ہے کوئی
داغ جیسا دِل ہے تیرے پاس ہے عالم کے پاس

برسون رہا ہون مین کسی نازک بدن کے پاس
کیا جی لگے نہال گل و یاسمن کے پاس

دِل ہے مرا ہر ایک رفیق کہن کے پاس
جتنا وطن سے دور ہون اتنا وطن کے پاس

کامل ہو عشق پاک تو پرویز سا رقیب
شیرین کو لائے شوق سے خود کوہکن کے پاس

وہ نازکی سے مجہپہ نہ افسوس کرسکے
انگشت حیف رہگئی آکر دہن کے پاس

ای بیکسی رہیگی نہ بے پردہ اپنی لاش
میت خود اُڑکے جائیگی گور و کفن کے پاس

نظرونسے اُسنے کام لیا صید گاہ مین
جب تیر ہوچکے بت ناوک فگن کے پاس

ویران پڑا ہے دِل جو کلیجا ہے داغدا
جنگل لگا ہوا ہے ہمارے چمن کے پاس

غربت سے ہم پہرین تو کہین پہر پلٹ سکین
احباب کچھہ نشان بنا دین وطن کے پاس

خسرو کے ہات عشق کی دولت نہ آسکی
وہ مال کوہکن کا رہا کوہکن کے پاس

جتنا تہا شوق بوسے کا اُتنا ہی خوف تہا
جا جا کے رہگیا دہن اُسکے دہن کے پاس

ہوتی ہے اسکے منہہ کی بہی ہر بات دلشکن
ناصح رہا ہے کیا بت پیمان شکن کے پاس

بچکر چلے وہ سایۂ دیوار سے بہی دور
آ نکلے گر کبہی مرے بیت الحزن کے پاس

ظالم کہان سے تیری طبیعت مین بل پڑا
کیا یہہ نہین تہا زلف شکن در شکن کے پاس

ہے لاکہہ لاکہہ شکر کہ اے داغ آجکل
آرام سے گذرتی ہے شاہ دکن (دام اقبالہ) کے پاس

آزمایا ہے مدام آپ کو بس بس اجی بس
دونون ہاتہ سے سلام آپکو بس بس اجی بس

آپ کی بندہ نوازی ہے جہانمین مشہور
جانتا ہے یہہ غلام آپ کو بس بس اجی بس

منہہ نہ کہلوایئے میرا تو نہین رہنے دیجے
یاد ہی ہے وہ کلام آپ کو بس بس اجی بس

کوچۂ غیر ہی مین زور نزاکت بہی ہوا
وہین کرنا تہا قیام آپ کو بس بس اجی بس

کیا برے ڈہنگ ہین کوئی نہین اچہا کہتا
غیر بہی رکہتے ہین نام آپکو بس بس اجی بس

ہمنے کل دیکہہ لیا دیکہہ لیا دیکہہ لیا
کہین جاتے سر شام آپکو بس بس اجی بس

طالب وصل ہو کیون کوئی جو دشنام سنے
کون بہیجے یہہ پیام آپکو بس بس اجی بس

حیلۂ مہر و وفا پر نہ تامل نہ درنگ
اور وعدے مین کلام آپکو بس بس اجی بس

پیجیے خون جگر اپنا جناب زاہد
بادہ و ساغر و جام آپکو بس بس اجی بس

کیجیے ہات لگا کر جو مرا کام تمام
یہہ بہی آتا نہین کام آپکو بس بس اجی بس

یہہ تو کہیے کہ نشان اسکا مٹایا کسنے
یاد ہو داغ کا نام آپکو بس بس اجی بس

## ردیف شین معجمہ

سر کو ہے تیرے سنگ در کی تلاش
پانون کو تیرے رہگذر کی تلاش

مجھکو ہے اپنے نامہ بر کی تلاش
نامہ بر کو ہے اُنکے گھر کی تلاش

نہ ملا ہمکو تو وہ ہرجائی
گئی بیکار عمر بھر کی تلاش

جوش کھاتا ہے سینہ مین کیا کیا
خون دل کو ہے چشم تر کی تلاش

طالب وصل مین وہ درپی قتل
ہے برابر ادھر اُدھر کی تلاش

نکلی پڑتی ہے کیون تری تلوار
اسکو رہتی ہے کسکے سر کی تلاش

چار سو پھرتی ہے جو اُسکی نگاہ
ہے کسی دل کی یا جگر کی تلاش

چاہتی ہے نزاکت اپنی نمود
ہے اُسے بھی تری کمر کی تلاش

میری ہمت کے پانون ٹوٹ گئے
اب کہان ہے وہ پیشتر کی تلاش

اہل دنیا کو ہوگی جنت مین
کبھی شب کی کبھی سحر کی تلاش

منزل عشق در کنار رہی
چاہیئے پہلے راہبر کی تلاش

یا خدا حشر مین برا کیا کام
لائی ہے ایک فتنہ گر کی تلاش

یہہ خرابہ خراب کرتا ہے
نہ کرے کوئی سیم و زر کی تلاش

لکن حبابون مین اُسکو پایا ہے
کیون نہو واہ سے بشر کی تلاش

روز لکھتا ہون اک نیا نامہ
رونق رہتی ہے نامہ بر کی تلاش

ڈھونڈ لیتی ہے لاکھ مین یکتا
کوئی دیکھے مری نظر کی تلاش

میرے حال زبون سے گھبراکر
چارہ گر کو ہے چارہ گر کی تلاش

حضرت داغ کا یہہ سن شریف
اور پھر شوخ سیمبر کی تلاش

## ردیفِ صادِ مہملہ

کوئی اُسنے کرے ہزار اخلاص
جانتے ہی نہین وہ پیار اخلاص

ناگوار آپ کو ہے اُتنا ہی
جسقدر مجھکو خوشگوار اخلاص

کرتے ہین وہ ہزار بار ستم
اور بھولے سے ایکبار اخلاص

وہ جھڑکتے ہین بار بار ہمین
ہم جتاتے ہین بار بار اخلاص

چھوڑتی ہی نہین کسی صورت
دل سے رکھتی ہے زلفِ یار اخلاص

تم وہی ہو جنہون نے قتل کیا
نہ جتاؤ سرِ مزار اخلاص

گو زبان سے کرین وہ رنج اظہار
ہے نگاہون سے آشکار اخلاص

اُنسے بیگانہ وار رہنا تھا
نہ ہوا ہمکو سازگار اخلاص

داغ ان دلبرانِ پرفن سے
نہ کرے کوئی زینہار اخلاص

وصل چاہون تو کہین لیجئے دو اپنا اخلاص
یہہ مرے ساتھ نکالا ہے کہان کا اخلاص

غیر سے ملتے ہو چھپ کر یہہ کہلا ہی ہمپر — واہ بس دیکھہ لیا ہمنے تمہارا اخلاص

اب کدورت ہوئی مشہور خدا کی قدرت — دہوم ہی جسکی وہ تہا میرا تمہارا اخلاص

جب کبھی دیکھتے ہین عاشق و معشوق مین ربط — جلکے وہ کہتے ہین کس کام کا ایسا اخلاص

اس لئے سورۂ اخلاص نہین پڑہتے وہ — کہ نہو جائے کسی شخص سے اپنا اخلاص

تیسری بات کیا ہی جو وہ منظور کرین — نہ گوارا اُنہین رنجش نہ گوارا اخلاص

پیار اخلاص کی باتین ہون وہ ہی اسکا — رنج سے رنج تو اخلاص سے ہوگا اخلاص

قصۂ لیلی و مجنون جو سنایا تو کہا — اگلے وقتون کا نہین سنتے پرانا اخلاص

تم تو نادان ہو انکار کیے جاتے ہو — وصل سے اور بھی بڑھ جائیگا دونا اخلاص

واجب القتل ہین اغیار اگر غور کرو — یہہ جتاتے ہین یونہین مفت کا جھوٹا اخلاص

غیر منہ آتے ہین مجھپر یہہ خبر بھی ہی اُنہین — نہ مری اُنکی کدورت نہ کسیکا اخلاص

اب رقیبون کی شکایت ہی ہمارے آگے — کہدیا تہا کہ بڑھاتے نہین اتنا اخلاص

کل سے آج آج سے کل ہوگی محبت بڑہکر — رفتہ رفتہ یونہین ہو جائیگا پورا اخلاص

مجھہ سے ملتا ہی اگر ملئے خلوص دل سے — آپ ظاہر کا جتاتے ہین یہہ کیسا اخلاص

داغ سا مخلص خالص نہ ملیگا تمکو
اُسکا اخلاص پہر اس درجہ کا ایسا اخلاص

## ردیف ضاد معجمہ

بیداد و جور و لطف و ترحم سے کیا غرض
تمکو غرض نہین تو ہمین تمسے کیا غرض

کیون ہم شب فراق مین تارے گنا کرین
ہمکو شمار اختر و انجم سے کیا غرض

کوئی ہنسا کرے تو بلاسے ہنسا کرے
کیون دل جلائین برق تبسم سے کیا غرض

لیتے ہین جان نثار کوئی منت مسیح
جو ہو شہید عشق اُسے قم سے کیا غرض

جو خاکسار عشق ہین ملتے ہین خاک مین
اہل زمین کو چرخ چہارم سے کیا غرض

دل طرز انجمن ہی سے بیزار ہو گیا
مطلب ہمین شراب سے کیا خم سے کیا غرض

کیون بزم عیش چھوڑکے بزم عزا مین آئین
اُنکو جو پیارے ہون سیپے چہلم سے کیا غرض

روز ازل سے پاک ہین رندان بے ریا
اُنکو وضو سے اور تیمم سے کیا غرض

شیدائیونکو عزت دنیا سے ننگ ہی
دیوانہ کو ملامت مردم سے کیا غرض

معشوق سے اُمید کرم **داغ** خیر ہی
اُس بندۂ خدا کو ترحم سے کیا غرض

## ردیف طاء مہملہ

آج ٹھہرے سے مری تمہاری شرط
وصل کی شرط بہی ہی پیاری شرط

شرط بہی اور پہر تمہاری شرط
جیت لی تمنے مین نے ہاری شرط

بیستون کاٹتا نہ کیون فرہاد
کہ محبت کی تہی یہہ بہاری شرط

اشک غماز ہو تو کیا کیجے
ہی محبت مین رازداری شرط

دل لگی کیا کریں وہ دل نرہا
جس بنا پر ہوئی تھی ساری شرط

دل رباؤں کو ہے جفا لازم
دل فگاروں کو بیقراری شرط

کیوں نہ دشمن کو دشمنی ہو فرض
دوست کو جب ہو دوستداری شرط

اور سینئے وہ مجھ سے کہتے ہیں
حشر کے دن ہے جان نثاری شرط

ہو یہ عادت نہ باعثِ غفلت
ہے تغافل میں ہوشیاری شرط

کام عشاق کا تمام کیا
خوب پوری ہوئی تمہاری شرط

جوش رحمت کے واسطے زاہد
ہے ذرا سی گنہگاری شرط

غیر لا کہوں میں بے وفا نکلے
آیئے آپکی ہماری شرط

بدگمانوں سے عشق کا دعوے
واہ اے داغ خوب ہاری شرط

## ردیف ظای معجمہ

ہے یہاں بھی اُس بت کافر کو نخوت الحفیظ
الحفیظ اے داورِ روزِ قیامت الحفیظ

کس طرح سے ہو بسر یارب دیارِ عشق میں
ہر بلا پر ہے بلا آفت پر آفت الحفیظ

تیری تمکین کم نہ تھی کچھ مار رکھنے کے لئے
اور پھر اُسپر یہہ شوخی یہہ شرارت الحفیظ

جسنے دیکھا اُسکے عاشق کو کہا بے اختیار
تیرے بندہ پر الٰہی یہہ مصیبت الحفیظ

میں وہ عاصی ہوں اگر بخشا گیا تو کیا عجب
دیکھکر مجھکو پکاریں اہل جنت الحفیظ

جلگئے ہم جلگئے اے داغ فرقت الاماں
اُف رے اُف اے آتشِ سوزِ محبت الحفیظ

خاک میں گھر ملگیا دل ملگیا ہم مل گئے
اور تجھکو ہے وہی ابتک کدورت الحفیظ

آئینہ جب دیکھتا ہوں ہجر میں کہتا ہوں میں
آدمی کی ایسی ہوجاتی ہے صورت الحفیظ

عاشق مظلوم کے لاشہ کو ہنسکر دیکھنا
تو ہے کتنا سنگدل اے بے مروت الحفیظ

آدمی کی تاب کیا جو دل سنبھالے ہوش ہوں
اس ادا سے جان ستان پر ایسی صورت الحفیظ

ایک بجلی تھی ادا اُس شعلہ رو کی دیکھیے
ہوگئی اتنے میں کیسی دل کی حالت الحفیظ

دے شفا تو داغ کو یارب بحقِ مصطفےٰ
الحذر یہ درد و بیماری کی شدت الحفیظ

## ردیف عین مہملہ

ہیں بہت سے عاشقِ دلگیر جمع
تیرے ترکش میں ہیں کتنے تیر جمع

اچھی صورت سے ہمیں بھی عشق ہے
کرتے ہیں تصویر پر تصویر جمع

کوچۂ قاتل میں آفت آ گئی
جب ہوئے دو چار بھی رہگیر جمع

یا لگا دو آگ یا لکھدو جواب
ہوگیا ہے دفترِ تحریر جمع

چومتے ہیں تیرے دیوانہ کے پاؤں
جسقدر ہیں حلقۂ زنجیر جمع

تھوڑی تھوڑی ہی ملے اُس در کی خاک
چٹکی چٹکی ہم کریں اکسیر جمع

پھر کرے چورنگ وہ قاتل مجھے
پھر ہوں سب اعضا تہِ شمشیر جمع

دیکھکر صورت مرے صیاد کی ۔۔۔ ایکجا ہوتے نہین نخچیر جمع

بے مقدر خاک بھی بنتا نہین ۔۔۔ گر ہون لاکھون نسخۂ اکسیر جمع

خون دل کا چشم تر ٹھیکا نہ لے ۔۔۔ اس سے ہونے کی نہین توفیر جمع

تیری قسمت مین ستارے ہین کہان ۔۔۔ کوڑیان کین تونے چرخ پیر جمع

بدلی زاہد نے نئی پوشاک روز ۔۔۔ کسقدر ہین جامۂ تزویر جمع

تیری محفل کوئی جادو گھر ہوئی ۔۔۔ ہین ہزارون صاحب تسخیر جمع

حلق پر میرے چھری پھرتی نہین ۔۔۔ کیجیے خاطر دم تکبیر جمع

کیا خلش کرتی ہین دل مین حسرتین ۔۔۔ ہوگئے گویا ہزارون تیر جمع

کس طرح یکجا ہون **داغ** اپنے عزیز
ہونے دیتی ہی نہین تقدیر جمع

## ردیف غین معجمہ

دیکھکر وہ عارض رنگین ہی یون دل باغ باغ ۔۔۔ جیسے ہین نظارۂ گل سے بنے دل باغ باغ

بن گیا خون کف پا سے گلستان خارزار ۔۔۔ مین چلا صحرا مین گویا چند منزل باغ باغ

صورت غنچہ کہلی جاتی ہین باچھین کسقدر ۔۔۔ کیا خوشی ہی کسکو مارا کیون ہی قاتل باغ باغ

گلشن فردوس مین حورین نظر آتی ہین کیا ۔۔۔ ہات تلوار لگے کہا کر ہو جو بسمل باغ باغ

کیا کہون اے ہمنشین اس بزم رنگین کی بہار ۔۔۔ زیب محفل تہا وہ گلرو اہل محفل باغ باغ

کونسے طائر کی ہے صیاد کو ایسی تلاش
ڈھونڈتا پھرتا ہے کیون گلچین کے شامل باغ باغ

جب کوئی طوفان زدہ کشتی کنارے پے لگی
کسقدر دل مین ہوے سب اہل ساحل باغ باغ

دیکھکر آئینہ دونون ہو گئے برہم یہہ کیا
تم ادہر خوش ہو ادہر مد مقابل باغ باغ

پھر نہ پائیگی قیامت تک یہہ اپنا آشیان
عندلیب اسطرح کیون ہے پھرتی ہے غافل باغ باغ

جو ہمارے حق مین کانٹے بوئین صد افسوس ہے
تم پھرو گلگشت کرتے اُنکے شامل باغ باغ

اُسکی خوشبو جب کسی گل مین نہ پائی آپ نے
پھر جناب **داغ** کیا پھرتے چلے ہے صل باغ باغ

## ردیف الفاء

کافر وہ زلف پر شکن ایک اسطرف ایک اسطرف
پھر اُسپہ چشم سحر فن ایک اسطرف ایک اسطرف

ہنگام رحلت دیکھیے دل کسطرف اپنا جھکے
بیٹھے ہین شیخ و برہمن ایک اسطرف ایک اسطرف

ہین آسمان حسن کے روشن ستارے مہ جبین
بازو پہ تیرے نورتن ایک اسطرف ایک اسطرف

دل کی جگر کی جا گیا افسردگی پژمردگی
زخم کہین داغ کہین ایک اسطرف ایک اسطرف

زلفون کی یہہ سرگوشیان دل پر بلا مین لا کہینگی
غماز ہے گرم سخن ایک اسطرف ایک اسطرف

غیرونکا مجمع اور تم پریونکا جمگھٹ اور ہم
پہلو بہ پہلو انجمن ایک اسطرف ایک اسطرف

دل ایک تنہا بیچ مین آنکھین ترے سفاک دو
شمشیر زن ناوک فگن ایک اسطرف ایک اسطرف

مین مر گیا ہون وصل مین راحت ہو ہر پہلو مجھے
تکیے ہون زیر کفن ایک اسطرف ایک اسطرف

تو اور بیٹھے ہین لیلی و شیرین بزم مین
مین اور قیس و کوہکن ایک اس طرف ایک اس طرف

بازو تو چھٹتے ہی نہین صحرا کو کیونکر جاؤن مین
لپٹے ہین دو اہلِ وطن ایک اس طرف ایک اس طرف

دونون فرشتے دوش پر کیا لکھ سکین حالت مری
آزردہ رنج و محن ایک اس طرف ایک اس طرف

رخسار تیرے سیگون پہر اُسپہ گلگونے کا رنگ
پہولا ہے کیا رنگین چمن ایک اس طرف ایک اس طرف

اترا رہا ہے داغ کیا ہنگامِ گلگشتِ چمن
رنگین قبا گل پیرہن ایک اس طرف ایک اس طرف

وہ کہتے ہین دل کی کہان صاف صاف
بظاہر ہے انکا بیان صاف صاف

کدورت کا باعث تو کوئی کہلے
بیان کیجیے مہربان صاف صاف

مرے رازِ دل کی ہے انکو تلاش
کہین کہہ نہ دے رازدان صاف صاف

رہے زیرِ عارض کہان شب کو پہول
نظر آتے ہین سب نشان صاف صاف

رہے ابر چھائے پہ حشر تک
دکہائی نہ دے آسمان صاف صاف

کوئی پارسا جب الجھتا ہے کچھ
سناتا ہے پیرِ مغان صاف صاف

دکہاتے ہین آئینہ خورشید کو
ترے گال اے دلستان صاف صاف

محبت کے قصے ہین الجھے ہوے
سنو مجھ سے تم داستان صاف صاف

پسند آئے مجکو بہی اشعارِ داغ
زبان پاک و شستہ بیان صاف صاف

## ردیفِ قاف

ہے جمال یار سے تنویر عشق — حسن نے چمکائی ہے تقدیر عشق

کھینچ لائے عرش تک تسخیر عشق — آپ نے دیکھی نہین تاثیر عشق

جس کے دل پر کارگر ہے تیر عشق — حشر تک تڑپے گا وہ نخچیر عشق

تیرے عاشق کا سراپا دیکھکر — کھچ گئی ہے سامنے تصویر عشق

دل ضعیفون کا جوان کیونکر نہو — کرتی ہے کایا پلٹ اکسیر عشق

عاشقون کی کیا خطا انصاف کر — دے سزا اسکو یہہ ہے تقصیر عشق

عقل دیوانی ہے جو ہو سامنے — چوکتا ہے کب نشانہ تیر عشق

جھوٹے دعوے انکے پھر اسپر دلیل — رات بھر کیا کیا رہی تقریر عشق

مین نے دیکھی تھی قیامت خواب مین — دی مجھے اک شخص نے تعبیر عشق

وادی روز قیامت دیکھہ لے — اس کلیجے پر لگا ہے تیر عشق

مار ہی ڈالا یہہ جب بجلی گری — چلتی ہے رک رک کے کب شمشیر عشق

انتہائے عاشقی مین ہے یہہ شوق — ہم اہی ہون اور دامنگیر عشق

دل مچلکر آپ رہتا ہے اسیر — ایسی کچھہ بھاری نہین زنجیر عشق

زخم جب بھرتا نظر آتا ہے کچھہ — دل مین رکھہ لیتے ہین ہم شمشیر عشق

یہہ بلا آئی ہوئی ٹلتی نہین
داغ کیا ہو چارۂ و تدبیر عشق

مٹ گئے افسوس سارے ذوق شوق — ہائے وہ ہم وہ ہمارے ذوق شوق

عشق آخر کو مسلط ہو گیا
دل مرا ہارا نہ ہارے ذوق شوق

دل لگی ہو یا ہنسی یا چھیڑ چھاڑ
ہوتے ہین پیارے وسکے پیارے ذوق شوق

آس ٹوٹی دل ہمارا مر گیا
اپنے اپنے گھر سدھارے ذوق شوق

ابتداے سن مین ہے مشق جفا
رنگ لائین گے تمہارے ذوق شوق

ہر گلی کوچے مین اب ہے تاک جہانک
پھرتے ہین انکو اُبھارے ذوق شوق

عاشقون کا دل سلامت چاہیے
کب ہوے اس سے کنارے ذوق شوق

حسن پر قربان مشتاقون کے دل
اسکے صدقے مین اُتارے ذوق شوق

داغ صاحب بھی ہوے عاشق مزاج
ہوگیا انکو بھی بارے ذوق شوق

## ردیف کاف

نہ آئی بات جو دل سے زبان تک
وہ پہنچی بدگمان تک راز دان تک

یہہ سب جھگڑے ہین جان ناتوان تک
رہیگا دم کہانتک غم کہان تک

تغافل مرنیوالون سے کہانتک
ہمین جینا پڑا ہے امتحان تک

چلے آئے وہ جھوکے مین ہوا کے
نزاکت انکو لے آئی یہان تک

زبان سے تہا نہ ممکن شکوۂ جور
اشارونسے کہا آخر کہان تک

دل اسکی بزم سے کسطرح اُکھڑے
ٹھہر جاے جہان عمر روان تک

ہمین باز خزان سے بہی ہے اک قفس
کہ تنکے اُڑکے آئے آشیان تک

کنارہ کرگیا دامن بہی تیرا
نہ آیا میری چشم خونفشان تک

زمین ٹلجائے ٹلنے کے نہین ہم
گدا بنا تو آگئے اِس آستان تک

دم رخصت ہوا اندیشۂ غیر
گئے ہمراہ ہم اُنکے مکان تک

کہون کیا طالع واژون کی تاثیر
گرا ہون مین پہونچکر آسمان تک

مزے کی ہے ہماری بہی کہانی
کوئی پہونچا دے اُنکے قصہ خوان تک

ترے تیر نگہ سے کوئی بچکر
امان پاتا نہین دارالامان تک

رہے کیا مصطفے آباد مین داغ
وہ سارے لطف تہے خلد آشیان تک

رہا جذب دل کا اثر دیر تک
بلائے رہے وہ نظر دیر تک

مزہ دے گیا ہو نہ پیغام شوق
کہ سنتا رہا نامہ بر دیر تک

وہی وقت پیری بہی ہے داغ عشق
جلا یہہ چراغ سحر دیر تک

ذرا سا جو اُلجہا یہہ تار نگاہ
دباتے رہے وہ کمر دیر تک

یہان دمبدم شو پیام وصال
سکوت اُنکو ہر بات پر دیر تک

بڑی دیر مین سوچکر لب کہلے
رہے گی دعا بے اثر دیر تک

کچہہ ایسی رہی میری تغیر حال
وہ سوچا کئے دیکہکر دیر تک

غشی کا بہی احسان مجہپر ہوا
وہ زانو رہا زیر سر دیر تک

کہین رات کو وہ ہوئے بے حجاب
اڑا آج نورِ قمر دیر تک

اُدھر دیکھنا نامہ بر غور سے
وہ محفل مین دیکھین جدھر دیر تک

حیا سے جھکی تہین کب آنکھین تری
لڑی ہے کسی سے نظر دیر تک

وہ سمجھے نہ سمجھے مرا مُدّعا
ہلی اُنکی گردن مگر دیر تک

نفس کی عجب سیر ہے ہمنفس
کرے یون مسافر سفر دیر تک

ٹپکتا ہے دیوار و در سے ترے
کسی نے ملی چشمِ تر دیر تک

وہ رخصت طلب اور مین جان بلب
رہا حشر وقتِ سحر دیر تک

خبر سنکے خوش خوش وہ آتے تو ہین
نہ نکلی مری جان اگر دیر تک

ترے وعدے سے زندگی بڑھگئی
جیے ہم اس اُمید پر دیر تک

محبت مین تکرار کا ہے مزا
گلے ہون جو باہمدگر دیر تک

نئی چاہ چھپتی ہے اے داغ کب
اُڑے گی ابھی یہہ خبر دیر تک

## ردیفِ لام

بیقراری ہوئی آخر سببِ چارۂ دل
بنگیا ہول دلِ انجام کو گہوارۂ دل

تیر کے بدلے لگا دے کوئی برچھی ظالم
روزنِ سینہ سے کرنا ہو جو نظارۂ دل

دفترِ شوق سے بہاری نہین یہہ اے قاصد
ساتھ مکتوب کے تو باندھ لے پشتارۂ دل

یہی اچھا ہے کہ آنکھین ہین تمھاری بیمار
یہی بیمار تو کرتی ہین مرا چارۂ دل

خون مژگان سے نکلتا ہے ہزارے کی طرح
چھوٹتا ہے جو مرے سینے مین فوارۂ دل

جنکی تقدیر مین گردش ہے نہین انکو قرار
قطب تارا نہوا کوکب سیارۂ دل

پڑتی ہے ضرب محبت تو نکلتی ہے فغان
شور محشر سے ہم آہنگ ہے نقارۂ دل

یہہ زمانے کی خبر ٹھیک ہمین دیتا ہے
طاق ہے اور یہی ہر کام مین ہرکارۂ دل

دل بیتاب کی تصویر اُنہین کیا بھیجون
کہ مصور سے اُترتا نہین انگارۂ دل

کوئی جانے کہ خریدار نہین چاہ نہین
چلتے پھرتے ہی وہ کرلیتے ہین نظارۂ دل

لعل و یاقوت کی اے داغ جو ہے فرمایش
بھیجدو اُنکے لئے لخت جگر پارۂ دل

وصل کی ٹھیری جو آیا ہمین آج سے کل
وہ بھی نزدیک ہے کچھ دور نہین آج سے کل

ایکدن اور بھی مہمان کی خاطر کرلون
کاش فرصت ہو مری جان حزین آج سے کل

کیجیے وعدہ خلافی بھی تو اس پہلو سے
کہ ہوا ہو مجھے ملنے کا یقین آج سے کل

ہمکو ایک ایک گذرتی ہے قیامت کی گھڑی
اُنکے نزدیک تو کچھ بات نہین آج سے کل

دمبدم ہمنے زمانے کا تنزل دیکھا
ہمین کہتے ہین کہ اچھے تھے ہمین آج سے کل

خودنمائی کے لئے وعدۂ فردا کیسا
کیا بدلجائیگا وہ پردہ نشین آج سے کل

آج جاؤگے یہانسے تو اُٹھاؤگے قلق
آجکا دن ہے بُرا جاؤ کہین آج سے کل

ناتوان آہ کو دے کون سہارا یارب
چل کے پہنچے گی یہہ تا عرش برین آج سے کل

صبر کر اے دلِ مضطر وہ نہیں ملنے کے
کل سے آج انکی ہوئی ہوگی یونہیں آج سے کل

آج ہی وہ جو نہ آئے تو یہہ جانا ہمنے
تیری بگڑی دل اندوہ گزین آج سے کل

زندگی بھر تو قیامت کی اُٹھائی تکلیف
بار سے آئی ہے مجھے زیر زمین آج سے کل

خوبرویوں کو نہیں کچھہ غم فردا اے **داغ**
ہونگے مغرور زیادہ یہہ حسین آج سے کل

مزہ دیکھا ہے شباب اوّل اوّل
ملے خوبرو انتخاب اوّل اوّل

وہ کب لطف کرتے ہیں بے آزمائے
کرم آخر آخر عتاب اول اول

خدا شرم رکھے تری انتہا تک
کہ ڈالی ہے مُنہہ پر نقاب اول اول

اُنہیں سے پھر آخر کو کھُل کھیلتے ہیں
وہ کرتے ہیں جنسے حجاب اول اول

الٰہی رہے بانکپن اُنکا قائم
سنبھالی ہے تیغ خوش آب اول اول

خدا سے دعا ہے کہ مظلوم تیرے
بھگت پائیں روزِ حساب اول اول

نباہے چلو فتنۂ حشر کو بھی
ہوا ہے ابھی ہمرکاب اول اول

## قطعہ

وہ پیغامبر کی مدارات پیہم
وہ رسم سوال و جواب اول اول

وہ جلسے وہ احباب رندانہ مشرب
وہ معشوق و شرب شراب اول اول

وہ سیرِ چمن وہ تماشائے دریا
وہ لطفِ شبِ ماہتاب اول اول

وہ گلیوں میں اُنکو چھپ چھپ کے جانا
وہ یاروں سے کچھہ کچھہ حجاب اول اول

وہ ہر بات کا شوق بے سوچے سمجھے
وہ ہر کام کرنا شتاب اول اول

وہ پہلے پہل دل لگانا کسی سے
وہ کچھ شوق کا اضطراب اول اول

جوانی کی لہرون مین کیا کیا رہے ہم
خراباتیون مین خراب اول اول

کوئی دن رہے پارسا ہم بھی زاہد
بہشتی بنے لوٹے ثواب اول اول

رہا درس تدریس کا شوق ہمکو
نظر سے نہ سرکی کتاب اول اول

کبھی ہمسے ہوتا نتھا ترک اولی
رہے ہم مشیخت مآب اول اول

بنے رستم و سام و گیو و نریمان
رہے رشک افراسیاب اول اول

رہے زیر ران اسپ چالاک اکثر
سوارونمین تھے لاجواب اول اول

پھکیتی بکیتی کی تھی مشق کیا کیا
ہر اک فن سے تھے کامیاب اول اول

ہوئی داغ اب اُنکی تعبیر اُلٹی
نظر آئے جو ہمکو خواب اول اول

## غزل

رہتا ہے روز اُنکی ملاقات کا خیال
ہو جائے خواب کاش یہ ہر رات کا خیال

بیٹھے ہین خانقاہ مین جب دو گھڑی بھی ہم
آہی گیا ہے پیر خرابات کا خیال

کیونکر نہ یاد آئے شب ہجر روز حشر
اس دن ضرور چاہیئے اُس رات کا خیال

کھٹکا نہو تو عیش سے گزرے کوئی گھڑی
رہتا ہے بزم یار مین ہر بات کا خیال

ماہ صیام بھی اسی موسم مین آگیا
رندونکو اس سے بڑھکے ہے برسات کا خیال

رنجش بہی ہو تو دل کی تسلی کیواسطے / کرتا ہون اُنکے لطف و عنایات کا خیال

ایدل عدو کی بزم مین کیون لیگیا مجھے / کمبخت آگیا نہ مدارات کا خیال

باتین سنو تو حضرت صوفی سے عیش کی / جاتا ہے دور قبلۂ حاجات کا خیال

اے داغ جو کہا ہے اُسے کر دکہائینگے / انسان کیا وہ جسکو نہو بات کا خیال

## ردیف میم

دیا رقیبون کو تمنے پیام نام بنام / مری طرف سے بہی پہنچے سلام نام بنام

مری شکایت تحریر درجہ رشک ہوئی / کہ اب وہ لکھتے ہین دفتر مدام نام بنام

سلیقہ دیکہیے اُسوقت دوست دشمن کا / سپرد ہو جو کوئی انتظام نام بنام

اگر تڑپتی ہے بجلی تو ابر رُوتا ہے / ملا ہے ہر ایک کو ہر ایک کام نام بنام

یہہ کسکے قتل کی شادی منائی جاتی ہے / کہ رقعے بٹنے کا ہے اہتمام نام بنام

ستم رسیدہ ہمین لکھے گئے ہین روز ازل / تمہارے چاہنے والے تمام نام بنام

تمہاری چال کو طاؤس و کبک کیا پہنچین / جدا جدا ہے ادائے خرام نام بنام

بچائے جان خدا اہل مہر و الفت کی / وہ کوستے ہین اُنہین صبح و شام نام بنام

خدا کرے مرے آگے نہ آئے نام رقیب / پکارے جائینگے روز قیام نام بنام

کیا ہے اسکو جس جس نے بے وفا مشہور / جو حکم ہو تو بتا دے غلام نام بنام

**داغ**

گئے ہین داغ وہان چھپ کے دیکھیے کیا ہو
گنے گئے ہین جہان خاص و عام نام بنام

رشک سے غیرون کے جی کہوتے ہین ہم
کیا بُرون کی جان کو روتے ہین ہم

گریہ کچھہ بیجا دمِ بسمل نہین
خنجرِ سفاک کو دُہوتے ہین ہم

بیخودانہ اپنی ہشیاری رہی
جاگتے ہین کچھہ تو کچھہ سوتے ہین ہم

حاصلِ اعمال ہین خلد و سقر
وہ ہی پہل پاتے ہین جو بوتے ہین ہم

ہات مُنہہ اُنکا دُہلایا غیر نے
ہات اپنی جان سے دہوتے ہین ہم

اپنے گہر رہنے دے کیونکر حور وش
حضرت آدم ہی کے پوتے ہین ہم

جان کنی اپنا ہے کام اور کوہکن
عشق مین پتہر نہین ڈہوتے ہین ہم

دیکھہ لینگے فتنۂ محشر کو بہی
اب تو چادر تانکر سوتے ہین ہم

**داغ**

ہر کسکو میسر دردِ عشق
رنج ہوتا ہے تو خوش ہوتے ہین ہم

ابہی ہماری محبت کسیکو کیا معلوم
کسی کے دل کی حقیقت کسیکو کیا معلوم

یقین تو یہہ ہے وہ خط کا جواب لکہین گے
مگر نوشتۂ قسمت کسیکو کیا معلوم

بظاہر اُنکو حیادار لوگ سمجہے ہین
حیا مین ہے جو شرارت کسیکو کیا معلوم

قدم قدم پہ تمہارے ہمارے دل کی طرح
بسی ہوئی ہے قیامت کسیکو کیا معلوم

یہہ رنج و عیش ہوئے ہجر و وصل مین ہمکو
کہان ہے دوزخ و جنت کسیکو کیا معلوم

جو سخت بات سنے دل تو ٹوٹ جاتا ہے
اس آئینہ کی نزاکت کسیکو کیا معلوم

کیا کرین وہ سنانے کو پیار کی باتین
اُنہین ہے مجھ سے عداوت کسیکو کیا معلوم

خدا کرے نہ پھنسے دامِ عشق مین کوئی
اُٹھائی ہے جو مصیبت کسیکو کیا معلوم

ابھی تو فتنے ہی برپا کئے ہین عالم مین
اُٹھائین گے وہ قیامت کسیکو کیا معلوم

جناب **داغ** کے مشرب کو ہمسے تو پوچھو
چھُپے ہوئے ہین یہ حضرت کسیکو کیا معلوم

## ردیفِ نون

آپ جنکو ہدفِ تیرِ نظر کرتے ہین
رات دن ہائے جگر ہائے جگر کرتے ہین

اور کیا داغ کے اشعار اثر کرتے ہین
گدگدی دل مین حسینون کے مگر کرتے ہین

غیر کے سامنے یون ہوتے ہین شکوے مجھسے
دیکھتے ہین وہ اُدھر بات ادھر کرتے ہین

دیکھکر دور سے دربان نے مجھے للکارا
نہ کہا یہ کہ ٹھہر جاؤ خبر کرتے ہین

تھک گئی نامۂ اعمال کو لکھتے لکھتے
کیا فرشتون کا بُرا حال بشر کرتے ہین

ابھی غیرون سے اشارون مین ہوئی ہین باتین
دیکھتے دیکھتے آپ آنکھون مین گھر کرتے ہین

در و دیوار سے بھی شک مجھے آتا ہے
غور سے جب کسی جانب وہ نظر کرتے ہین

اُنسے پوچھے جو کوئی خاک مین ملتے ہین کہان
وہ اشارا طرفِ راہ گذر کرتے ہین

ایک تو نشۂ مے اُسپہ نشیلی آنکھین
ہوش اُڑتے ہین جدھر کو وہ نظر کرتے ہین

عشق مین صبر وتحمل ہی کیا کرتے ہم
یہہ بہی کمبخت کسی وقت ضرر کرتے ہین

غیر کے قتل پہ باندہین یہہ بہانہ ہے فقط
کہینچ کر اور بہی پتلی وہ کمر کرتے ہین

حضرت داغ کو دلّی کی ہوا خوب لگی
رات دن عیش ہی جلسون مین بسر کرتے ہین

عذر آنے مین بہی ہے اور بلاتے بہی نہین
باعث ترک ملاقات بتلاتے بہی نہین

منتظر ہین دم رخصت کہ یہہ مرجائے تو جائین
پہر یہہ احسان کہ ہم چہوڑکے جاتے بہی نہین

سر اٹہاؤ تو سہی آنکہہ ملاؤ تو سہی
نشۂ مے بہی نہین نیند کے ماتے بہی نہین

کیا کہا پہر تو کہو ہم نہین سنتے تیری
نہین سنتے تو ہم ایسونکو سناتے بہی نہین

خوب پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہین
صاف چہپتے بہی نہین سامنے آتے بہی نہین

مجہسے لاغر تری آنکہون مین کہٹکتے تو رہے
تجہسے نازک مری نظرون مین سماتے بہی نہین

دیکہتے ہی مجہے محفل مین یہہ ارشاد ہوا
کون بیٹہا ہے اسے لوگ اٹہاتے بہی نہین

ہوچکا قطع تعلق تو جفائین کیون ہون
جنکو مطلب نہین رہتا وہ ستاتے بہی نہین

زیست سے تنگ ہو اے داغ تو کیون جیتے ہو
جان پیاری بہی نہین جان سے جاتے بہی نہین

چوٹ کہانا دل حزین نہ کہین
درد رہ جائیگا کہین نہ کہین

کیا ملے گا کوئی حسین نہ کہین
جی بہل جائیگا کہین نہ کہین

ہر کدورت بہری ہوئی ہے ہمین
آسمان پر بہی ہو زمین نہ کہین

حال پہلو بچا کے لکھا ہے
تاڑ جائے وہ نکتہ چین نہ کہین

یہہ تو کہیئے کہ رات کی باتین
آپ نے غیر سے کہین نہ کہین

جنکو حورین بیان کرتے ہین
خلد مین ہون یہی حسین نہ کہین

مجہکو گریان اُٹہا نہ محفل سے
بیٹہہ جائے ابہی زمین نہ کہین

کیون کہین تجہہ سے آرزوئین ہم
فائدہ کیا کہین کہین نہ کہین

لا اُسے جذب شوق تہم تہم کر
گر پڑے شوخ نازنین نہ کہین

نہ کرو امتحان مہر و وفا
آئے اس جہوٹ پر یقین نہ کہین

موت اُسی آستان پہ آجائے
صرف سجدہ ہو پہر جبین نہ کہین

آپ کی گفتگو کا کیا کہنا
چار باتین بہی دلنشین نہ کہین

غیر دیتا ہی کیون مجہے ساغر
سانپ ہو زیر آستین نہ کہین

ہجر مین ہر خیال اسکا ہی
کسمسا جائے ہمنشین نہ کہین

قتل جسکا تمہین ہی مدنظر
وہ گنہگار ہون ہمین نہ کہین

وہ رکاوٹ اسے ہی سمجہین گے
دم رکے وقت واپسین نہ کہین

دم بخشش بہی یون ترے منہہ سے
نکلے بیساختہ نہین نہ کہین

رشک یہہ بہی ہی صبر پر میرے
غیر کہہ بیٹہین آفرین نہ کہین

تیرے عاشق ہین کافر و دیندار
ایک ہو جائے کفر و دین نہ کہین

داغ پہر تاک جہانک کرتے ہین

اب گہرسے اب پہنسے کہین نہ کہین

ای فلک موردِ عتاب ہون مین
وصل سے خاک کامیاب ہون مین

تم مین یہہ وصف ہی کہ ہو بیداغ
مجہہ مین یہہ عیب بے حجاب ہون مین

دیکے خط کون انتظار کرے
اپنے قاصد کے ہمرکاب ہون مین

جب ملا رہنما تو یہہ جانا
رہرو راہِ ناصواب ہون مین

کیون کسی زلف کی بلا مین پہنسون
کیون گرفتارِ پیچ و تاب ہون مین

کیون کسی چشمِ مست کو دیکہون
مفت آلودہ شراب ہون مین

داغ کیا خوفِ صرصرِ عصیان
خاک پاے ابو تراب رض ہون مین

جسنے چاہا جو تمہین اسکا گنہگار تو ہون
مگر اتنا ہی سمجہہ لو کہ وفادار تو ہون

عمر بہر آپ نے مجہکو کبہی اچہا نہ کہا
خیر اچہا نہ سہی آپ کا بیمار تو ہون

یا خدا پرسشِ اعمال کا دیتا ہون جواب
بات کا ہوش کسے ہی ابہی ہشیار تو ہون

مَی و معشوق سے انکار نہین ای زاہد
عاشقِ زار تو ہون رندِ قدح خوار تو ہون

گو مرے پاس نہین غیرِ متاعِ کاسد
مین تماشائی انداز خریدار تو ہون

ابہی کیا جانے کوئی مجہکو تمہارا شیدا
کوئی دن اور بہی رسوا سرِ بازار تو ہون

گو مری وضع نہین یہ کہ ملون غیر سے مین
تابعِ حکم جفاکار و ستمگار تو ہون

کیا گذر جاے تجہے رات یونہین بے کہٹکے
بزم مین گل نسہی مین نسہی خار تو ہون

تاب نظارۂ انوار تجلی نہ سہی
میری ہمت ہے کہ مین طالب دیدار تو ہون

## داغ

مرنے نہین دیتا مجھے رشک اغیار
ورنہ مرجاون ابہی جان سے بیزار تو ہون

ہم تو فریاد و فغان آہ و بکا کرتے ہین
جنسے کچھہ ہو نہین سکتا وہ دعا کرتے ہین

خوف محشر سے وہ کب ترک جفا کرتے ہین
بہت اسطرح کے ہنگامے ہوا کرتے ہین

خوب خوشباش گدا اہل صفا کرتے ہین
نہ خفا ہوتے ہین ایسے نہ خفا کرتے ہین

ایک انداز سخن طرز شکایت ٹہری
ہم جدا کرتے ہین شکوے وہ جدا کرتے ہین

پوچھتا ہے جو مزاج اپنا کوئی فرقت مین
منھہ سے اتنا ہی نکلتا ہے دعا کرتے ہین

کچھہ تعلق تو رہے شکوہ بیجا ہی سہی
نہ کیا تمنے گلا اسکا گلا کرتے ہین

یا الٰہی مرے دربان سے وہ پوچھے اگر
کون ہے کس سے ملاقات ہی کیا کرتے ہین

ہات سے قتل نہ وہ پانون سے پامال کرین
گھر ہی مین بیٹھے ہوئے حکم کیا کرتے ہین

ہم حسینون کی جو تعریف کرین کیا ضد ہے
وہ طرفداری ارباب وفا کرتے ہین

پرسش داور محشر سے ڈرین کیون عاشق
یہہ خطا وار تو بندے کی خطا کرتے ہین

تمکو بیمار محبت سے بہی عار آتی ہے
ہم تو اچھون کے لیے روز دعا کرتے ہین

اپنے کوچے مین نہ کیجے مری مٹی برباد
آپ ہی خاک اڑاتے ہین یہہ کیا کرتے ہین

دست مژگان کا اشارہ ہے کہ رسوا کیجیے
انہین ہاتون سے وہ انگشت نما کرتے ہین

اب ہی ضد ہے کہ ہم قتل کرین گے تجھکو
وہ تو ہر بات مین اپنا ہی کہا کرتے ہین

اُنکو پروا نہین کیون دل کے خریدا ہین
مفت کے قصے ہی وہ مول لیا کرتے ہین

آپ کے عشق مین جو مجھکو نہ کرنا تہا کیا
دیکھیے آپ مرے واسطے کیا کرتے ہین

صبر کرنے کا ہمارے بہی یہی ہی انداز
آپ جسطرح سے پیمان وفا کرتے ہین

سچ کہا تذکرۂ غیر سے کیا حاصل ہی
اک تماشے کے لیئے چھیڑ دیا کرتے ہین

جان بلب جان سے مجھکو یہہ پیام آیا ہی
لو مبارک ہو کہ اب عہد وفا کرتے ہین

## داغ

کا رشک سنا غیر سے اُسنے تو کہا
اُنکی تقدیر مین جلنا ہی جلا کرتے ہین

ہم دل کی بات داورِ محشر سے کیا کہین
یہہ راز کہہ کے اُس بت کافر سے کیا کہین

آشوبِ حشر اُس بُتِ خودسر سے کیا کہین
محشر کا حال فتنۂ محشر سے کیا کہین

گو اپنی ضد کے ایک ہو تم مان جاؤ گے
یہہ مانتا نہین دلِ مضطر سے کیا کہین

بنتی نہین ہی بات مصیبت کہے بغیر
کہتے ہین پھر کہ داورِ محشر سے کیا کہین

ہی میکدہ مین قلقلِ مینا کی یہہ صدا
ساقی کے توڑ جوڑ کو ساغر سے کیا کہین

سمجھے ہو تم کہ غیر کے شکوے ہین ایکدو
یہہ داستان کم نہین دفتر سے کیا کہین

دلبر اشارہ فہم ہی دشمن نگاہ باز
ہم چپکے چپکے بہی دلِ مضطر سے کیا کہین

لب تک اُمنڈ اُمنڈ کے آتی ہین حسرتین
چلتی نہین زبان ترے ڈر سے کیا کہین

تم اور کان رکہہ کے سنو بات غیر کی
مجبور ہو گئے ہین مقدر سے کیا کہین

دل کا فسانہ کس سے کہین اے شبِ فراق
دیوار و در سے چرخ سے اختر سے کیا کہین

کوئی کرے سوال تو کچھہ دیجیئے جواب
بت بنگئے جب آپ تو پتھر سے کیا کہین

سنتا ہے وقتِ ذبح یہہ کب اپنی بیکسی
قاتل سے کہہ بھی سکتے ہین خنجر سے کیا کہین

یہہ ہمکو ناگوار ہے وہ اُسکو ناگوار
دلبر سے کیا سنین دلِ مضطر سے کیا کہین

کہتے ہین وہ کہو تو سہی دل کا حال کچھہ
حیران ہم کھڑے ہین گھڑی بھر سے کیا کہین

دل مین ہمارے آپکی چبھہ گئی ہے بات
پیکان سے بڑہکے تیر ہے نشتر سے کیا کہین

نادان رہنما ہے رہِ شوق ہو گیا
منزل مین جو بلا ہے وہ رہبر سے کیا کہین

ہوتی صفا ہے دل تو بناتا نہ آئینہ
جوہر اس آئینے کے سکندر سے کیا کہین

بے وجہ ان بتون کی خموشی نہین ہے داغ
کیا جانے کل یہہ داورِ محشر سے کیا کہین

مجھے دل کی ایذا سے راحت نہین
پرائی مصیبت سے فرصت نہین

بہت دور ایسی قیامت نہین
مگر انکو وعدے کی عادت نہین

غمِ دو جہان ہی ہے کافی مجھے
مگر آدمی کو قناعت نہین

نظر کہائے جاتی ہے عشاق کی
حسینون کو دنیا مین راحت نہین

بڑی کشمکش مین ہے عہدِ وفا
کبھی ہے کبھی اُنکی نیت نہین

اٹھا کر مری نعش اُسنے کہا
کوئی اس سے بڑھکر مصیبت نہین

یہان منصفی حشر پر منحصر
وہان فیصلے کی ضرورت نہین

رہا تجربت مین دل سنگ سخت
کچھہ اپنون کو اپنون سے الفت نہین

یہہ دل ہے یہہ حسرت یہہ ارمان ہے | مری جان حاضر مین حجت نہین
مزاج آپکا ہے مزاج آج کل | برائی طبیعت طبیعت نہین
تری آرزو جسکو ہے اُنکو ہے | خدا کی قسم ہمکو حسرت نہین
بظاہر اُٹھانا مجھے بزم سے | اشارے سے کہنا اجازت نہین
ہوا توبہ مے سے مین جان بلب | عداوت ہے یہہ ترک عادت نہین
قیامت ہو یاد ل ہو یا موت ہو | کوئی انمین ٹرکنے کی آفت نہین
دیا نامہ بر نے یہہ آکر جواب | اُنہین بات کرنے کی فرصت نہین
زمین مین گڑا شرم عصیان سے مین | بچانو کہ محشر مین تُربت نہین

## قطعہ

کہا دل سے مینے اسے یاد رکھ | اُنہین تجھہ سے نفرت ہے الفت نہین
وہان بے نیازی ہے ہر شان مین | وہان خود نمائی سے فرصت نہین
وہ کیون وعدۂ وصل پورا کرین | یہہ اقرار ہے کوئی منت نہین
وہ کیون جذبۂ دل سے ہون اندیشہ مند | محبت ہے کوئی کرامت نہین
وہ کیون سوزِ داغ جگر سے ڈرین | کہ یہہ آفتابِ قیامت نہین
وہ کیون چشم پرخون کی دیکھین بہار | یہہ رونا ہے بارانِ رحمت نہین
وہ کیون سنکے پی جائین غیرون کی بات | یہہ ہین زہر کے گھونٹ شربت نہین
وہ کیون عشق ظاہر کو باور کرین | حقیقت مین کچھہ بھی حقیقت نہین

وہ کیون جوشِ مشتاق پر رحم کہانین
عدو کے مرض کی یہہ شدت نہین

وہ کیون دیکہین صورت اٹہا کر نگاہ
یہہ کیا بار ناز و نزاکت نہین

وہ کیون مول لین جنس دل کیا غرض
کہ اس شئے کی اُنکو ضرورت نہین

وہ کیون شکوۂ رنج فرقت سُنین
شکایت ہے یہہ کچہہ حکایت نہین

وہ کیونکر نہ دین جہڑکیان گالیان
کہ عاشق مزاجون کی عزت نہین

صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم

دیا دل نے مایوس ہو کر جواب
نہین **داغ** اب کوئی حسرت نہین

رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

مظہرِ نورِ دین معین الدین رح
آفتابِ زمین معین الدین رح

خواجۂ خواجگان ہندستان
بے گمان بالیقین معین الدین رح

سرورِ انبیا رسول اللہ
حامیِ مسلمین معین الدین رح

مین ترے آستان کا خاک نشین
تو مرا دلنشین معین الدین رح

المدد المدد کہ تیرے سوا
کوئی میرا نہین معین الدین رح

درِ فردوس پر ہو آپکا ہات
اور یہہ آستین معین الدین رح

وہ جہان ہے وہین ہے دل میرا
مین جہان ہون وہین معین الدین رح

**داغ** تیرا ہی دم بہرے جائے
تا دمِ واپسین معین الدین رح

جو کہدلی ہو تو ہو بات کا یقین ہے یقین
کہان سے ہان ہے کہ مہربان نہین سے نہین

تری گلی کے مقابل جو لائین جنت کو — مکان مکان سے کرے روکشی مکین سے مکین

علاج اور نہین کوئی خوش نصیبی کا — نصیب ہو تو ملون غیر کی جبین سے جبین

ہمارے دل پہ محبت کا نقش کندہ ہے — مِلا سکے نہ سلیمانؑ بھی اِس نگین سے نگین

تمہارے سامنے یہہ آئینے کی صورت ہے — کہ جسطرح سے کرے لاگ ہر حسین سے حسین

وہ کیون بلائین مجھے اپنی بزم عشرت مین — غرض کسے جو کوئی منفعت ہو حزین سے حزین

صفائے دل ہو تو ہو پیدا رکیون تقریر — یہہ باتین آپ کی ہمنے چنان چنین سے چنین

درِ صنم سے گیا منہہ اُٹھا کے کعبے کو — اڑا کے لیگئی وحشت مجھے کہین سے کہین

پڑا ہے تفرقہ کیا دِل مین اور دلبر مین — ہزارون کوس ہو گر ہو بہت قرین سے قرین

نشانہ دِل کو بناتے ہی لی جگر کی خبر — نگہہ کے تیر کو چلنا پڑا یہین سے یہین

غزل مین **داغ** کی مضمون ہین خاکساری کے
نہین ہے پست اِن اشعار کی زمین سے زمین

اُڑائی خاک تری جستجو مین ہر کہین برسون — پھری ہے آسمان بنکر مرے سر پر زمین برسون

نہ آیا ہے نہ آئے اُنکے وعدے کا یقین برسون — یونہین ہے آجکل پرسون مگر ملتے نہین برسون

بُرا ہو جذبہ دل کا اُسے کیون کھینچ لایا تھا — کہ آنکھون سے دبائے ہمنے پائے نازنین برسون

کسی کوچے مین جب ہم اچھی صورت دیکھ لیتے ہین — لگی رہتی ہے اپنے دم قدم سے وہ زمین برسون

نہ آنکھون کا اجارہ ہے نہ دِل کا زور ہے اپنا — وہ خود مختار ہین ٹھیرین کہین دم بھر کہین برسون

ہوا ہے جان کا خواہان کوئی اب نہین سکتی — رہے تیری امانت کے الٰہی ہم امین برسون

کسی خورشید رو کے پاؤن پر رکہا تہا سر اکدن
مثال ذرہ چمکی ساتہ قسمت کے جبین برسون

تہہ شمشیر قاتل اس خوشی سے جان دی مینے
لب دشمن سے بہی نکلی صدا آفرین برسون

نہین تہا تو بہی تہا وہ ہوا آغوش دشمن مین
کہ میری بدگمانی نے اسے رکہا وہین برسون

جنون کو بہی تو بیامان نہین دیکہا گیا مجہسے
رہی ہی دست وحشت مین ہماری آستین برسون

یہین جینا یہین سہنا یہین مرنا یہین بہرنا
یہی تہی یہی سر پہر کر اسے نکلے یہین برسون

کسی نازک بدن کی اکدن خوشبو جو سونگہی تہی
اسی حسرت مین سونگہا ہمنے عطر نازنین برسون

مرے آنسو مگر کیون نہ نکلین دیدۂ تر سے
کہ آنکہون مین پہری ہی آکے کوچہ کی زمین برسون

تڑپتے جسنے دیکہا اس دل بیتاب کو دم بہر
رہا ہی ہول دل مین مبتلا وہ ہمنشین برسون

صفائی اسکو کہتے ہین ابہی پرناز سے ہمکو
کدورت بیٹہ کر دل سے نکلتی ہی نہین برسون

مجہے رکہا ہی ایسا زندہ درگور اسکی فرقت نے
زمین پر یون رہا گویا رہا زیر زمین برسون

خدا کی شان اب تم داغ کی صورت سے جلتے ہو
وہی دلسوز ہی جو رہ چکا ہی دلنشین برسون

حال دل تجہسے دل آزار کہون یا نکہون
خوف ہی مانع اظہار کہون یا نہ کہون

نام ظالم کا جب آتا ہی بگڑ جاتے ہو
آسمان کو بہی ستمگار کہون یا نکہون

آخر انسان ہون مین صبر و تحمل کب تک
سیکڑون سنکے بہی دو چار کہون یا نکہون

بات کیون رک کے کہتے ہو منہہ پر مرے مطلب کیا ہی
باعث رنجش و تکرار کہون یا نکہون

تم سنو یا نہ سنو اس سے تو کچہہ بحث نہین
جو ہی کہنا مجہے سو بار کہون یا نکہون

مجھ سے قاصد نے کہا سُنکے زبانی پیغام
یہی کہنا تو ہے دشوار کہون یا نکہون

کہہ چکے غیر تو افسانے سب اپنے اپنے
مجھکو کیا حکم ہے سرکار کہون یا نکہون

فکر ہے سوچ ہے تشویش ہے کیا کیا کچھ ہے
دل سے ہی عشق کے اسرار کہون یا نکہون

آپکا حال جو غیرون نے کہا ہے مجھ سے
ہین مرے کان گنہگار کہون یا نکہون

نہین چھپتی نہین چھپتی نہین چھپتی الفت
سب کہے دیتے ہین آثار کہون یا نکہون

داغ ہے نام مرا برق طبیعت میری
گرم اس طرح کے اشعار کہون یا نکہون

اسقدر وقت کا پابند ہر حالت مین ہون
مین نہ پستی مین ہون نہ آسمان رفعت مین ہون

ایکساعت بھی دل کے ہونے سے ہزار آفت مین ہون
نہ غم مین ماتم مین ہون حیرت مین ہون حسرت مین ہون

ہوش جب آیا تو یہہ جانا قیامت آگئی
زندگی میری جبھی تک ہے کہ مین غفلت مین ہون

کیون ہوا جاتا ہے دل پر ان بتون کا اختیار
مین تو یا اللہ تیرے قبضۂ قدرت مین ہون

جلوہ دیدار کو ہے خود نمائی سے غرض
اور مین کمبخت بیخود شوق کی حالت مین ہون

پند گو تیری سنون کیا اس ہجوم شوق مین
چھیڑنا یہہ تذکرہ اُسوقت جب فرصت مین ہون

ہین یہان مین ہزارون چاہنے والے مرے
آپکا بندہ ہون جبتک آپکی خدمت مین ہون

نا امید اشکبیر ہین اہل وطن سے ہی ہوا
مین غریب اہل حشمت اور غربت مین ہون

وحشت مین ہوگیا فرقت مین آخر اضطراب
اب تڑپنے کی نہین طاقت بڑی راحت مین ہون

ایسی زندگی سے موت بہتر ہے مجھے
اب اگر اچھا بھی ہون مین تو بڑی ذلت مین ہون

شاہ میرا قدردان احباب میرے مہربان
مین دکن مین جب سے ہون اے داغ اک جنت مین ہون

زلفین رخسار پر نہ آئین کیون
اُنکے پیچھے پڑین بلائین کیون

غیر باتون مین زہر اُگلتا ہو
اُسکی جھوٹی مجھے پلائین کیون

اپنی عادت نہین ہیہ اے غم عشق
ہم بڑہا کر تجھے گھٹائین کیون

بدگمان ہون جب امتحان کے بعد
پھر کسیکو وہ آزمائین کیون

جھوٹی قسمین بہت ہین کہانیکو
میرے مرنیکا غم وہ کہائین کیون

مست دیکھو دے رہے زمانے مین
دیکھے اچھی بری ہوائین کیون

مے اگر تیز ہے تو اے ساقی
آگ پانی مین ہم لگائین کیون

جب تڑپتا ہو کوئی کہتے ہین
برچھیان بنکئین ادائین کیون

آج غیرون کے شکوے ہوتے ہین
آپ آئینون کو منھہ لگائین کیون

جان پر کیا بنی کہو تو سہی
داغ پُر درد ہین صدائین کیون

دور ہی دور سے اقرار ہوا کرتے ہین
کچھہ اشارے سر دیوار ہوا کرتے ہین

مٹ گئے ہم تو فقط نام ہی اُسکا سنکر
دیکھکر جنس خریدار ہوا کرتے ہین

دو دو دل سلسلۂ عشق بنا ہی تو کیا
کہین معشوق گرفتار ہوا کرتے ہین

آپ کی بزم محبت کی عدالت ٹہیری
روز دو چار کے اظہار ہوا کرتے ہین

وہ نمانین گے مری مین یہہ نمانونگا کبھی
حسب عادت یونہین انکا رہا کرتے ہین

بادہ کش معصیت شب سے بری ہونگے
کچھہ یونہین صبحکو ہشیار ہوا کرتے ہین

کوئی سنتا بھی ہی یہہ پند و نصیحت ناصح
آپ کیون کہکے گنہگار ہوا کرتے ہین

بوسہ دیدیجئے لعل نمکین کا مجھکو
جان نثار آپ سے نمکخوار ہوا کرتے ہین

ہونٹ تیرا اور طبیعت مری اچھی کیا خوب
منتخب کیون مرے اشعار ہوا کرتے ہین

بھاگتے ہی نظر آتے ہین تری آنکہون سے
لٹنے مرنے کو جو تیار ہوا کرتے ہین

چشم بیمار کے دیکھے سے ہوئی یہہ صحت
جو ہین اچھے وہی بیمار ہوا کرتے ہین

تیغ بھاری ہی وہ نازک ہین مری عمر دراز
مشورے قتل کے ہربار ہوا کرتے ہین

**داغ** نے خط غلامی جو دیا فرمایا
ایسے ہی لوگ وفادار ہوا کرتے ہین

دیکھین تو کیسے فتنہ ہین نیچی نگاہ مین
آئینہ رکھدے کاش کوئی انکی راہ مین

دیکھو پڑا نہو دل گم گشتہ راہ مین
میری نگاہ مین نہ تمہاری نگاہ مین

امیدوار رحمت باری ہون اسقدر
ہوتا ہون مین شریک پرائے گناہ مین

کس فتنہ گر کی چال نے بیتاب کردیا
نقش قدم بھی دوڑتے پھرتے ہین راہ مین

وہ شوق وصل و رنگ تسلی ہی مٹ گیا
عاشق کو دل لگی کا مزا کیا نباہ مین

یوسف غلام بنکے بکے جاسے ننگ ہی
سارے ہی قافلہ کو ڈبونا تھا چاہ مین

تقدیر کو جب آگ لگاتا ہی سوز عشق
ہوتی ہی روشنی مرے بخت سیاہ مین

پھینکے جو کاٹ کر کسی لاغر کے ہات پانون
کانٹے بچھائے آپ نے دشمن کی راہ مین

ہوتی ہے دیکھنے کے لئے آنکھ مین نگاہ
دیکھو تمہاری آنکھ ہے میری نگاہ مین

کرتے ہین یون بگڑ کے مرے باب مین سوال
جرأت جواب کی نہین رہتی گواہ مین

محشر مین کسطرف سے یہہ آنے لگی صدا
آتا ہو جسکو آئے ہماری پناہ مین

دل ہی کہین جمے تو ہمارا قدم جمے
اک پانون بتکدہ مین تو اک خانقاہ مین

جو پیچ پڑ گئے تہے وہ سارے نکل گئے
اب گفتگو رہی مری اُنکی نباہ مین

ہنگام شکوہ خوف اُٹھانے سے فائدہ
تم خود ہی بیٹھہ جاؤ دل دادخواہ مین

ہم دوسرے کو دیکھہ نہین سکتے اُنکے پاس
کیا آگیا ہے فرق ہماری نگاہ مین

بجلی گری کہ آہ پڑی بادہ خوار کی
ہلچل پڑی ہوئی ہے عجب خانقاہ مین

کیا سب کا خون گردن قاتل ہی پر رہا
اک بوند بہی لہو کی نہین قتلگاہ مین

کیون داغ دہلوی کی زبان مستند نہو
پیدا کیا خدا نے اُسے تختگاہ مین

خواب راحت سے وہ بیدار ہوئے ہین کہ نہین
فتنۂ حشر کے آثار ہوئے ہین کہ نہین

ہم سے جب وعدہ کیا تہا وہ بہت کمسن تہے
دیکھیے قابل اقرار ہوئے ہین کہ نہین

اب ہے عنقا مرض عشق و محبت کی دوا
کبہی پہلے بہی یہہ آزار ہوئے ہین کہ نہین

شاہد حال ترے دیدہ و دل ہین میرے
ان گواہونکے بہی اظہار ہوئے ہین کہ نہین

بوسۂ غیر نے کیا داغ لگائے دیکھو
نیلگون چاند سے رخسار ہوئے ہین کہ نہین

تیرے جلوہ نے دورنگی سے کیا ہی یکرنگ
متفق کافر و دیندار ہوئے ہین کہ نہین

گھر سے نکلین نہ کبھی پوچھہ نہ لین وہ جبتک
جمع دس بیس خریدار ہوئے ہین کہ نہین

وعدہ مہر و وفا یہہ تو ہی معمولی بات
ہمسے کچھہ اور بہی اقرار ہوئے ہین کہ نہین

اب جو تو مجھکو پھنساتا ہی بتا اے صیاد
کچھہ رہا اگلے گرفتار ہوئے ہین کہ نہین

بادۂ عشق مین سرشار جو ہین اے واعظ
ایسے میخوار گنہگار ہوئے ہین کہ نہین

آہ لب پر مرے آئی تو قیامت آئی
وہ بہی ہشیار خبردار ہوئے ہین کہ نہین

میری آنکہون سے ذرا جانچیئے اپنی قیمت
آپ بہی اپنے خریدار ہوئے ہین کہ نہین

داغ اِس فکر مین دن رات گُھلا جاتا ہے
مجھہ سے راضی مرے سرکار ہوئے ہین کہ نہین

چھین کر دل بت خودکام لئے جاتے ہین
لوٹ کر راحت و آرام لئے جاتے ہین

نظر آتا ہون نہ اُس بزم سے اُٹھہ سکتا ہون
ناتوانی سے بڑے کام لئے جاتے ہین

مر گیا کون شب وصل کی اُمید مین آج
کِسکا تابوت سر شام لئے جاتے ہین

گرچہ دیتے ہین زبان سے وہ شکایت کا جواب
دل مین کیا کیا وہم الزام لئے جاتے ہین

نامہ بر ایک بہی سچا نہین دیکھا ہمنے
سیکڑون مفت کے انعام لئے جاتے ہین

شکوۂ مہر و وفا کِس نے کہا کِس سے سُنا
پہر وہی آپ مرا نام لئے جاتے ہین

جب تصور مین کوئی پردہ نشین ہوتا ہی
دل سے آنکھہ کے بہت کام لئے جاتے ہین

عشق کرتا ہی مرے دل کی صفائی کیا کیا
آیسے مہمان سے بہی کام لئے جاتے ہین

ہوں جنت کا ہوا نقد عبادت زاہد
ہم کہین مال کہین دام لیے جاتے ہین

دل لیے جو ہم سے کہا ہی وہ ادا کرتا ہی
اپنا ہم آپ ہی پیغام لیے جاتے ہین

کیا مزا ہی کہ شکایت مین مزا آتا ہے
خود وہ الزام پر الزام لیے جاتے ہین

میکشو حضرت زاہد کی تلاشی لینا
کہ چھپائے ہوئے وہ جام لیے جاتے ہین

پہلے تو ایسے وفادار کو آزاد کیا
ہوں اب داغ کے ہمنام لیے جاتے ہین

صاف کب امتحان لیتے ہین
وہ تو دم دیکے جان لیتے ہین

یون ہی منظور خانہ ویرانی
مول میرا مکان لیتے ہین

تم تغافل کرو رقیبون سے
جاننے والے جان لیتے ہین

پھر نہ آنا اگر کوئی بھیجے
نامہ بر سے زبان لیتے ہین

اب بھی گر پڑکے ضعف سے نالے
سا توان آسمان لیتے ہین

تیرے خنجر سے بھی تو اے قاتل
نوک کی نوجوان لیتے ہین

اپنے بسمل کا سر ہی زانو پر
کس محبت سے جان لیتے ہین

یہہ سنا ہی مرے لئے تلوار
اک مرے مہربان لیتے ہین

یہہ نہ کہہ ہمسے تیرے منہہ مین خاک
اسمین تیری زبان لیتے ہین

کون جاتا ہی اس گلی مین جسے
دور سے پاسبان لیتے ہین

منزل شوق طے نہین ہوتی
ٹھیکیان ناتوان لیتے ہین

کر گذرتے ہین ہو بُری کہ بھلی
دل مین جو کچھہ وہ ٹھان لیتے ہین

وہ جھگڑتے ہین جب رقیبون سے
بیچ مین مجھکو سان لیتے ہین

ضد ہر اک بات مین نہین اچھی
دوست کی دوست مان لیتے ہین

مستعد ہوکے یہہ کہو تو سہی
آئیے امتحان لیتے ہین

داغ بھی ہی عجب سحر بیان
بات جسکی وہ مان لیتے ہین

نادان ہی دوست کچھہ خبر نیک و بد نہین
مجھہ بیگناہ پر یہہ ستم جسکی حد نہین

یہہ کیا کہا کہ غیر کو تجھہ سے حسد نہین
بنجاؤ تم گواہ تو اسکی سند نہین

بندیکو آسرا ہی فقط اُسکی ذات کا
اللہ کی مدد سے زیادہ مدد نہین

تجھسا ہی بلکہ تجھسے بہی اچھا ملیگا اور
تو اس صنمکدہ مین صنم ہی صمد نہین

ہمکو ملے تو لطف رہے ایجناب خضر
گردش زدونکو لذت عمر ابد نہین

ہم کس شمار مین رہے ہوکر خمیدہ پشت
یہہ حرف ہمزہ وہ ہی کہ جسکا عدد نہین

کیا دیکھکر نہال ہون شمشاد و سرو کو
وہ بانکپن وہ چال وہ بوٹا سا قد نہین

بچ بچکے میری قبر سے چلتا ہی کیون عدو
عشرت سرائے خلد ہی کنج لحد نہین

کیا فرض ہی کہ ہو بنی آدم ہی مین رقیب
شیطان رو سیاہ بھی تو لا ولد نہین

وہ دل کہان کہ تیری محبت ہو دلنشین
کوئی بھی ایسی روح کے قابل جسد نہین

خون جگر کہان صف مژگان کے واسطے
افسوس ایسی فوج کو ملتی رسد نہین

دشمن کو چار چاند لگے ہین تو کیا کرین | ہمکو کسی سے کینہ و بغض و حسد نہین
کیونکر رہے ہمیشہ طبیعت کا ایک حال | وہ بحر پھر ہی خاک اگر جزر و مد نہین

وہ امتحان کرین تو سہی سوز عشق کا
اے داغ داغ دل سے زیادہ سند نہین

دل گیا تمنے لیا ہم کیا کرین | جانے والی چیز کا غم کیا کرین
ہم نے مر کر ہجر مین پائی شفا | ایسے اچھّے کا وہ ماتم کیا کرین
اپنے ہی غم سے نہین ملتی نجات | اس بنا پر فکر عالم کیا کرین
ایک ساغر پر ہے اپنی زندگی | رفتہ رفتہ اس سے بھی کم کیا کرین
کر چکے سب اپنی اپنی حکمتین | دم نکلتا ہو تو ہمدم کیا کرین
دل نے سیکھا شیوۂ بیگانگی | ایسے نامحرم کو محرم کیا کرین
معرکہ ہے آج حسن و عشق کا | دیکھیے وہ کیا کرین ہم کیا کرین
آئینہ ہی اور وہ ہین دیکھیے | فیصلہ دونون یہہ باہم کیا کرین
آدمی ہونا بہت دشوار ہی | پھر فرشتے حرص آدم کیا کرین
تند خو ہے کب سنے وہ دل کی بات | اور بھی برہم کو برہم کیا کرین
حیدرآباد اور لنگر یاد ہی | اب کے دلّی مین محرّم کیا کرین

کہتے ہین اہل سفارش مجھ سے داغ
تیری قسمت ہی بری ہم کیا کرین

تماشائے دیر و حرم دیکھتے ہین — تجھے ہر بہانے سے ہم دیکھتے ہین

ہماری طرف اب وہ کم دیکھتے ہین — وہ نظرین نہین جنکو ہم دیکھتے ہین

زمانے کے کیا کیا ستم دیکھتے ہین — ہمین جانتے ہین جو ہم دیکھتے ہین

پھرے بتکدے سے تو اے اہل کعبہ — پھر آکر تمہارے قدم دیکھتے ہین

ہمین چشم بینا دکھاتی ہے سب کچھ — وہ اندھے ہین جو جام جم دیکھتے ہین

نہ ایمائے خواہش نہ اظہار مطلب — مرے منہہ کو اہل کرم دیکھتے ہین

کبھی توڑتے ہین وہ خنجر کو اپنے — کبھی نبض بسمل مین دم دیکھتے ہین

غنیمت ہے چشم تغافل بھی اُنکی — بہت دیکھتے ہین جو کم دیکھتے ہین

غرض کیا کہ سمجھین مرے خط کا مضمون — وہ عنوان و طرز رقم دیکھتے ہین

سلامت رہے دل بُرا ہے کہ اچھا — ہزارون مین یہہ ایک دم دیکھتے ہین

رہا کون محفل مین اب آنے والا — وہ چارون طرف دمبدم دیکھتے ہین

اُدھر شرم حایل اِدھر خوف مانع — نہ وہ دیکھتے ہین نہ ہم دیکھتے ہین

اُنہین کیون نہو دلربائی سے نفرت — کہ ہر دل مین وہ غم اَلَم دیکھتے ہین

جواب خط شوق لکھنا ہے مشکل — وہ گھڑیون شگاف قلم دیکھتے ہین

نگہبان سے بھی کیا ہوئی بدگمانی — اب اُسکو ترے ساتھ کم دیکھتے ہین

ہمین داغ کیا کم ہے یہہ سرفرازی — کہ شاہ دکن کے قدم دیکھتے ہین

دل مفت لو اگر نہ دون وہ یہہ کہے مین یون کہون / اسکے سوا ہی سوچ لون وہ یہہ کہے مین یون کہون

وصف لب عیسی کرون تقریر سحر آگین سنون / ہو فرق اعجاز و فسون وہ یہہ کہے مین یون کہون

انعام ہے چاہے خط رسان تو مین سناؤن گالیان / اسکو طمع مجھکو جنون وہ یہہ کہے مین یون کہون

دشمن کے طعنے جب سنون کیونکر نہ مین دشنام دون / بہجائیگا دریا سے خون وہ یہہ کہے مین یون کہون

ناصح سے وقت گفتگو کیا کیا ہوئی ہی رد و بد / بہتر ہی یہہ بدتر ہی یون وہ یہہ کہے مین یون کہون

جو یہہ کہے اچھا ہی تو اُس سے کہون جہوٹا ہی تو / کیونکر نہو حالت زبون وہ یہہ کہے مین یون کہون

دیکھا جو انداز صبا لائی خبر دل نے کہا / مین منکر فال و شگون وہ یہہ کہے مین یون کہون

کرتا ہی واعظ ہجو حق کہتا ہون مین ہی خوب شے / کیونکر نہو حجت فزون وہ یہہ کہے مین یون کہون

کہتا ہی ناصح کر دوا مجھکو طپش مین ہی مزا / کسطرح دلکو ہو سکون وہ یہہ کہے مین یون کہون

کیا دیکھیے ہو وقت پر قاصد چلا ہی سوچکر / وہ یہہ کہے مین یون کہون وہ یہہ کہے مین یون کہون

وہ چاہتا ہی فصل ہو مین چاہتا ہون وصل ہو
اے داغ کس آفت مین ہون وہ یہہ کہے مین یون کہون

اے رنج و مصیبت کے دن گذارے ہین / کبھی جو لڑ گئی قسمت تو وارے نیارے ہین

خدا کی شان کریمی کا پوچھنا کیا ہی / غضب تو یہہ ہی گنہگار ہم تمہارے ہین

ازل سے سوختہ قسمت رہے ہین ترے عاشق / ستارے اُنکے نصیبون کے کیا شرارے ہین

گلہ کیا جو رقیبون کا اُسنے فرمایا / تمہارے دوست ہی سب ملے ہی ہمارے ہین

بُرا نہ جان حسینون کو مان اے واعظ / خدا گواہ یہہ بندے خدا کے پیارے ہین

تمہاری چشم فسون ساز سے نہین شکوہ ۔ ہمین ہی خوب خبر جنکے یہہ اشارے ہین

بگڑ گئی ہی طبیعت بدل چکا ہی مزاج ۔ نہ تم ہمارے ہو اب سے نہ ہم تمہارے ہین

وفا کرو کہ جفا اختیار ہے تمکو ۔ برے ہین یا ہین بھلے جیسے ہین تمہارے ہین

کھلے نہ باب اجابت تو کیا کرے کوئی ۔ بہت دعا نے پکارا ہی ہاتھہ مارے ہین

بھٹکتی پھرتی ہین آہین تباہ ہین نالے ۔ رفیق دل کے سہارے بیسہارے ہین

ہمارے دل کو اگر لوٹ لو تو ہم جانین ۔ کہ تمنے ایک زمانہ کے مال مارے ہین

تری ادا جو قضا ہو تو کچھہ نہین پروا ۔ ڈرین گے موت سے کیا دل جو کرارے ہین

زمین پہ شکل مہ و مہر ہین حسین لاکھون ۔ فلک پہ دو ہی تو چمکے ہوے ستارے ہین

وہ تند خو ہی تو ہو **داغ** کچھہ نہین پروا
مزاج بگڑے ہوے سیکڑون سنوارے ہین

یہ لطف زہد و رندی ہی کہ ہر فرقہ مین داخل ہون ۔ کوئی دن اُنمین شامل ہون کوئی دن اِنمین شامل ہون

وہ مہمان ہون جہان ہستی مین غیر اہل محفل ہون ۔ ہزارون جان کی اک جان لاکھون مین اک دل ہون

مزا ہی تجھہ مین کیا ای سوز الفت واہ قایل ہون ۔ جگر بھی لوٹتا ہی اس تمنا مین کہ مین دل ہون

ضعیفی پر جناب خضر کی کیا رحم آتا ہی ۔ وہ جس منزل مین ہین مین اُنسے آگے چند منزل ہون

برابر کا نہ ہو کوئی تو لطف خودنمائی کیا ۔ وہ کہتا ہی کہ کیونکر آپ اپنے سے مقابل ہون

چھپایا تہا بہت کمبخت کو دزدیدہ نظرون سے ۔ پکار اُٹھا مرے پہلو مین اُٹھ حاضر ہون مین دل ہون

ترے لب پر زبان پہ تیری میرا نام کیون آئے ۔ اُسے بھی عار آتی ہی کہ کیون جھگڑون مین شامل ہون

شکون بد تر ہی میری بیقراری اُس سے بھی بدتر
ٹھہرنے کیلئے حسرت تڑپنے کے لیئے دل ہون

نگاہ شوق نے کی عرض حاجت وہ بھی ڈر ڈر کر
کبھی ہنگامہ نہین اپنی زبان سے مین وہ سایل ہون

زمانہ کیا ستائیگا فلک آزار کیا دیگا
مصیبت اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی کہ بیدل ہون

مجھے ساری بلائین ہجر کی شب دیکھنی ہونگی
جگا دے لیکے چٹکی درد دل جسوقت غافل ہون

نکالی چارہ گر ناحق کا صرفہ زہر دیتے مین
جو مرنیکے نہین قابل تو کیا جینے کے قابل ہون

کہین میری روانی ہی کہین افتادگی میری
کہین مین آب دریا ہون کہین مین خاک ساحل ہون

وہان ہی زاہد ایسے آدمی کی کیا بسر ہوگی
نہ جنت میرے قابل ہی نہ مین جنت کے قابل ہون

کرے تو پابجولان اپنے ہاتون سے جنون جسکو
جنون کو بھی یہہ سودا ہی کہ پابند سلاسل ہون

ترا کوچہ اگر فردوس ہی تجھکو مبارک ہو
مجھے کیا فائدہ کیون جیتے جی جنت مین داخل ہون

محبت اور پہر میری محبت چھپ سکے کیونکر
وہان اثبات پر اثبات ہی مین دل مین قائل ہون

خدا کی مہر ہی شاہ دکن کی قدر دانی سے
کہ مین آرام سے خوشحال ہون ای داغ خوشدل ہون

جہان ہون جسجگہ ہون ہمدم اصحاب کامل ہون
نظر آنکھون مین ہون منہ مین زبان ہون سینے مین دل ہون

کھٹکتا ہون ہر اک کو کیا شریک اہل محفل ہون
کہان بیٹھون کہان اُٹھون الٰہی کسکے شامل ہون

جسے مین راہ پر لاؤن مجھے وہ راہ پر لائے
کہین مین ہادی منزل کہین گم کردہ منزل ہون

جو تو ہی خود نما تو مین بھی ہون آئینہ عرفان
مخاطب سے مخاطب ہون مقابل سے مقابل ہون

پتے کی کہہ رہا ہون سچّی سچّی بیخودی مین بھی
عجب مجذوب سالک ہون عجب ہشیار غافل ہون

محبت کی نشانی دفتر عالم مین ہی مجھہ سے
نہ کوئی مدزاید ہون نہ کوئی حرف باطل ہون

خدا نے خیر کر لی بچگئی وہ زبان سے غرت
یہی کہنا پڑا کچھہ مانگنے آیا ہون سایل مین

ذرا سے ضبط غم پر یہہ شکایت ہونے لگتی ہی
مجھے جسطرح چاہے رکھہ ترا قیدی ترا دل ہون

نہ روکے سے رُکے وہ چلتے چلتے کہہ گئے یہہ بہی
ٹھہر جاؤن جو ٹہیرانے سے کیا مین اپکا دل ہون

کبہی جینے کی تدبیرین کبہی مرنیکے سامان ہین
کبہی اپنا مسیحا ہون کبہی مین اپنا قاتل ہون

لیا اقرار جرم عشق اُنکے شاد کرنیکو
اب آفت آگئی اپنی زبان سے آپ قایل ہون

کہان کی داد خواہی حشر مین جب یہہ کہا اُسنے
ترا جی چاہتا ہی مین گنہگارون مین داخل ہون

اِسیکو اتحاد عاشق و معشوق کہتے ہین
پکار اُٹھتا ہی خود مجنون کہ مین لیلاے محمل ہون

زمین سے آسمان تک جتنے ہین جانے والے
مجھے دیکھو کہ مین اپنے کئے سے آپ غافل ہون

بنا جاتا ہی محشر بہی تو مقتل کیا تماشا ہی
ہر اک کو آرزو ہی کشتۂ انداز قاتل ہون

چُراتا ہون نگاہ یاس و حسرت ورنہ اے قاتل
تجھے بہی اک اشارے مین لٹا دون مین وہ بسمل ہون

خدا جانے فلک کو **داغ** مجھسے کیون عداوت ہے
کسی فن مین نہ لایق ہون نہ فایق ہون نہ کامل ہون

جل کے ٹھنڈے ہوے ترے غم مین
ہمکو جنت ملی جہنم مین

کچھہ ترا شوق کچھہ تری حسرت
اور رکھا ہی کیا ہی اب ہم مین

عرق آلودہ رُخ ترا شب وصل
غرق ہے آفتاب شبنم مین

کیا اسی ناز کی پہ دعوی ہی
آپ پہرتے ہین چشم عالم مین

چل گئی چال آپ کی ہم پر — سید ہے سادے تھے آگئے دم مین
ہوگیا عید اُن کو میرا سوگ — قہقہے اُڑ رہے ہین ماتم مین
رُوسیاہی گئی نہ اے زاہد — ڈوب مرنا تھا چاہِ زمزم مین
بزم دشمن مین کسطرح مرتا — موت آتی نہین جہنم مین
دل کی قیمت بہت ہے نیم نگاہ — یہہ نہ تو آئے گا اِس سے بھی کم مین
دل کو آشفتگی نے کیون گھیرا — یہہ بھی ہو جیسے زلف برہم مین
جب سے دیکھی ہے ہمنے تیری پلک — پڑگیا بال چشم پُرنم مین
اب عنایت ہے کیون خدا کے لئے — کون سی بات بڑھ گئی ہم مین

**داغ** کو وہ جلا کے کہتے ہین
ہمنے روشن کیا ہے عالم مین

شکر بھی ٹھہرا شکایت مین کرون تو کیا کرون — بات کرنی ہے قیامت مین کرون تو کیا کرون
کردیا مجبور اِس عاشق مزاجی نے مجھے — آہی جاتی ہے طبیعت مین کرون تو کیا کرون
جتنی باتین کام کی تہین کرگئے سب اہل عشق — نوگرفتارِ محبت مین کرون تو کیا کرون
التجائین جسقدر تہین اُس بُت کافر سے کین — اب خدا سے عرض حاجت مین کرون تو کیا کرون
اُنکو عادت جور کی ہے وہ کرین تو کیا کرین — ترک عادت ہے عداوت مین کرون تو کیا کرون
پا برہنہ دشت ویراں اور منزل راہ سخت — تو بتا اے شام غربت مین کرون تو کیا کرون
دل تو ہے اُنکی نظر مین کیا بہانہ چل سکے — دوستو حاضر محبت مین کرون تو کیا کرون

میرے لاشہ پر کہا کیا بیوفا یہہ شخص تہا
بے مروت سے مروت مین کرون تو کیا کرون

یہہ کسی نے سچ کہا ہی بندگی بیچارگی
شکوۂ آزار قسمت مین کرون تو کیا کرون

مجہہ سے فرماتے ہین وہ یہہ تو خدا کا کام ہی
تیری تسکین طبیعت مین کرون تو کیا کرون

ہوش ہی جاتے رہین تو آدمی کیا کر سکے
دیکہہ لون جب اچہی صورت مین کرون تو کیا کرون

دل سے وہ کافر صنم نکلے تو سب کچہہ ہو قبول
جا کے مسجد مین عبادت مین کرون تو کیا کرون

دل نے کی ہی جو خطا اپنے کئے کو پائیگا
ایسے مجرم کی شفاعت مین کرون تو کیا کرون

ضبط غم ہی ناصح مشفق کیا دو چار دن
اور اے حضرت سلامت مین کرون تو کیا کرون

کر دیا شاہِ دکن نے **داغ** مستغنی مجہے
آرزوئے جاہ و دولت مین کرون تو کیا کرون

اِس ادا سے وہ جفا کرتے ہین
کوئی جانے کہ وفا کرتے ہین

یون وفا عہد وفا کرتے ہین
آپ کیا کہتے ہین کیا کرتے ہین

ہمکو چہیڑوگے تو پچہتاؤگے
ہنسنے والون سے ہنسا کرتے ہین

نامہ بر تجہکو سلیقہ ہی نہین
کام باتون مین بنا کرتے ہین

چلئے عاشق کا جنازہ اُٹہا
آپ بیٹہے ہوئے کیا کرتے ہین

یہہ بتاتا نہین کوئی مجہکو
دِل جو آتا ہی تو کیا کرتے ہین

حسن کا حق نہین رہتا باقی
ہر ادا مین وہ ادا کرتے ہین

تیر آخر بدل کافر ہے
ہم اخیر آج دعا کرتے ہین

کسقدر ہین تری آنکھین بیباک
اسلئے نیتنے ہی حیا کرتے ہین

روتے ہین غیر کا رونا پہرون
یہہ ہنسی مجہسے ہنسا کرتے ہین

اس لئے دل کو لگا رکہا ہے
اس مین محبوب رہا کرتے ہین

تم ملوگے نہ وہان بہی ہمسے
حشر سے پہلے گلا کرتے ہین

جہانک کر روزنِ در سے مجہکو
کیا وہ شوخی سے حیا کرتے ہین

اُسنے احسان جتا کر یہہ کہا
آپ کس منہہ سے گلا کرتے ہین

روز لیتے ہین نیا دل دلبر
نہین معلوم یہہ کیا کرتے ہین

داغ تو دیکھہ تو کیا ہوتا ہے
جبر پر صبر کیا کرتے ہین

انکو کہان ہے صبر وتحمل عتاب مین
دم بہر کے بعد اور خط آیا جواب مین

کیون منکر اسقدر ہے رقیبون کے باب مین
انکے گنہ بہی ڈالدو میرے حساب مین

دیکہا دل انکا غیر نے سینے پہ رکہہ کے ہات
وہ کاش دیکہتے نہ مجہے اضطراب مین

صوفی کو اجتناب ہے واعظ کو احتراز
کیا زہر گہل گیا ہے الٰہی شراب مین

یارب نہ پوچہہ عرصۂ محشر مین ازدلی
کرتا ہون مین حجاب کی باتین حجاب مین

عاشق تو کب دہین گے فرشتون سے بعد مرگ
تکرار ہو نہ جاے سوال وجواب مین

دل دیکے مفت مول لیا پہر ہزار بار
اپنے دہوین بکہر گئے عہدِ شباب مین

اُسنے بغیر خط کے پڑہے لکہدیا جواب
یہہ بات بہی ہے لکہنے کے قابل کتاب مین

تر بتر ہوئے ہین کیسے وہ برسے ہین کسقدر — لگتی لگاتی بات جو کہدی عتاب مین

آؤ نہ اتنی دیر ہمین تم کرین کلام — روزِ جزا ابھی ہے توقف حساب مین

مین دیکھتا ہون دیکھتے ہی وصل ہجر بھی — تعبیر مجکو خواب کی ملتی ہے خواب مین

پوچھے تو کوئی حضرتِ داغ سے اتنی بات — ایسے ہی تھے جناب بھی عہدِ شباب مین

آنکھ اپنی بند ہوتے ہی پردہ سے اٹھ گیا — دیکھا تھا ہمنے خاک جہانِ خراب مین

تم مجھپہ جور کرکے پشیمان بھی نہین — مین تمسے دل لگاکے پڑا کس عذاب مین

کچھ ہوش ہو تو داغ کو سمجھائیں نیک و بد
ڈوبا ہوا ہے نشۂ جامِ شراب مین

یا تو ایسی مہربانی مجھپہ یا کچھ بھی نہین — ابتدا ہی ابتدا تھی انتہا کچھ بھی نہین

بعد شوخی کے تری طرزِ حیا کچھ بھی نہین — وہ ادائے دلربا تھی یہ ادا کچھ بھی نہین

دیکھکر تصویرِ یوسف کہدیا کچھ بھی نہین — آپ ہی سب کچھ ہین گویا دوسرا کچھ بھی نہین

پوچھنے والون نے میرا ناک مین دم کردیا — جسنے پوچھا حال کچھ کہنا پڑا کچھ بھی نہین

گر نہو عمرِ جوان و شاہد و سامانِ عیش — بے مزہ ہے زندگی اسکا مزا کچھ بھی نہین

انکو خط لکھا ہے سو پہلو بچاکر خوف سے — ہے عبارت ہی عبارت مدعا کچھ بھی نہین

سیکڑون دین جھڑکیان مجکو ہزارون گالیان — اور پھر کہتے ہین مین نے تو کہا کچھ بھی نہین

سنکے حالِ دل مرا رکھتے ہین وہ کانون پہ ہات — ہائے اس انداز سے گویا سنا کچھ بھی نہین

اس ستم پہ صبر کرنا یہہ ہمارا کام ہے — آپ کے نزدیک تسلیم و رضا کچھ بھی نہین

جب نہو قدرِ وفا اپنی وفا ہے بے نشان
ہمنے یہہ مانا اگر ہے بھی تو کیا کچھہ بھی نہین

تم اگر بیداد گر ہو تو خدا ہے دادگر
یہہ نہ سمجھو پرسش روز جزا کچھہ بھی نہین

آگے اُس بیگانہ وش کے ہیچ ہین سب کوئی ہو
آشنا کچھہ بھی نہین نا آشنا کچھہ بھی نہین

بیخودی ہے وصل مین یا چھائی ہے تیری حیا
دیکھتا سب کچھہ ہون لیکن سوجھتا کچھہ بھی نہین

اپنے دم کو آدمی ہر دم غنیمت جان لے
خاک کا پھر ڈھیر ہے بعد فنا کچھہ بھی نہین

تو نے قسّام ازل غیرونکو کیا کیا کچھہ دیا
داغ ہر محروم اسکے نام کا کچھہ بھی نہین

زندگی کا نہین سامان سرِ مو دل مین
مژۂ یار نے کیا پھیر دی جھاڑو دل مین

ایک تیرے ہی نہ رہنے سے رہا کیا کیا کچھہ
کوئی حسرت نہ رہی جبسے رہا تو دل مین

یہی دھڑکا ہے کہ خالی نہ رہے وصل کی شب
دل ہے پہلو مین تو ہے آپکا پہلو دل مین

اشک پیتا ہون اگر ضبط محبت کے لئے
ریزے الماس کے بنجاتے ہین آنسو دل مین

سانپ سا لوٹ رہا ہے شب ہجران کیا کیا
لہرین لیتا ہے خیال خم گیسو دل مین

ساتھہ ہر سانس کے آجاتی ہے پھولون کی مہک
بس گئی ہے گل عارض کی جو خوشبو دل مین

ضعف اس درجہ بڑھا ہے کہ الٰہی توبہ
درد بھی اب تو بدلتا نہین پہلو دل مین

اب کہان ہوش کہان صبر کہان تاب و توان
کر گئی گھر یہہ تری نرگس جادو دل مین

تیر کی طرح سے چلتی ہین نگاہین دلبر
تیغ کی طرح اُتر جاتے ہین ابرو دل مین

پہلوے غیر مین بیٹھے وہ نظر آتے ہین
سوچتا ہون جو کبھی وصل کا پہلو دل مین

کیا کہون گڈتے ہین ذرات مجھے سولی پر
جب سمایا ہی کسیکا قد دلجو دل مین

روح قالب مین ہی یا غنچہ مین بو ہی نہان
بند شیشے مین پری ہی کہ پریرو دل مین

نوک پیکان جو اُدہر ہی تو ادہر لب سوفار ادہر
تیر سفاک ہوا خوب ترازو دل مین

اب وہ آتے ہین نکلنے کے لئے ہونٹون پا
آرزو بیٹھ رہی چھپکے کہان تو دل مین

خلش و حسرت و بیتابی و آزار و الم
سب کے سب ایکطرف سب سے سوا تو دل مین

شیوۂ راستی ایسا ہی دکن مین ای **داغ**
بل نہین رکھتے مسلمان سے ہندو دل مین

کسیکا مجکو نہ محتاج رکھ زمانے مین
کمی ہی کونسی یا رب ترے خزانے مین

اس انفعال سے گھر چھوڑنا پڑا مجھکو
وہ آج آئینگے میرے غریب خانے مین

جو ہو اجازت صیاد و طاقت پرواز
قفس کو لیکے چلا جاؤن آشیانے مین

رقیب بھی تو اُسے کان رکھ کے سنتے ہین
عجب طرح کا مزہ ہی مرے فسانے مین

نہ باز آ دل مضطر سوال سے پیہم
وہ سوچتے ہین ابھی دیر ہی بہانے مین

لڑین وہ میری عوض تجھسے رحم کہا کہا
اگر ہون لیلی و شیرین ترے زمانے مین

ملا نہ خرمن ہستی سے کچھ سوائے اجل
بھرا ہی زہر مگر اسکے دانے دانے مین

ہمارے دل پہ لگا ہین تو وہ خدنگ نگاہ
میں تیر ڈوب کے رہجائیگا نشانے مین

سر نیاز کے جھکتے ہی آنکھ سے دیکھا
بھرا ہی جلوہ عجب تیرے آستانے مین

نہ رکھے مجھے قفس آہنی مین ای صیاد
بجائے خار تنکے گل ہین مرے آشیانے مین

مرے وکیل بنے ہین جو حضرت ناصح
یہہ فکر ہی اُنہین کیا دونگا محنتانے مین

پڑہینگے حضرت زاہد وہان ہی جاکے نماز
بنیگی چہوٹی سی مسجد شراب خانے مین

مآلِ کار خدا جانے **داغ** کیا ہوگا
خدا سے کام پڑا آخری زمانے مین

وہ دشنام لاکہون مجہے دے رہے ہین
مزے لینے والے مزے لے رہے ہین

تسلی مرے دل کو کیا دے رہے ہین
کلیجے مین وہ چٹکیان لے رہے ہین

عجب خوبیان خوبرویون مین دیکہین
برائی مین ہی سب سے اچہے رہے ہین

رقیبون کی ہی چاندنی چار دن کی
ہمیشہ کہین دَور دَورے رہے ہین

وہان خاک اُڑتی ہی اب والے حسرت
جہان سالہا سال جلسے رہے ہین

مزہ دے گیا ہی فسانہ ہمارا
مہینون وہان اسکے چرچے رہے ہین

جدہر سے وہ گذرے قیامت بپا تہی
کہ نقشِ قدم تک تڑپتے رہے ہین

عدم کو چلے جائینگے پہر مین ہم
اکیلے رہینگے اکیلے رہے ہین

محبت مین اچہا نہین دوڑ چلنا
جو آگے چلے ہین وہ پیچہے رہے ہین

نصیبون سے ملتا ہی دردِ محبت
یہان مرنے والے ہی اچہے رہے ہین

یونہین روزِ محشر ہی انکار ہوگا
کبہی میری سنکر وہ چپکے رہے ہین

یہہ حجت نئی ہی کہ اب دل کو واپس
نہین لیتے ہم اور وہ دے رہے ہین

جنہین اُسنے لکہا ہی حرفِ تسلی
وہ کمبخت برسون تڑپتے رہے ہین

خدا زندہ رکھے مرے دوستون کو
بہت چل بسے اور تھوڑے رہے ہین

داغ

گئی داغ کے ساتھ مہر و محبت
فقط اب تو دعوے ہی دعوے رہے ہین

خط مین لکھے ہوئے رنجش کے کلام آتے ہین
کس قیامت کے یہہ نامے مرے نام آتے ہین

تاب نظارہ کسے دیکھے جو اُنکے جلوے
بجلیان کوندتی ہین جب لب بام آتے ہین

تو بہی حشر مین تجہسے جو نہ یہہ کہوا دُون
دوست ہوتے ہین جو وقت پہ کام آتے ہین

رہبر راہ محبت کا خدا حافظ ہے
اسمین دو چار بہت سخت مقام آتے ہین

وہ ڈرا ہون کہ سمجہتا ہون یہہ دہوکا تو نہو
اب وہان سے جو محبت کے پیام آتے ہین

صبر کرتا ہے کبہی اور تڑپتا ہے کبہی
دل ناکام کو اپنے ہی کام آتے ہین

نہ کسی شخص کی عزت نہ کسیکی توقیر
عاشق آتے ہین تمہارے کہ غلام آتے ہین

رسم تحریر بہی مٹ جائے یہی مطلب ہے
اُنکے خط مین مجہے غیرونکے سلام آتے ہین

وصل کی رات گذر جائے نہ بے لطفی مین
کہ مجہے نیند کے جہونکے سر شام آتے ہین

گریہ و نالہ و حسرت ہو کہ ارمان وصال
آنے والے تری فرقت مین تمام آتے ہین

داغ

داغ کی طرح سے گل ہوتے ہین صدقے قربان
بہر گلگشت چمن مین جو نظام آتے ہین

ہوا رشک عدو بہی عاشقی مین
لگا دی اور قسمت نے لگی مین

کرون کیا چار دن کی زندگی مین
رہی جاتی ہے حسرت جی کی جی مین

بتون سے اب معافی چاہتا ہون — خدا سے کچھہ کہا تھا بیخودی مین
نہ اِترا اے دلِ نادان شبِ وصل — کوئی غم ہو ہی جاتا ہی خوشی مین
مری جانب سے ای قاصد یہہ کہنا — تجھے مین دیکھہ لیتا زندگی مین
غضب وہ ہر ادا پر اُسکا کہنا — بھلا یہہ بات دیکھی ہی کسی مین
اکیلے بیٹھکر کیا سوچتے ہو — یہہ تنہائی ہی داخل بیکسی مین
تمہین کُھل جائیگی دل کی تمنا — ابھی ہی بند خوشبو اِس کلی مین
وہ لیکر کیا کرین عشاق کے دل — کسی مین داغ ہی کانٹا کسی مین
عدو سے ملکے پھر ایسی ڈھٹائی — ذرا شرمائے ہوتے اپنے جی مین
دیا دل ہمنے اُنکو یہہ سمجھکر — کہ اپنی جان بچتی ہی اسی مین
نہو راحت نصیب اہلِ زمین کو — ہمیشہ ہی فلک اِس پیروی مین
وہ بگڑے ذکرِ دشمن پر شبِ وصل — غضب کا رنج پہلا ہی خوشی مین
تجھی پر جان دیتا کیون زمانہ — اگر یہہ بات ہوتی ہی کسی مین
نہ دیکھا سایۂ دیوار تک بھی — بہت چکر لگائے اُس گلی مین
دلِ ویران کے ظاہر پر نہ جاؤ — نہونے پر بھی سب کچھہ ہی اسی مین
ترا آزردہ ہونا بھی ادا ہے — مگر وہ دل لگی مین یا ہنسی مین
پری سے نقشہ اچھا حور سے آنکھہ — تری صورت نہین ملتی کسی مین
عداوت اُنکی ظاہر ہو نہ اُلفت — وہی ہی جو سمجھہ لو اپنے جی مین

تمہین کیا چہیڑ کر خوش ہون وہ ای داغ
کہ تم تو رو دیتے ہو ہنسی مین

اثر ہر خار حسرت کے بیان مین — کہ اسکے حرف چبہتے ہین زبان مین
نزاکت سے نہ آئے جو گمان مین — کوئی کیا لائے اسکو امتحان مین
سپئے تہے اشک جو عشق نہان مین — وہ چہالے بنکے پہوٹے ہین زبان مین
کہلے گر بال و پر اسکے تو صیاد — قفس رکہا ہوا ہر آشیان مین
ہوئی جاتی ہر عالم کی صفائی — رہو تم امتحان ہی امتحان مین
نہین مرنیکا اپنے غم یہہ غم ہر — کہ پہر آنا نہوگا اس جہان مین
یہہ ممکن تہا کہ رسوائی نہوتی — سمائی بہی ہو تیرے رازدان مین
مقدر نے دکہایا مین نے دیکہا — نہ تہا جو کچہہ مرے وہم و گمان مین
ادہر وحشت ادہر ہر خوف صیاد — کبہی تنہا کبہی مین کاروان مین
یہہ کہکر وہ مرے دل مین نہ ٹہیرے — ہمین ہوتی ہر وحشت اس مکان مین
غنیمت ہر جو وہ کرتے نہین بات — ہماری موت ہر انکی زبان مین
خدا کے آگے سچ کہنا پڑیگا — زبان میری لگا لینا زبان مین
سنا دے قصہ خوان انکو مرا حال — لگا دے یہہ بہی ٹکڑا داستان مین
ہوا اگر ٹہی ہوئی ہر کچہہ چمن کی — چلو اے ہمصفیرو آشیان مین
نہین سہے انتہا اہل وفا کی — بہت دشواریان ہین امتحان مین

کیا ہے عاشقون نے اُسکو بدنام — برائی کونسی ہے آسمان مین
جو کچھہ کہتے ہو مُنہہ سے کر دکھاؤ — دھرا کیا ہے فقط خالی بیان مین
چلے آتے ہین وہ مقتل سے ناخوش — بُرا نکلا ہی کوئی امتحان مین
نمودِ حسن کو ہے عشق درکار — بہت ہوتے ہین یوسف کاروان مین
مرے دِل کو مرے نالونکو رُوکے — اگر طاقت ہی تیرے پاسبان مین
چل ای شوقِ ستم اُس سرزمین پر — جو ہو کچھہ ملتی جلتی آسمان مین
کہا دِل تہا مگر اُس سنگدل نے — اثر ہی دردمندون کی فغان مین

کہا سب نے کلام **داغ** سنکر
غنیمت ہے یہہ دم ہندوستان مین

دم نہین دل نہین دماغ نہین — کوئی دیکھے تو اب وہ **داغ** نہین
گر قناعت نہین ہی انسان کو — کبھی حاصل اسے فراغ نہین
ایسے ویرانے ہین وہ کیون آئین — خانۂ دل ہی خانہ باغ نہین
بات کرنی تو بار ہے تمکو — بات سننے کا بہی دماغ نہین
تہی زمانے مین روشنی جسکی — ہائے اُس گہر مین اب چراغ نہین
مست کردے نگاہ سے ساقی — حاجتِ ساغر و ایاغ نہین
فصل گل جوش پر ہی اکبے برس — دِل افسردہ باغ باغ نہین
کہوج ملتا ہی ہر مسافر کا — عمرِ رفتہ کا کچھہ سراغ نہین

داغ کو کیون مٹائے دیتے ہو
دِل سے ہو دور یہہ وہ داغ نہین

نیند آئے جو کسی رات یہہ ممکن ہی نہین
مجھپہ گذرے نہ قیامت وہ کوئی دن ہی نہین

دم شماری دِل مہجور بُری ہوتی ہے
جان کی خیر اِسی مین ہر کہ تو گن ہی نہین

قابل دید ہہ بیتابی دِل کا مضمون
حرف کوئی مرے مکتوب مین ساکن ہی نہین

کس بھروسے پہ دکھاؤن نگہہ یار کو دل
چور کا سارے جہان مین کوئی ضامن ہی نہین

ہر لڑکپن کا زمانہ وہ ادا کیا جانین
ابھی موسم ہی نہین دن ہی نہین سِن ہی نہین

مانگتا ہون جو دعا وصل کی اونکے آگے
چپکے چپکے وہ کہے جاتے ہین ممکن ہی نہین

غیر آسیب ہر سایئے سے بہی اُسکے بچنا
آدمیت ہو اگر اُس مین تو وہ جن ہی نہین

کون گرداب محبت سے نکالے مجھکو
آشنا کوئی مددگار و معاون ہی نہین

آپ کے دل کی خبر کیون نہو میرے دلکو
کیا زمانے مین کوئی صاحب باطن ہی نہین

آپ ہی حضرت ناصح کوئی تدبیر کرین
آپ سا کوئی مرا مشفق و محسن ہی نہین

کسکو اے داغ سنائین غزل اپنی لکھکر
میر و مرزا ہی نہین غالب و مومن ہی نہین

خدا سے گفتگو ہر اور مین ہون
کل اے بے مہر تو ہر اور مین ہون

اُدہر محفل مین ہین پروانہ و شمع
اِدہر وہ شمع رو ہر اور مین ہون

شب وصل عدو ہر اور تو ہے
دِل پُر آرزو ہر اور مین ہون

نکالوں چھانکر ساری خدائی
اب اسکی جستجو ہے اور میں ہوں

مے و ساغر کہاں روز جدائی
مرے دل کا لہو ہے اور میں ہوں

تن بے سر سے ہے قاتل کی تعریف
صدائے بے گلو ہے اور میں ہوں

ہمیشہ تازہ گلرو دیکھتا ہوں
بہار رنگ و بو ہے اور میں ہوں

نکالی چھیڑ گر مجھسے سر بزم
سمجھ لو پھر عدو ہے اور میں ہوں

نہ چھوڑونگا دل خون گشتہ تجھکو
کہ اب تیرا لہو ہے اور میں ہوں

نہ آئے اور کوئی دم تو پھر کیا
یہ نہیں سی آرزو ہے اور میں ہوں

کہیں جمتی نہیں اپنی طبیعت
خیال چارسو ہے اور میں ہوں

ملیں گے کل کہ وہ سمجھینگے سب مجھسے
کہا ہے **داغ** تو ہے اور میں ہوں

صبح تک دل کو ڈالے شب غم دیتے ہیں
جسکو تم دیتے نہیں اُسے ہم دیتے ہیں

حسب خواہش وہ کہاں رنج و الم دیتے ہیں
مانگنے والے کو آزار بھی کم دیتے ہیں

خاک دیتے ہیں جو یوں اہل کرم دیتے ہیں
سو بتاتے ہیں اگر ایک درم دیتے ہیں

وعدہ کرنیکو وہ تیار تھے سچے دل سے
میں نے کمبخت یہ جانا مجھے دم دیتے ہیں

کس نے خوشبو سے بسایا ہے کفن کو میرے
کہ دعائیں مجھے سب اہل عدم دیتے ہیں

وہ جو ارشاد کریں یاد رہے یا نہ رہے
نامہ بر ہم تجھے قرطاس و قلم دیتے ہیں

مجھسے وہ کہتے ہیں پروانے کو دیکھا تو نے
دیکھ یوں جلتے ہیں اسطرح سے دم دیتے ہیں

خاکساران محبت کا یہی تو ہی علاج
کھول کر آنکو ترا نقش قدم دیتے ہین

سادگی ہی کہ شرارت ہی جو ہر بات پہ وہ
میرے دشمن کو مرے سر کی قسم دیتے ہین

عہد لیتے ہو کہ پھر بوسہ نہ لینا دیکھو
دینے والے بھی کہین لے کے قسم دیتے ہین

طعنۂ الفت دشمن پہ کہا ظالم نے
ایک سے لیتے ہین دل ایک کو ہم دیتے ہین

مدعا یہہ ہی تڑپتا ہی سسکتا ہی رہے
کھولکر آب بقا مین مجھے سم دیتے ہین

دلشکن اُنسے زیادہ کوئی لکھیگا جواب
کس لئے ہات مین دشمن کے قلم دیتے ہین

تو وفا کرتی جو ای عمر روان کیا ہوتا
بیوفائی پہ تری سیکڑون دم دیتے ہین

زاہدون کو برکت کا ہی مہینا رمضان
فاقے کرتے ہین مگر کب یہہ بہم دیتے ہین

ابر نیسان کے ہر اک قطرے پہ یہہ کہتی ہی صدف
واہ دل کھول کے یون اہل کرم دیتے ہین

رنج دینے کا عبث **داغ** ہی شکوہ اُن سے
جسکو دیتا ہی خدا اُسکو صنم دیتے ہین

کیون چراتے ہو دیکھکر آنکھین
کر چکین میرے دل مین گھر آنکھین

ضعف سے کچھہ نظر نہین آتا
کر رہی ہین ڈگر ڈگر آنکھین

چشم نرگس کو دیکھہ لین پھر ہم
تم دکھا دو جو اک نظر آنکھین

ہی دوا انکی آتش رخسار
سینکتے ہین اُس آگ پر آنکھین

کوئی آسان ہی ترا دیدار
پہلے بنوائے تو بشر آنکھین

جلوۂ یار کی نہ تاب ہوئی
لوٹ آئین ہین کسقدر آنکھین

دِل کو تو گھونٹ گھونٹ کر رکھا ۔۔۔ مانتی ہی نہین مگر آنکھین
نہ گئی تاک جھانک کی عادت ۔۔۔ لئے پھرتی ہین دربدر آنکھین
کیا یہہ جادو بھرا نہ تھا کاجل ۔۔۔ سرخ کرلین جو پونچھکر آنکھین
ناوک و نیشتر تری پلکین ۔۔۔ سحر پرداز و فتنہ گر آنکھین
یہہ نرالاہی شرم کا انداز ۔۔۔ بات کرتے ہو ڈہانک کر آنکھین
خاک پر کیون ہو نقش پا تیرا ۔۔۔ ہم بچھائین زمین پر آنکھین
نوحہ گر کون ہی مقدر پر ۔۔۔ رونے والون مین ہین مگر آنکھین
یہی رونا ہی گر شبِ غم کا ۔۔۔ پہوٹ جائین گی تا سحر آنکھین
حال دل دیکھنا نہین آتا ۔۔۔ دل کی ہوائین چارہ گر آنکھین

**داغ** آنکھین نکالتے ہین وہ
اُنکو دیدو نکال کر آنکھین

سب لوگ جدہر وہ ہین اُدہر دیکھہ رہے ہین ۔۔۔ ہم دیکھنے والون کی نظر دیکھہ رہے ہین
تیور ترے ای رشکِ قمر دیکھہ رہے ہین ۔۔۔ ہم شام سے آثار سحر دیکھہ رہے ہین
میرا دل گم گشتہ جو ڈہونڈا نہین ملتا ۔۔۔ وہ اپنا دہن اپنی کمر دیکھہ رہے ہین
کوئی تو نکل آئیگا سر بازِ محبت ۔۔۔ دِل دیکھہ رہے ہین وہ جگر دیکھہ رہے ہین
ہی مجمع اغیار کہ ہنگامۂ محشر ۔۔۔ کیا سیر مرے دیدۂ تر دیکھہ رہے ہین
اب ای نگہہ شوق نہ رہجاے تمنا ۔۔۔ اِسوقت اِدہر سے وہ اُدہر دیکھہ رہے ہین

ہرچند کہ ہر روز کی رنجش ہے قیامت
ہم کوئی دن اسکو بھی مگر دیکھہ رہے ہین

آمد ہے کسیکی کہ گیا کوئی ادہر سے
کیون سب طرف راہ گذر دیکھہ رہے ہین

تکرار تجلی نے ترے جلوے مین کیون کی
حیرت زدہ سب اہل نظر دیکھہ رہے ہین

نیرنگ ہے ایک ایک ترا دید کے قابل
ہم اے فلک شعبدہ گر دیکھہ رہے ہین

کب تک ہے تمہارا سخنِ تلخ گوارا
اس زہر مین کتنا ہے اثر دیکھہ رہے ہین

کچھہ دیکھہ رہے ہین دلِ بسمل کا تڑپنا
کچھہ غور سے قاتل کا ہنر دیکھہ رہے ہین

ابتک تو جو قسمت نے دکھایا وہی دیکھا
آیندہ ہو کیا نفع و ضرر دیکھہ رہے ہین

پہلے تو سُنا کرتے تھے عاشق کی مصیبت
اب آنکھہ سے وہ آٹھہ پہر دیکھہ رہے ہین

کیون کفر ہے دیدارِ صنم حضرتِ واعظ
اللہ دکہاتا ہے بشر دیکھہ رہے ہین

خط غیر کا پڑھتے تھے جو ٹوکا تو وہ بولے
اخبار کا پرچہ ہے خبر دیکھہ رہے ہین

پڑھ پڑھ کے وہ دم کرتے ہین کچھہ ہات پر اپنے
ہنس ہنس کے مرے زخم جگر دیکھہ رہے ہین

مین **داغ** ہون مرتا ہون ادہر دیکھیے مجھکو
منھہ پھیر کے یہ آپ کدہر دیکھہ رہے ہین

اُنکے اک جان نثار ہم بھی ہین
ہین جہان سو ہزار ہم بھی ہین

تم بھی بیچین ہم بھی ہین بے چین
تم بھی ہو بیقرار ہم بھی ہین

اے فلک کہہ تو کیا ارادہ ہے
عیش کے خواستگار ہم بھی ہین

کھینچ لائیگا جذبِ دل اُنکو
ہمہ تن انتظار ہم بھی ہین

بزم دشمن مین لے چلا ہے دل — کیسے بے اختیار ہم بہی ہین

شہر خالی کئے دکان کیسی — ایک ہی بادہ خوار ہم بہی ہین

شرم سب سمجھے ترے تغافل کو — واہ کیا ہوشیار ہم بہی ہین

ہاتھہ ہمسے ملاؤ اے موسیٰؑ — عاشق روئے یار ہم بہی ہین

خواہش بادۂ طہور نہین — کیسے پرہیزگار ہم بہی ہین

تم اگر اپنی گون کے ہو معشوق — اپنے مطلب کے یار ہم بہی ہین

جسنے چاہا پہنسا لیا ہمکو — دلبرونکے شکار ہم بہی ہین

آئی میخانے سے یہہ کسکی صدا — لاؤ یارونکے یار ہم بہی ہین

لے ہی تو لیگی دل نگاہ تری — ہر طرح ہوشیار ہم بہی ہین

ادہر آکر بہی فاتحہ پڑہ لو — آج زیر مزار ہم بہی ہین

غیر کا حال پوچہئے ہمسے — اُسکے جلسے کے یار ہم بہی ہین

کونسا دل ہے جسمین **داغ** نہین
عشق مین یادگار ہم بہی ہین

یہہ تو نہین کہ تمسا جہان مین حسین نہین — اس دل کو کیا کرون یہہ بہلتا کہین نہین

ہان ہان کہو زبان سے یا تم نہین نہین — ہمکو تمہاری بات کا مطلق یقین نہین

دل کے سوا نہ کعبے مین ہے وہ نہ دیر مین — گر ہے تو بس یہین ہے نہین تو کہین نہین

چکر ہے رات دن مجھے مانند آسمان — بہلے جہان یہہ دل وہ کوئی سرزمین نہین

اُس در پہ جبہہ سا ہو تو پھر کوئی کیون اُٹھے
یا سنگ آستان ہی نہین یا جبین نہین

تم مہربان ہو کہ نہ ہو اس سے بحث کیا
وہ دل نہین وہ لاگ نہین وہ ہمین نہین

دنیا کا حال حضرتِ عیسیٰؑ سے پوچھیے
کیا آسمان والو نہین اہلِ زمین نہین

کسطرح بے حجاب ہو کیونکر ہو بدلحاظ
کیا میرے دل مین وہ نگہہ شرمگین نہین

یہہ کیا کہا معاف کرو تم کہا سُنا
دم دے رہا ہون مین دمِ واپسین نہین

کیون ذکر بیوفائی دشمن پہ یاد ہے
گردن ہلا ہلا کے وہ کہنا نہین نہین

کہتا ہون دل سے اور جبین ڈھونڈیے کوئی
آتا ہے پھر خیال کہ ایسا کہین نہین

مذہب مین اپنے ترکِ ملاقات کفر ہے
یہہ بات ہمنشین کی تو کچھہ دل نشین نہین

واعظ تجھے دکھائین گے ہم کوے یار بھی
جا پہونچے ایک دم مین یہہ خلد برین نہین

کیا لطف دے رہی ہین ادائین عتاب کی
ہر موج بحرِ حسن وہ چین جبین نہین

معشوق بنکے چھوٹ گئی سب ستم شعار
یارب ستم رسیدہ کی پرسش کہین نہین

افسوس ہے کہ درد بھی اب چھوڑتا ہے ساتھہ
یہہ بھی اخیر وقت کہین ہے کہین نہین

احباب چشم تر سے اُٹھاتے ہین ہات کیون
یہہ پردہ آنکھہ کا ہے مری آستین نہین

باتین تمہاری اور تمہاری شکایتین
جو کچھہ سنی ہین ہم نے وہ تم سے کہین نہین

جلوت مین یون ہے وہ کہ تلاشی ہے چشمِ شوق
خلوت مین اسطرح ہے کہ خلوت گزین نہین

کہتے ہین لوگ داغ سے وہ بدگمان ہین
ایسا تمہاری ذات سے اُسکو یقین نہین

وہ نہایت ہمیں مغرور نظر آتے ہیں
پاس بیٹھے ہیں مگر دور نظر آتے ہیں

زاہد خشک کی بھی رال ٹپک پڑتی ہے
تر و تازہ اگر انگور نظر آتے ہیں

اشک پرخون کا جو پھاہا لگا رہتا ہے
دل کے اندر کئی ناسور نظر آتے ہیں

یاد آتے ہیں وہ دندانِ مسی آلود
جب ستارے شبِ دیجور نظر آتے ہیں

ہمنشیں اُنکے منانے کے لئے بھیجے
وہ سوا مجھسے بھی مجبور نظر آتے ہیں

سرد مہری سے تری سرد ہوئے ہیں ایسے
دل جو پرسوز تھے کافور نظر آتے ہیں

چاند سورج کو فلک اپنے لئے رہنے دے
ہمکو کیا کیا رخ پرنور نظر آتے ہیں

چشم مستان قدح خوار ہیں شب کو اختر
چرخ پر ساغر بلور نظر آتے ہیں

وصف خوبان جہان پر یہ کہا اُس نے
آپ کی آنکھ میں سب حور نظر آتے ہیں

اے فلک انکے علاوہ بھی حسیں ہیں کہ نہیں
جو زمانے میں ہیں مشہور نظر آتے ہیں

خانۂ غیر میں بے پردہ ہے وہ ماہ جمال
کہتا ہے مجھے بے نور نظر آتے ہیں

نہیں خمخانۂ عالم میں کوئی بھی ہشیار
ہمکو مخمور ہی مخمور نظر آتے ہیں

سخت جان ہو دل بسمل تو کرے کیا قاتل
وار بیٹھے ہوے بھرپور نظر آتے ہیں

شکر کرتا ہوں اُنہیں دیکھ کے دشمن ہیں کہ دوست
مجھکو دنیا میں جو مسرور نظر آتے ہیں

اجر ملتا ہے اُٹھاتے ہیں جو بار غم عشق
ہمکو عاشق ترے مزدور نظر آتے ہیں

مرکے بھی داغ محبت کے نشان کچھ نہ مٹے
داغ کے دل میں بدستور نظر آتے ہیں

اس نہین کا کوئی علاج نہین — روز کہتے ہین آپ آج نہین

کل جو تہا آج وہ مزاج نہین — اس تلوّن کا کچھہ علاج نہین

آئینہ دیکھتے ہی اترائے — پہر یہہ کیا ہے اگر مزاج نہین

لے کے دل رکھہ لو کام آئیگا — گو ابہی تمکو احتیاج نہین

ہو سکین ہم مزاجدان کیونکر — ہمکو ملتا ترا مزاج نہین

چپ لگی لعل جانفزا کو ترے — اس مسیحا کا کچھہ علاج نہین

دل بے مدعا خدا نے دیا — اب کسی شی کی احتیاج نہین

کہوٹے دامون مین یہہ بہی کیا ٹہیرا — درہم داغ کا رواج نہین

بے نیازی کی شان کہتی ہے — بندگی کی کچھہ احتیاج نہین

دل لگی کیجیے رقیبون سے — اسطرحکا مرا مزاج نہین

عشق ہے پادشاہ عالمگیر — گرچہ ظاہر مین تخت و تاج نہین

درد فرقت کی گو دوا ہے وصال — اسکے قابل بہی ہر مزاج نہین

یاس نے کیا بجھا دیا دل کو — کہ تڑپ کیسی اختلاج نہین

ہم تو سیرت پسند عاشق ہین — خوبرو کیا جو خوش مزاج نہین

حور سے پوچھتا ہون جنت مین — اس جگہہ کیا بتون کا راج نہین

صبر بہی دل کو داغ دے لینگے
ابہی کچھہ اس کی احتیاج نہین

یہہ بت جو دیتے ہین جہوٹی زبان دیتے ہین
خدا کے واسطے پر لوگ جان دیتے ہین

ہم امتحان کے ساتہہ امتحان دیتے ہین
وہ جان لینے کو آئین تو جان دیتے ہین

زمین کوچۂ جانان کا رتبہ ایسا ہے
فرشتے اسکے عوض آسمان دیتے ہین

کمان پہنچے نہ قاتل کے دستِ نازک کو
ٹہر ٹہر کے بہت امتحان دیتے ہین

عدو کی بزم ہی کچہہ انکی انجمن تو نہین
وہ اپنے ہاتہہ سے کیون پہول پان دیتے ہین

یہہ نامہ بر نے کہا مجہسے کیا وہ دل مین نہین
کہ آپ اور جگہہ کا نشان دیتے ہین

خیال عارض و لب سے بڑا ہی دل مین لہو
گرہ سے اپنی ہی مہمان دیتے ہین

مرے فسانے کو سن سن کے نیند اڑتی ہی
دعائین مجکو ترے پاسبان دیتے ہین

خیال رشک سے مرجاے مدعا یہہ ہے
وہ مفت غیر کا مجکو مکان دیتے ہین

تری نگاہ نے تیری ادا نے مارا ہے
دوہائیان یہی سب نوجوان دیتے ہین

کیا ہی بوسے کا وعدہ مگر ہے وہ احسان
کوئی یہہ جانے کہ دونون جہان دیتے ہین

ملیگا تارکِ دنیا کو کیا بجز جنّت
وہان مکان کے بدلے مکان دیتے ہین

وہ تم کہ روز نئی بدگمانیان ہین تمہین
وہ ہم کہ روز نیا امتحان دیتے ہین

سنا ہی بات ہی کرنی تمہین نہین آتی
تمہارے منہہ مین ہم اپنی زبان دیتے ہین

وہ رنج بندے کو اپنے خدا نہین دیتا
جو مجہکو ایک مرے مہربان دیتے ہین

کہے جو **داغ** کہ ہم جان نثار ہین سب جہوٹ
یہہ لوگ مفت کہین اپنی جان دیتے ہین

اسیر دام بلا اور کون ہے میں ہون
شکار تیغ جفا اور کون ہے میں ہون

تری ادا پہ فدا اور کون ہے میں ہون
تباہ میرے سوا اور کون ہے میں ہون

شہید زہر حیا اور کون ہے میں ہون
قتیل تیغ ادا اور کون ہے میں ہون

کہان سے آئی شب غم صدا تسلی کی
یہان تو بار خدا اور کون ہے میں ہون

مجھے تو رنج ندے تو کہ اے دل ناداں
جہان میں دوست ترا اور کون ہے میں ہون

بندہی ہے شرط اسی سے رہ محبت مین
حریف باد صبا اور کون ہے میں ہون

شریک روح بھی میری ہے میرے ماتم مین
شمول اہل عزا اور کون ہے میں ہون

تمہارا عاشق شیدا ہون خیر جیسا ہون
برا ہون یا ہون بھلا اور کون ہے میں ہون

دعا جو مین نے یہہ مانگی خدا برون سے بچاکے
تو سنکے بولے برا اور کون ہے میں ہون

مٹے ہوونکا ہمیشہ نشان رہتا ہے
بقا کے غم مین فنا اور کون ہے میں ہون

عدو کا عشق حسینونکا رشک خو سے ستم
تمہارے دل سے جدا اور کون ہے میں ہون

خیال یار یہہ کہتا ہے مجھسے خلوت مین
ترا رفیق بتا اور کون ہے میں ہون

اس آرزو نے کیا اپنی جان سے بیزار
اس اپنے دم سے خفا اور کون ہے میں ہون

ستم شریک فلک اور کون ہے تم ہو
شریک اہل وفا اور کون ہے میں ہون

حجاب مجھہ سے حیا مجھہ سے عار ہے مجھسے
اس انجمن مین نیا اور کون ہے میں ہون

وہ داغ جسکو گل باغ عشق کہتے ہین
بہار رنگ وفا اور کون ہے میں ہون

## ردیفِ واو

واعظ بڑا مزا ہو اگر یون عذاب ہو
دوزخ مین پانون ہاتھ مین جام شراب ہو

معشوق کا تو جرم ہو عاشق خراب ہو
کوئی کرے گناہ کسی پر عذاب ہو

تو مجھپہ شیفتہ ہو مجھے اجتناب ہو
یہہ انقلاب ہو تو بڑا انقلاب ہو

دنیا مین کیا مزا ہی قیامت مین لطف ہی
میرا جواب ہو نہ تمہارا جواب ہو

ساقی ہمارے جام مین کیون بال پڑ گیا
ایسا نہو کہ غیر کی جھوٹی شراب ہو

نکلے جدہر سے وہ یہی چرچا ہوا کیا
اس طرح کا جمال ہو ایسا شباب ہو

دو بار تو نے ذکر کیا رشکِ حور کا
ناصح خدا کرے تجھے دونا ثواب ہو

دنیا سے روسیاہ چلا ہون پسِ فنا
منھ پر مرے کفن سے جدا اک نقاب ہو

مہجور کی دعا کو شبِ قدر چاہیئے
یوسفؑ کے دیکھنے کو زلیخاؑ کا خواب ہو

بولین سوالِ وصل پہ وہ انکو کیا غرض
خاموش ہین کہ کوئی کہے لاجواب ہو

ایسا لگا ہوا ہی مئے ناب کا مزا
پانی بہی مین پیون تو مرا منہہ خراب ہو

جلتا نہین رقیب تعجب کی بات ہی
بجلی تہین زمین پہ تہین آفتاب ہو

یارب شمارِ جرم سے بس منفعل نکر
تنخواہ تو نہین ہی کہ جسکا حساب ہو

یہہ مدعا ہی کہہ نسکون حرفِ مدعا
کیونکر نہ عرضِ حال سے پہلے عتاب ہو

عاشق کی ایک حال مین گذرے تو لطف کیا
دل کو کبہی سکون ہو کبہی اضطراب ہو

مین بوالہوس نہین جو سزاوارِ لطف ہون
میرے لئے ہے نصیب جو مجھپر عتاب ہو

در پردہ تم جلاؤ جلاؤن نہ مین چہ خوش
میرا بھی نام **داغ** ہے گر تم حجاب ہو

ہر تاک مین دزدیدہ نظر دیکھئے کیا ہو
پھر دیکھ لیا اُسنے ادھر دیکھئے کیا ہو

بھیجا ہی خطِ شوق اُسے دل نے نمانا
اب فکر ہی یہہ آٹھ پہر دیکھئے کیا ہو

لڑنے تو لگین اُسکی نگاہون سے نگاہین
اِس جنگ کا انجام مگر دیکھئے کیا ہو

دل جب سے لگا یا ہی کہین جی نہین لگتا
کسطرح سے ہوتی ہی بسر دیکھئے کیا ہو

جب پڑتی ہی بادِ صبا زلفِ دوتا کو
دوہری ہوئی جاتی ہی کمر دیکھئے کیا ہو

لے لیکے تو مشکل دلِ مضطر کو سنبھالا
اندیشہ ہی یہہ بارِ دگر دیکھئے کیا ہو

جو کہنے کی باتین ہین وہ سب ہمنے کہی ہین
اُنکو مرے کہنے کا اثر دیکھئے کیا ہو

اندیشۂ فردا مین عبث جان گھلائین
ہی آج سے کل کی خبر دیکھئے کیا ہو

زاہد کو بڑا ناز ہی میکش کو بڑا عجز
اللہ کو مقبول مگر دیکھئے کیا ہو

پی ہمنے مے ہوش رُبا اور بہت پی
سوچا نہین کچھ نفع و ضرر دیکھئے کیا ہو

وہ بیٹھے بٹھائے تو اُٹھاتے ہین قیامت
جائین جو سرِ راہ گذر دیکھئے کیا ہو

مین وصل مین بیتاب ہون آخر شب سے
دل اُنکا دھڑکتا ہے سحر دیکھئے کیا ہو

پھر پاس بٹھاتی ہے جیسے دل کی تمنا
بن بن کے بگڑتا ہے یہہ گھر دیکھئے کیا ہو

اے **داغ** اُنہین بھی تو ہے دشمن ہی کا دھڑکا

ہی دونون طرف ایک ہی ڈر دیکھیے کیا ہو

کیون وعدهٔ وصال سے دل بدگمان نہو
یہہ شرط ہی نئی کہ خدا درمیان نہو

دل بدگمان ہی اور سوا بدگمان نہو
دیتے ہیں خط اُسکو جسکے دہن ہو زبان نہو

مرتا ہی تجھپر ایک زمانہ شباب مین
اچھا تو ہی کہ یہہ کوئی نوجوان نہو

گھلتی ہی جان ایک ہی دشمن کی فکر مین
یارب شریک حال عدو آسمان نہو

سارا جہان جان کو کہتا ہی بیوفا
مجھکو یہہ فکر ہی تمہین جان جہان نہو

انداز جان وہی نہین آتا ہی مجھے
مٹی مری خراب دم امتحان نہو

پوچھین وہ جب خوشی سے قیامت کی بات ہے
میرا ہی حال اور مجھی سے بیان نہو

یارب پس فنا ہی رہے شرم بیکسی
یہہ مشت خاک گرد رہ کاروان نہو

حورون کے ساتھ پڑ گئی جنت مین ہم غریب
کیا آدمی کا بس ہی جو اپنا مکان نہو

تڑپاؤگے جگر کو کہ دل کو لٹاؤگے
منظور کیا ہی درد کہان ہو کہان نہو

رہتی ہی اُس سے ہی در جانان پہ لگ گئی
سر پھوڑین سنگ در سے اگر پاسبان نہو

مجھکو ملا یہہ شکوہ دشنام پر جواب
آپ اُس سے عشق کیجیے جسکی زبان نہو

یارب بنا دے تو اسی صورت کا اور کچھ
اس آسمان سے تنگ ہین یہہ آسمان نہو

آفت کی تاک جہانک قیامت کی شوخیان
پھر چاہتے ہو ہم سے کوئی بدگمان نہو

کیا کر سکے وہ غیر کی تجھسے شکایتین
جس ناتوان سے اپنی حقیقت بیان نہو

واعظ بجا ہی کہیے جو ویرانہ کو بہشت
جنت اُسیکا نام ہی آدم جہان نہو

جھوٹا ہوا جو وعدہ ترا اسکا غم نہین — ڈر ہی کہ لب سے غیر کے جھوٹی زبان نہو

اب اُس نگاہِ شرم مین وہ شوخیان کہان — وہ تیغ کیا چلیگی جو برسون لہو وان نہو

تقدیر پھیر لائی ترے در سے رات کو — ڈھوکا مجھے ہوا کہ پرایا مکان نہو

اے داغ عیش مین ہون دلِ شاد شاد سے
انسان وہ ہی جسکو غمِ دو جہان نہو

میرے پہلو سے وہ اُٹھے غیر کی تعظیم کو — بندگی کو بندگی تسلیم ہی تسلیم کو

اے تپِ سوزِ محبت تیری آمد دیکھکر — رونگٹے اُٹھتے ہین میرے جسم پر تعظیم کو

ہی رضاے دوست بڑہکر اُلفتِ فرزند سے — ورنہ کیا دو بہر تہے اسمٰعیل ابراہیم کو

آج مجھہ سے حضرتِ ناصح یہہ چلکر کہہ گئے — آسمان سے اب فرشتے آئینگے تعلیم کو

مجھہ سے محوِ آشنا مَی کی کب اوس ہی بجھتی ہی پیاس — بجھگیا دل دیکھتے ہی کوثر و تسنیم کو

ہی بڑی دولت جو ہاتھہ آجائے کوئی خوبرو — اے ہوس ڈھونڈتا ہی کیا طلا و سیم کو

آسمان دیتا ہی مجھکو رنج غیرونکو خوشی — واہ کیا کہنا ہی کیا کہتے ہین اس تقسیم کو

اپنے دل کا حال ہم کہہ بہی چکے ہم پھر مین کچھہ — آگ لگجائے الٰہی اس اُمید و بیم کو

جب نہین اے داغ وحشت ہی تو آسایش کہان
جائے ہندوستان سے کونسی اقلیم کو

ہمارے دلمین بے کھٹکے محبت اپنی رہنے دو — امانت دار کا گھر ہی امانت اپنی رہنے دو

جوہین مشتاق اُنکے دلمین حسرت اپنی رہنے دو — کوئی دن اور بھی پردے مین صورت اپنی رہنے دو

نہین ہی شتہا اتنک بہت غم کہا کے آیا ہون
کہونگا اہل جنت سے یہہ نعمت اپنی رہنے دو

غضب کی بات ہی یہہ مشورہ دیتے ہین وہ مجہکو
رقیبون سے ہی تم صاحب سلامت اپنی رہنے دو

کسیکو چاہ کر پچہتاؤگے وہ مجہہ سے کہتے ہین
تم اپنے ہی لئے جہوٹی محبت اپنی رہنے دو

ڈرایا ہی منایا ہی یہہ کہکر وصل مین اُسنے
بگڑ جائین گے ہم بس بس شکایت اپنی رہنے دو

شکایت نامہ آیا ہی جواب خط مین اے ہمدم
یہہ ہی قسمت کا لکہا خیر قسمت اپنی رہنے دو

اُٹہینگے فتنۂ محشر سے یہہ فتنے نگاہون کے
ابہی تم اپنے قبضہ مین قیامت اپنی رہنے دو

ہمین دیدار سے محروم رکہکر ہی نظر دل پر
پرایا مال تاکو اور دولت اپنی رہنے دو

محبت اور پہر کسکی محبت یار نادان ہین
کہا کیون مجہہ سے قابو مین طبیعت اپنی رہنے دو

مرے ناصح جو تنگ آئے تو یون کہنے لگے باہم
نہین سنتا کوئی یارو نصیحت اپنی رہنے دو

اگر اے حضرت دل ہی وہ مرجائی تو کیا غم ہی
بہٹکتی تم ہی ڈہونڈو دل نیت اپنی رہنے دو

دعائین مانگتا ہون مین جناب کبریائی مین
نہ چہیڑو یہہ نہین موقع شرارت اپنی رہنے دو

بظاہر مہربانی ہی تو دل مین بدگمانی ہے
سلام ایسی عنایت کو عنایت اپنی رہنے دو

نہ گہبرا جائے رہکر ایک مہمان خانہ دل مین
کچہہ الفت میری رہنے دو کچہہ الفت اپنی رہنے دو

نہ توڑو آئینہ کو رشک سے آئینہ رو ہوکر
اسی مین ملتی جلتی کچہہ شباہت اپنی رہنے دو

وہان ہی بے نیازی **داغ** اُس کے کیا غرض اُسکو
یہہ طاعت اپنی رکہہ چہوڑو عبادت اپنی رہنے دو

نہ دنیا سے ملے راحت نہ تجہے چین اصلا ہو
مگر پہر یہہ دعا دیتا ہون تو ہو اور دنیا ہو

ترے دیدار کو بھی مجمع محشر ہی زیبا ہو
کہ جیسے دیکھنے والے ہوں ویسا ہی تماشا ہو

انہیں یہہ جستجو ہے مرنے والا کوئی پیدا ہو
مگر بہتر سے بہتر ہو مگر اچھے سے اچھا ہو

جو وحدت میں دوئی اس مرتبہ کی ہو تو زیبا ہو
تمہیں تم ہو تو بہتر ہو ہمیں ہم ہوں تو اچھا ہو

یہہ فرمایا انہوں نے دیکھکر تصویر یوسف کی
اسے تو مول وہ لے جو کوئی آنکھوں کا اندھا ہو

خمارے سے یوں وقت سحر بگڑا مزاج اپنا
کسی کی رات بھر جیسے پریشان خواب دیکھا ہو

کلیجے سے لگا لیتا ہوں برگ لالہ و گل کو
عجب کیا ہے اگر یہہ بھی کسیکے دل کا ٹکڑا ہو

تری زلفیں بھی ہیں صیاد آنکھیں بھی شکاری ہیں
تماشا دیکھنے کا ہے جو میرے دل پہ جھگڑا ہو

اگر غافل نہ ہوتے ہم تو کب کے مرچکے ہوتے
کسے یہہ یاد کل کیا تھا کسے معلوم کل کیا ہو

جہنم ہو کہ جنت کیا اندھیرے میں نظر آئے
شرر ہی سنگ مرقد کا چراغ راہ عقبیٰ ہو

ہوئی یہہ انتظار یار میں ہر اشک کی صورت
جو تھم جائے تو پتھر ہو جو بہہ جائے تو دریا ہو

نہ عاشق ہو سکا کوئی نہ دنیا میں وہ کہتے ہیں
ہمارا چاہنے والا ہی پیدا ہو جو پیدا ہو

نگاہ پاک سے دیکھے جمال پاک محبوبی
اگر دامان یوسف پردہ چشم زلیخا ہو

الٹینگے آپ حوروں سے ملینگے آپ غیروں سے
مجھے ڈر ہے کہ جنت میں کوئی فتنہ نہ برپا ہو

ابھی نفرت ہے تمکو داغ سے وہ دن بھی آتے ہیں
خدا چاہے تو اس کمبخت کو دل سے تمہیں چاہو

عشق تاثیر کرے اور وہ تسخیر بھی ہو
یہہ تو سب کچھ ہو مگر خواہش تقدیر بھی ہو

کاش تجھسے بھی مقابل تری تصویر بھی ہو
دعوی ناز بھی ہو شوخی تقریر بھی ہو

جعلسازون نے بنایا ہے شکایت نامہ — کیون خفا آپ ہوے یہہ مری تحریر بہی ہو

طمع زر ہی سے انسان کی مٹی ہے خراب — خاک مین ہم تو ملا دین اگر اکسیر بہی ہو

جب مقابل ہی نہون کسکو بتاؤن اچھا — سامنے آپ بہی ہون آپکی تصویر بہی ہو

پہلے یہہ شرط مصور سے وہ کر لیتے ہین — بانکی صورت بہی کہنچے ہاتہہ مین شمشیر بہی ہو

مار سے باندہتے ہی چہوڑیگا فلک اپنی چال — کہکشان اسکے لئے تیغ بہی زنجیر بہی ہو

کوئی نادان ہون یارونکے کہے مین آؤن — جسکو تدبیر بتاتے ہین وہ تدبیر بہی ہو

کاش وہ محفل اغیار مین اے جذبۂ دل — میری تعظیم بہی دے مجہسے بغلگیر بہی ہو

جو نکمّے ہین کوئی کام نہین کر سکتے — انہین بوڑہون مین شمار فلک پیر بہی ہو

لڑ پڑے غیر سے کیا خیر ہے کیسا ہے مزاج — تم جو چپ چپ ہو مضطر بہی ہو دلگیر بہی ہو

وصل کا خواب سناتے ہین تمہین یہہ سن لو — خواب جسطرحکا ہے ویسی ہی تعبیر بہی ہو

تیری بزم طرب و عیش کو لگتی ہے نظر — ہین جہان اور وہان عاشق دلگیر بہی ہو

گو ہی شوخی وہ اثر دیدۂ نرگس مین کہان — اُسکی آنکہون کی طرح سرمۂ تسخیر بہی ہو

تم نمکخوار ہوے شاہ دکن (دام اقبالہ) کے اے **داغ**
اب خدا چاہے تو منصب بہی ہو جاگیر بہی ہو

تم آئینہ ہی نہ ہر بار دیکہتے جاؤ — مری طرف بہی تو سرکار دیکہتے جاؤ

نہ جاؤ حال دل زار دیکہتے جاؤ — کہ جی نہ چاہے تو ناچار دیکہتے جاؤ

بہار عمر مین باغ جہان کی سیر کرو — کہلا ہوا ہے یہہ گلزار دیکہتے جاؤ

یہی تو چشمِ حقیقت نگر کا سرمہ ہے
نزاعِ کافر و دیندار دیکھتے جاؤ

اٹھاؤ آنکھہ نہ شرماؤ یہہ تو محفل ہے
غضب سے جانبِ اغیار دیکھتے جاؤ

نہین ہے جنسِ وفا کی تمہین جو قدر نہو
بنینگے کتنے خریدار دیکھتے جاؤ

تمہین غرض جو کرو رحم پایمالو پہ
تم اپنی شوخیِ رفتار دیکھتے جاؤ

قسم بھی کھائی تھی قرآن بھی اٹھایا تھا
پھر آج ہے وہی انکار دیکھتے جاؤ

یہہ شامت آئی کہ اسکی گلی مین دل نے کہا
کھلا ہے روزنِ دیوار دیکھتے جاؤ

ہوا ہے کیا ابھی ہنگامہ اور کچھہ ہوگا
فغان مین حشر کے آثار دیکھتے جاؤ

شبِ وصال عدو کی یہی نشانی ہے
نشانِ بوسۂ رخسار دیکھتے جاؤ

تمہاری آنکھہ مرے دل سے بے سبب بیوجہ
ہوئی ہے لڑنے کو تیار دیکھتے جاؤ

ادہر کو آہی گئے اب تو حضرتِ زاہد
یہین ہے خانۂ خمار دیکھتے جاؤ

رقیب برسرِ پرخاش ہمسے ہوتا ہے
بڑھیگی مفت مین تکرار دیکھتے جاؤ

تمہین ہین جرمِ محبت مین سب کے سب ملزم
خطا معاف خطاوار دیکھتے جاؤ

دکھا رہی ہے تماشا فلک کی نیرنگی
نیا ہے شعبدہ ہربار دیکھتے جاؤ

بنا دیا مری چاہت نے غیرتِ یوسف
تم اپنی گرمیِ بازار دیکھتے جاؤ

نہ جاؤ بند کئے آنکھہ رہروانِ عدم
ادہر ادہر بھی خبردار دیکھتے جاؤ

سنی سنائی پہ ہرگز کبھی عمل نکرو
ہمارے حال کے اخبار دیکھتے جاؤ

کوئی نہ کوئی ہر اک شعر مین ہے بات ضرور

## جناب داغ کے اشعار دیکھئے جاو

## ردیف ہاے ہوز

کیون کرتے ہو دنیا کی ہر اک بات سے توبہ
منظور تو ہی میری ملاقات سے توبہ

کیونکر نہ کرون شور مناجات سے توبہ
آغاز ہو جب چار گھڑی رات سے توبہ

زاہد نے چھپا یا ہی اُسے گوشۂ دل مین
بہاگی تہی کسی رند خرابات سے توبہ

یہہ فصل اگر ہوگی تو ہر روز پئینگے
ہم مے سے کرین توبہ کہ برسات سے توبہ

کیونکر وہ ادہر آے کہ ای حضرت زاہد
بچتی ہی نہین قبلۂ حاجات سے توبہ

تعریف صنم بات ہی پتہر نہین زاہد
کیا ٹوٹ گئی حرف و حکایات سے توبہ

بیعت ہی جو کرتا ہی تو وہ دست سبو کر
چلاتی ہی کیا رند خرابات سے توبہ

اللہ دکہاے نہ مجہے روز و شب ہجر
اُس دن سے حذر کیجئے اُس رات سے توبہ

خود ہم نہ ملینگے نہ کہین جائینگے مہمان
کی آپ نے واللہ نئی گہات سے توبہ

کافر تری تقریر تو اچھی ہی کرین کیا
کرتے ہین مسلمان بُری بات سے توبہ

وہ آئی گہٹا جہوم کے للچانے لگا دل
واعظ کو بلاؤ کہ چلی ہات سے توبہ

پہسلاتے ہین کیون آپ مجہے حضرت ناصح
منت سے کرونگا نہ مدارات سے توبہ

آفت ہی قیامت ہی یہہ پاداش غضب ہے
توبہ عمل بد کی مکافات سے توبہ

دنیا مین کوئی بات ہی اچھی نہین زاہد
اس بات سے توبہ کبہی اُس بات سے توبہ

مسجد نہین دربار رہی یہہ پیر مغان کا
دروازے کے باہر رہی اوقات سے توبہ

امید ہی مجھکو یہہ ندا آسئے دم مرگ　　مقبول ہوئی اُسکی عنایات سے توبہ

یہہ **داغ** قدح خوار کے کیا جی مین سمائی
سنتے ہین کئے بیٹھے ہین وہ رات سے توبہ

کیون بر سرِ عتاب ہو کیا اس سے فائدہ　　کوئی اگر خراب ہو کیا اس سے فائدہ
حاصل بہی کچہہ نتیجہ ہی کچہہ دل جو دین تمہین　　نقصان بے حساب ہو کیا اس سے فائدہ
یکتا اگر ہوے تو خدا بن نہ جاؤ گے　　مانا تم انتخاب ہو کیا اس سے فائدہ
کیا لطف وصل ہی جو دوبارا نہو نصیب　　دونا جو اضطراب ہو کیا اس سے فائدہ
چھریون سے کم نہین ہین نگاہون کی تیزیان　　گر ٹوٹے جو یون نقاب ہو کیا اس سے فائدہ
گر دل ملے تو آنکہہ ملانے کا لطف ہے　　کیون شکوہ حجاب ہو کیا اس سے فائدہ
چلتا ہی کون کون چلے بزم وعظ سے　　بدنام کیون شراب ہو کیا اس سے فائدہ
کیون خاکسار بنکے رہون کوئے یار مین　　مٹی مری خراب ہو کیا اس سے فائدہ
حرفِ سوال کہہ کے تقاضا نہ چاہیئے　　جب صاف ہی جواب ہو کیا اس سے فائدہ

ایسونسے وہ نگاہ ملاتے نہین کبہی
گر **داغ** آفتاب ہو کیا اس سے فائدہ

دل کی ہی پرورش خلش و درد و غم کے ساتھہ　　کتنے لگے پڑے ہین یہان ایک دم کے ساتھہ
چلتا ہی ساتھہ ایک مسافر کے دوسرا　　ای کاش آرزو بہی نکلجائے دم کے ساتھہ
مرنے سے بہی رقیب کے مجھکو تو خوف ہے　　کیا جانے کیا کریگا یہہ اہل عدم کے ساتھہ

عادت بہی ہی دروغ کی خوفِ خدا بہی ہی
وہ کانپ کانپ جاتے ہین جہوٹی قسم کے ساتھہ

لکہتا ہوا چلا ہون خطِ شوق راہ مین
چلتے ہین میرے پانون برابر قلم کے ساتھہ

اسکو یہہ آرزو ہی مرا حال دیکہہ لو
لب پر مرے دِل آنے لگا شرحِ غم کے ساتھہ

ہی آسمان کو ابرِ گہربار سے حسد
رہتی نہین بخیل کی اہلِ کرم کے ساتھہ

کیا جور کا مزہ ہی اگر آسمان نہو
جو بات جسکی ہی وہ اُسکی ہی دم کے ساتھہ

دونون کا نام عشق مین مشہور ہو گیا
میرا وفا کے ساتھہ تمہارا ستم کے ساتھہ

سیدہی طرح کبہی نہین رہتی تمہاری زلف
کرتی ہی بانکپن یہہ بڑے پیچ وخم کے ساتھہ

اِکبار جان لی جو کبہی تو کیا مزہ
کچہہ کچہہ کرم بہی کیجیے ہر ہر ستم کے ساتھہ

افسوس اِس زمانے مین وہ چیز ہی نہین
دِل کو ملا کے دیکہتے ہم جامِ جم کے ساتھہ

اہلِ دِل نہ دیکہین مجہے چشمِ کم سے داغ
دولت لگی پڑی ہی مرے دم قدم کے ساتھہ

مانندِ طور بام پہ دیکہا تو کچہہ نہ کچہہ
بجلی تہی یا چہلاوہ مگر تہا تو کچہہ نہ کچہہ

قاصد کی چال اور ہی تیور کچہہ اور ہین
اچہا برا جواب یہہ لایا تو کچہہ نہ کچہہ

گو محفلِ رقیب مین جانا نہ چاہیے
دیکہینگے ہم بلا سے تماشا تو کچہہ نہ کچہہ

ہر چند اضطراب مین ہمنے کہا ہی حال
قاصد بڑا فہیم ہی سمجہا تو کچہہ نہ کچہہ

گو عرضِ مدعا پہ مجہے گالیان ملین
نکلیگی میرے دل کی تمنا تو کچہہ نہ کچہہ

اچہا برا جواب مِلے جائے نامہ بر
انکار ہی سہی مجہے لکہا تو کچہہ نہ کچہہ

کچھہ وہم ہی کہ فکر ہی دلمین شب وصال
اندیشہ مند آپ کو پایا تو کچھہ نہ کچھہ

کیون تیر وہ لگاے جو لے دلمین چٹکیان
ہوتی ہی اُسکی بات مین ایذا تو کچھہ نہ کچھہ

ہنگام اِمتحان ستم یاد تو کیا
بارے اُنہین ہوئی مری پروا تو کچھہ نہ کچھہ

گو داورِ قیامت اُسے صاف چہوڑ دے
ہم ہی جتاے جائینگے دعوا تو کچھہ نہ کچھہ

عشرت نہو قلق ہو یہہ قسمت کی بات ہے
پہل عاشقی کا داغ نے پایا تو کچھہ نہ کچھہ

دنیا سے کیا غرض جو رہے ہم سے واسطہ
اِس واسطے چہوڑ دو عالم سے واسطہ

تیرے مریض غم کی دعا ہی یہہ دمبدم
ڈالے خدا نہ عیسیٰ مریم سے واسطہ

رشکِ پری اُنہین جو کہا یہہ ملا جواب
جب آپ پری ہین کیا ہمین آدم سے واسطہ

جب غیر غیر ہی تو اُسے کیون ہو لاگ ڈانٹ
کچھہ تم سے واسطہ ہی نہ کچھہ ہم سے واسطہ

سچ ہی مقام دوست کے طالب کو کیا غرض
جنت سے واسطہ نہ جہنم سے واسطہ

الفت مین دونون لازم وملزوم ہو گئے
غم کو غرض ہی دل سے اُسے غم سے واسطہ

پیغامبر رقیب کو آخر بنا لیا
پیدا کیا یہہ کوششِ پیہم سے واسطہ

آخر بغیر تر ہوے دامن نہ بچ سکا
اِسکو پڑا ہی دیدۂ پرنم سے واسطہ

کیون مانتے ہین حضرت زاہد کو منجھے
کوئی تو ہی جناب مکرم سے واسطہ

محبوب بادشاہِ دکن دام اقبالہ شادمان رہے
اے داغ ہمکو ہی فقط اِس دم سے واسطہ

# ردیف الیاء

نفرت ہی حرف وصل سے اچھا نہین سہی
لو آؤ اور بات سنو وہ نہین سہی

چھوڑونگا مین نہ ہات چلے آو ساتھہ ساتھہ
نازک کلائی دکھتی ہی تو آستین سہی

ظاہر تو اختلاط کی باتین ہوا کرین
دل مین اگر نہین ہی محبت نہین سہی

مشق جفا کے واسطے کسکی تلاش ہی
آنکھون مین ہی تو یہہ کمترین سہی

اقرار کرکے پھرتے ہو کیون مری طرف
باور کبھی یقین سہی دلنشین سہی

آرام کچھہ کہین نہ کہین مل ہی جائیگا
زیر فلک نہین ہی تو زیر زمین سہی

بیداد کرکے چاہتے ہو پھر جفا کی داد
بہتر بجا درست صحیح آفرین سہی

سجدے ہی کرتے جائینگے ہم تیری راہ مین
ہر نقش پا سے عار تو نقش جبین سہی

بے دلگی بہی داغ گذرنی محال ہی
وہ دل نہین سہی وہ تمنا نہین سہی

ایک طوفان ہی غم عشق مین رونا کیا ہی
نہین معلوم کہ انجام کو ہونا کیا ہی

دیکھکر سانولی صورت تری یوسف بہی کہے
چٹ پٹا حسن نمکدار سلونا کیا ہی

چار باتین ہی کبہی آپ نے کہل ملکے نہین
انہین باتون کا ہی رونا مجھے رونا کیا ہی

کاوش و کینہ و بیرحمی و آزار دہی
اور اب اسکے سوا آپ سے ہونا کیا ہی

آشنا بحر محبت سے نکالین نہ مجھے
ڈوبنے والے کو دشوار ڈبونا کیا ہی

کاش مل جائے ترا سایۂ دیوار ہمین / اوڑھنا کیا ہے فقیروں کا بچھونا کیا ہے

لحد تنگ مین کروٹ بھی نہ لینے پائے / پانون پھیلا کے نہ سوئے تو وہ سونا کیا ہے

تیغ کھینچے ہوئے وہ ترک پھر اُس پر یہہ غضب / ہم تڑپ ہی دیتے ہین بس آپ سے ہونا کیا ہے

مزرع دل مین عبث تخم محبت بویا / جس سے حاصل نہو اُس تخم کا بونا کیا ہے

ابر رحمت ہے اُدھر دیدۂ پرنم ہے اِدھر / مشکل اس نامۂ اعمال کا دھونا کیا ہے

تم پہ مرجائینگے اس آس پہ ہم / زندگی شرط ہے تو جان کا کھونا کیا ہے

چمپئی رنگ پھر اُس رنگ مین بجلی کی چمک / مات کندن ہے ترے رنگ سے سونا کیا ہے

اُسکی ٹھوکر سے بھی کمبخت نہ جاگا افسوس / موت ہے داغ سیہ مست کا سونا کیا ہے

آرزو ہے وفا کرے کوئی / جی نہ چاہے تو کیا کرے کوئی

گر مرض ہو دوا کرے کوئی / مرنے والے کا کیا کرے کوئی

کوستے ہین جلے ہوئے کیا کیا / اپنے حق مین دعا کرے کوئی

اُن سے سب اپنی اپنی کہتے ہین / میرا مطلب ادا کرے کوئی

چاہ سے آپ کو تو نفرت ہے / مجھکو چاہے خدا کرے کوئی

اُس گلے کو گلا نہین کہتے / گر مزے کا گلا کرے کوئی

یہہ ملی داد رنج فرقت کی / اور دل کا کہا کرے کوئی

تم سراپا ہو صورت تصویر / تم سے پھر بات کیا کرے کوئی

کہتے ہین ہم نہین خدائے کریم
کیون ہماری خطا کرے کوئی
جس مین لاکھون برس کی حورین ہون
ایسی جنت کو کیا کرے کوئی
اس جفا پر تمھین تمنا ہی
کہ مری التجا کرے کوئی

منھہ لگاتے ہی داغ اترایا
لطف ہے پھر جفا کرے کوئی

ہرچند شوخیون کی حیا پردہ دار ہی
آنکھون مین تیری فتنہ بہت بیقرار ہی
جتنا وہ مہربان ہی یہہ بیقرار ہی
دل کا معاملہ ہی عجب پیچدار ہی
سب کچھہ تو ہوچکا یہہ فقط انتظار ہی
کہدین بگڑکے آپ تجھے اختیار ہی
اُس فتنہ گر سے ہمسے تو رہتے ہین توڑ جوڑ
شامت تو اُسکی ہی کہ جو ناکردہ کار ہی
قیمت سوائی پہونچی ہی پہلے کشید سے
جو میفروش ہی وہ مرا قرضدار ہی
بے وجہ یون ہو آپ کی تصویر چیرتی
مشتاق ہی کسیکا اسے انتظار ہی
ان پہلوؤن سے پوچھہ لیا اُسنے دردِ دل
نکلا مری زبان سے بے اختیار ہی
دل مین ہین نامہ بر سے بہت بدگمانیان
منھہ پر یہہ کہہ رہا ہون ترا اعتبار ہی
ابتک تو ابتدائے محبت مین ہین مزے
آگے مرا نصیب ہی اللہ یار ہی
جبتک وفا ہو وعدہ یہان زندگی کہان
مجھہ سے زیادہ عہد ترا پائدار ہی

یہہ آپ جانین داغ مین جو ہین برائیان
اتنا تو ہم کہینگے بڑا وضعدار ہی

کب وہ چھٹتے ہیں شراب عشق سے مستانہ ہے
شور محشر اُسکو پھر خواب اک افسانہ ہے

پھر سر شوریدہ پر جوش جنون دیوانہ ہے
پھر دل تفسیدہ پر برق بلا پروانہ ہے

خوب ہی چلتی ہوئی وہ نرگس مستانہ ہے
آشنا سے آشنا بیگانہ سے بیگانہ ہے

آتے جاتے ہین نئے ہر روز مرغ نامہ بر
بندہ پرور آپکا گھر بھی کبوتر خانہ ہے

فاتحہ پڑھنے کو آیا تھا مگر وہ شمع رو
آج میری قبر کا جو پھول ہے پروانہ ہے

دشت سے بھرتے ہین آنسو ضبط سے پیتے ہین ہم
آنکھ کی ہے آنکھ یہہ پیمانے کا پیمانہ ہے

پائے ساقی پر گرا یا جب گرا یا ہے مجھے
چال سے خالی کہان یہہ لغزش مستانہ ہے

کوہکن کا تھا یہی پیشہ جو کاٹا تھا پہاڑ
کام مشکل جان کنی اے ہمت مردانہ ہے

جب پڑا ہے وقت کوئی ہو گئے ہین سب الگ
دوست ہی اپنا نہین بیگانہ تو بیگانہ ہے

اُسکے در پر جاکے ہوتا ہے گدا کو بھی بہانہ
لوگ کہتے ہین مزاج اس شخص کا شاہانہ ہے

مجھکو دیوانہ کہا ناصح نے اُنکے روبرو
آپ کے سر کی قسم یہہ آپکا دیوانہ ہے

اسکو دیوانہ بنالون تو کرون جھک کر سلام
مین تو بھولا ہون مگر دشمن بڑا فرزانہ ہے

ہمنے دیکھا ہی نہین خالی نحوست سے کوئی
زاہدون کو نامبارک سبحۂ صد دانہ ہے

داغ یہہ ہر کوئے قاتل ہان نادان ضد نکر
اُٹھ یہان سے آ ادھر گھر بیٹھ کچھہ دیوانہ ہے

کلیجا کرے خون وہ دل یہی ہے
تمہارے برابر کا قاتل یہی ہے

جو بے آگ جلجائے وہ دل یہی ہے
جو بے زخم تڑپے وہ بسمل یہی ہے

نہین یکدلی سخت مشکل یہی ہے
کہ وہ دل وہی اور یہہ دل یہی ہی

بُرائی نہ چاہے بُرون سے نباہے
اگر ہی تو دنیا مین مشکل یہی ہی

نہ ٹھہرا وہ ناوک تو دل یون پکارا
ٹھہر ای مسافر کہ منزل یہی ہی

چُھپاتے ہو مُٹھی مین کیون دیکہہ پایا
یہی ہے یہی ہے مرا دل یہی ہی

کرے مجہہ سے ہرچند وہ بھولی باتین
مگر یہہ کہونگا کہ قاتل یہی ہی

طبیعت کا آنا ہی آفت کا آنا
کرے صبر انسان مشکل یہی ہی

رہِ عشق مین راہزن کیا تہوگا
مجھے خوف منزل بمنزل یہی ہی

نہ آئیگا کوئی نہ بیٹھیگا کوئی
اگر آپ کا رنگِ محفل یہی ہی

تِرا جلوہ ٹھیرا ہی مقصودِ عالم
کہ ساری خدائیکا حاصل یہی ہی

بھری بزم مین تجھکو آتا ہی کیسا
یہہ پہچان حب ناکہ مائل یہی ہی

تڑپنے سے جسکے تسلّی ہو تجھکو
مری جان اس کام کا دل یہی ہی

ہماری شبِ غم گذر جائے یارب
کہ آسان کرنے کی مشکل یہی ہی

خدا نے بنایا بتون نے بگاڑا
نہ کعبہ نہ بتخانہ وہ دل یہی ہی

مری بزم کا عیش سُنکر وہ بولے
اگر موت سے تم غافل یہی ہی

وفا وہ کرین داغ یہہ کہنے کا
مگر آپ کا زعم باطل یہی ہی

غنیمت ہو ناشاد کیون کیسی کہی
چاہتا ہون داد کیون کیسی کہی

پہلے گالی دی سوالِ وصل پر | پھر ہوا ارشاد کیون کیسی کہی
پیر زن کے ساتھہ بولی اُٹھی اجل | اُسنے ای فریاد کیون کیسی کہی
تمنے دِل کی بات کیون کیسی سنی | ہمنے یہہ رُوداد کیون کیسی کہی
عاشقون کے قتل پر اتنی خوشی | آپ ہین جلاّد کیون کیسی کہی
مانگتے تہے میرے ملنے کی دعا | وہ بہی دن ہین یاد کیون کیسی کہی
لے چلین گے آج تجھکو اُنکے پاس | ای دلِ ناشاد کیون کیسی کہی
حشر مین پوچہونگا کہکر سرگذشت | یہہ کہانی یاد کیون کیسی کہی
سُن لئے وصلِ عدو کے تمنے شعر | یہہ مبارکباد کیون کیسی کہی
مین کرون تیری طرح تجھپر ستم | ای ستم ایجاد کیون کیسی کہی
دِل لگایا اب تو ہمنے پندگو | ہرچہ بادا باد کیون کیسی کہی
صید کر لو طائرِ جان رقیب | تم بنو صیّاد کیون کیسی کہی
ہمنے تجھہ سے آج اپنی آرزو | لیکے فریاد کیون کیسی کہی
تو بہی ای ناصح کسی پر جان دے | ہاتھہ لا اُستاد کیون کیسی کہی

**داغ** تجھکو باغِ جنت ہو نصیب
خانمان برباد کیون کیسی کہی

کہا تہا ہمنے جو کچھہ راز دان سے | سنا وہ آج دشمن کی زبان سے
یہہ ہے اُمید جسمِ ناتوان سے | کرون مین اُڑکے باتین آسمان سے

ملا تھا یا نہین اُس دِلستان سے — ترا آنا ہوا قاصد کہان سے

برستے ہین وہ فتنے آسمان سے — قیامت مٹ گئی میری نشان سے

نکالو داغ کو اپنے مکان سے — چلا آیا ہے دیوانہ کہان سے

وہی کہتا ہون مین سنتا ہون جو کچھہ — ملی ہی یون زبان اُنکی زبان سے

ہدف دل کو کریگا اک نہ اک دن — یہہ تیرا کھیلنا تیر و کمان سے

اُنہین غصہ ہمین ہی شوق قاصد — چلین گے وہ وہان سے ہم یہان سے

مری آہین رقیبون کی دعائین — یہہ فوجین لڑ رہی ہین آسمان سے

چلے بے راہ اکثر رہروِ شوق — بچی جاتی ہی منزل کاروان سے

ہر اک مین عیب نکلین گے کہان تک — تمہین اچھے سہی سارے جہان سے

سنا ہی آ گئی کچھہ اُسپہ ہی آفت — مزہ ملنے کا اب ہی پاسبان سے

کہان اے داغ اب اپنا ٹھکانا
اُٹھا بیٹھے ہین دل دونون جہان سے

تاثیر محبت نے کیون دیر لگائی ہی — یارب مری قسمت نے کیون دیر لگائی ہی

مظلومِ جفا آخر کب داد کو پہونچین گے — کیا جانے قیامت نے کیون دیر لگائی ہی

میخانہ پہ آجائے گھنگھور گھٹا گھر کر — اللہ کی رحمت نے کیون دیر لگائی ہی

وہ سنگدل آتا ہی کب میرے جنازے پر — لیجانے مین خلقت نے کیون دیر لگائی ہی

لڑتی نہین آنکھہ اُنکی گو سامنے بیٹھے ہین — شوخی نے شرارت نے کیون دیر لگائی ہی

کم ظرف نہین میکش ہر انکو حیا کا رنج
ساقی تری ہمت نے کیون دیر لگائی ہر

کل صبح قیامت ہر کیا جانے کوئی اسکو
میری شب فرقت نے کیون دیر لگائی ہر

دشوار نہین میرے لکھے کا بدل دینا
پھر کاتب قدرت نے کیون دیر لگائی ہر

تم کہہ نہ سکے جلدی اشعار بہت اچھے
اے داغ طبیعت نے کیون دیر لگائی ہر

کسطرح کہون قیس ترے دل کو لگی ہر
نالون سے کبھی آگ بھی محمل کو لگی ہر

اے راہنما راہ لے تو اور طرف کی
کچھ اور ہوا رہرو منزل کو لگی ہر

چلتی ہر کوئی داغ محبت کی نشانی
یہہ چوٹ غضب کی مہ کامل کو لگی ہر

جام مے کوثر لئے مشتاق ہین حورین
کیون دیر ابہی مرے قاتل کو لگی ہر

تعریف سنی حضرت یوسف کی جو تجھہ سے
اک چوٹ مرے حور شمایل کو لگی ہر

انصاف سے دشمن نے کہی حق مین ہمارے
اچھی ہی کہی ہر تو بری دل کو لگی ہر

مین تیرے سوا اور نہ اللہ سے مانگون
مدت سے یہی دھن ترے سائل کو لگی ہر

مجبور رہا شکر جفا سے بہی تو کمبخت
کیا موت کی ہچکی ترے بسمل کو لگی ہر

دیکھا نہ کنارا کبھی کشتی نے ہماری
کب ٹھیس حباب لب ساحل کو لگی ہر

کچھہ روتے ہین کچھہ مرتے ہین کچھہ لوٹ رہے ہین
کس کی نظر بد تری محفل کو لگی ہر

جب سے ہے سنا داغ نے کی عشق سے توبہ
گھبرائے ہوئے پھرتے ہین کیا دل کو لگی ہر

وقتِ انصاف جو تم پاس ہمارے ہوتے
روبرو داورِ محشر کے اشارے ہوتے

بزمِ دشمن مین ترے ہمکو نظارے ہوتے
اور اس بت کے آنکھونمین اشارے ہوتے

کسنے یون پیار کیا کسنے وفا ایسی کی
کیون کرین قتل کسیکو وہ ہمارے ہوتے

شبِ فرقت مین ہوا وہ ہار گھٹا چھائی ہے
کاش گنتے جو نمودار ستارے ہوتے

پھول تھے غیر کی قسمت مین اگر اے ظالم
تو نے پتھر ہی مجھے پھینک کے مارے ہوتے

قیس و فرہاد بھلے کو نہوے آج کے دن
وہ بھی ہو جان سے قربان تمہارے ہوتے

تارے گن گن کے گذاری شبِ دیجور فراق
کیا مصیبت تھی جو گنتی کے ستارے ہوتے

نامہ بر رہ کے وہان تجھکو خبر لانی تھی
چار دن اور مصیبت کے گذارے ہوتے

جور کے لطف تھے جب بندگی کے تھے مزے
جو تمہارے تھے وہی ڈھنگ ہمارے ہوتے

کیون مرے پاس تڑپنے کو رہے پہلو مین
آپ ہی حضرتِ دل اُنکے سہارے ہوتے

زلفین بکھری ہوئین تمنے جو سنواریں تو کیا
کام بگڑے ہوئے عاشق کے سنوارے ہوتے

چار دن بھی نہ رقیبون سے نبھی دیکھہ لیا
جو ہمارے نہوئے کب وہ تمہارے ہوتے

امتحان گاہِ محبت مین نہ ٹھہرے اغیار
یون نہ گھبراتے اگر دل کے کرارے ہوتے

بے نیازی کی ادا ان مین نہ ہوتی ہرگز
داغ یہہ بت جو نہ اللہ کے پیارے ہوتے

وہ قتل کیا اُسنے یہہ شہرت ہو کسیکی
کیا لطف ہو محشر مین بھی تربت ہو کسیکی

ہم اپنے ہی سر لین گے مصیبت ہو کسیکی
آئے گی اِسی جان پہ آفت ہو کسیکی

مٹ جائے کوئی حسن سے شہرت ہو سکیگی
ماتم ہو کہیگا شب عشرت ہو سکیگی

پیغام دیا تھا کوئی مرتا ہی خبر لو
قاصد سے کہا گر یہی عادت ہو سکیگی

تم ظلم کئے جاؤ یہہ ذمہ ہی ہمارا
پرسش ہی جو فرمائے قیامت ہو سکیگی

وہ صدمے اُٹھائے ہین کہ ہر دم یہہ دعا ہے
دنیا مین کسیکو نہ محبت ہو سکیگی

ہم لطف کے رستے کو ابھی جانچ رہے ہین
دل دین اگر ایسی ہی عنایت ہو سکیگی

بیدل ہین یہہ معشوق بھی عاشق سے زیادہ
دل ہو تو ضرور اُس مین محبت ہو سکیگی

کیون وصل کی شب ہاتھہ لگانے نہین دیتے
معشوق ہو یا کوئی امانت ہو سکیگی

انصاف اُسی روز تو ٹھہرا ہے ہمارا
ایسا نہو شرمندہ قیامت ہو سکیگی

اے نامہ بر انداز سخن سیکھہ لے ہمسے
تعریف کے پہلو مین شکایت ہو سکیگی

لپٹا دے مجھے تیغ سے اے شوق شہادت
پوری نہ کسیطرح سے حسرت ہو سکیگی

دشمن کی کبھی تم سے بُرائی نہ کرونگا
کیا فائدہ کیون مفت مین غیبت ہو سکیگی

دیکھی ہی وہ شوخی کہ یہہ جی چاہ رہا ہی
مٹی کے بھی پتلے مین شرارت ہو سکیگی

آتا ہی مجھے نرگس حیران سے بھی وہم
کمبخت کی آنکھون مین نہ حسرت ہو سکیگی

اے داور محشر نظر رحم کسی پر
مجھکو نہین منظور کہ ذلت ہو سکیگی

راحت طلبی نے مجھے رکھا نہ کہین کا
طاعت ہو سکیگی نہ اطاعت ہو سکیگی

اے نامہ بر احوال غم ہجر تو لکھدون
ایسا نہو میری ہی سی حالت ہو سکیگی

لڑنا کبھی ملنا کبھی آنا کبھی جانا
تم شوخ ہو یا شوخ طبیعت ہو سکیگی

لو رہنے دو تسکین کے لئے غیر کی تصویر — شاید جو نہون مین تو ضرورت ہو کسیکی

**داغ**

یہہ داغ ہماری نہین سنتا نہین سنتا
ایسی ہی الٰہی نہ بُری مت ہو کسیکی

عشق مین عیش کے بدلے یہہ تباہی کیسی — پہنس گئی جان مصیبت مین الٰہی کیسی

چاہتے ہو مری چاہت کا رقیبون سے ثبوت — جب ہو مجرم کو خود اقرار گواہی کیسی

ابھی آئی ابھی چہائی شب ہجران اے چرخ — دوڑتی ہے ترے مُنہہ پر یہہ سیاہی کیسی

ترک خونخوار ترا غمزہ پہر اُسپر چالاک — دل سے لڑتا ہے لڑائی یہہ سپاہی کیسی

دل نہین مال تو اس کا نہین لالچ کیا — تم نہین چور تو دزدیدہ نگاہی کیسی

تم تو دلدار وفادار ہو لو کیا کہنا — منصفی شرط ہے کیون ہمنے نباہی کیسی

پارسا جان کے وہ مجہہ سے ملے دیکہو مین — اُلٹی کام مری پاک نگاہی کیسی

ابر آیا ہے فلک پر کہ شب غم یارب — یہہ سپیدی مین جہلکتی ہے سیاہی کیسی

اس سے بڑہکر تو گنہگار نہ دیکہا نہ سنا — جب کیا عشق تو ناکردہ گناہی کیسی

**داغ**

کیا بُری چیز ہے الفت کا بُرا ہو داغ
دل سے ہمدم نے بُرائی مری چاہی کیسی

فراق یار مین تسکین دل بیتاب کو ہوتی — جو اپنے عیش سے فرصت کہے احباب کو ہوتی

پسند آتی اگر اُس شوخ کو ایسدل کی بیتابی — یہہ حسرت برق کو یہہ آرزو سیماب کو ہوتی

[illegible]یان حسینون کو تباہی کے لئے ورنہ — ترقی سی ترقی عالم اسباب کو ہوتی

شب فرقت جو دیکہا چودہوین کا چاند کیا دیکہا
میسر اسکی صورت دیدۂ بیخواب کو ہوتی

پڑی ہی مخمصے مین جان مجھہ مےکش کی مرجاتا
اگر کچھہ دیر ای زاہد شراب ناب کو ہوتی

نئی سیرین نرالے رنگ کیونکر دیکہتا کوئی
ہمیشہ کیون نہ گردش عالم اسباب کو ہوتی

رہا پردے مین وہ بت ورنہ ابرو کے اشارے سے
قیامت تہی کہ جنبش کعبہ کی محراب کو ہوتی

مزا جب تہا نہ رہتا نام کو بہی اُس مین دم باقی
یہانتک پیاس تیری خنجر بے آب کو ہوتی

نگاہ شوق موسی کی طرح گر دیکہتی تجہکو
کہان یہہ تاب تیرے روے عالمتاب کو ہوتی

شب غم **داغ** سینہ سے نہ اُٹہا تہا ہی ورنہ
فروغ داغ سے نسبت نہ کچھہ مہتاب کو ہوتی

یہہ چرچے ہین ہمین دونون کے دم سے
نہ تم سے پہر زمانے مین نہ ہمسے

اگر مر جائین تو چہٹ جائین غم سے
مگر یہہ ہو نہین سکتا ہے ہم سے

ہمین ہر کس کی حسرت تیری حسرت
محبت کس کے دم سے تیرے دم سے

نہ لکہین گے جواب خط کسیکو
یہی لکہدے وہ کاش اپنے قلم سے

یہانتک ہو گئی ہین محو دیدار
یہہ آنکہین کم نہین بیت الصنم سے

نہ کیون ہو اُنکی گہبرائی ہوئی چال
کہ فتنے لپٹے جاتے ہین قدم سے

پسند آئی اُنہین خود طرز رفتار
نظر اُٹہتی نہین اپنے قدم سے

تغافل ہر وعدہ پہر ہر بار کہنا
ہماری توبہ ہی جہوٹی قسم سے

کہا یہہ شکوۂ روز جزا پر
تجہے پالا پڑیگا پہر بہی ہم سے

شبِ وعدہ ہمارے جی خواب مین آئے
وہ سچّے بن گئے جھوٹی قسم سے

ملا یہہ خامہ فرسائی پہ الزام
ہمین لکھا ہی خط ٹوٹے قلم سے

مرے سر پر نہ رکھو ہاتھہ اپنا
کہ ہوگا دردِ سر جھوٹی قسم سے

نہ مانے کو فلک کو ساتھہ لے لو
یہہ جی بھرتا نہین تھوڑے ستم سے

دمِ تحریرِ خط یہہ ہین دعائین
چلے قاصد سوا میرے قلم سے

کہین گے ہم کہ ہمکو چاہتے ہو
اگر تم ہاتھہ اٹھا بیٹھے ستم سے

خدایا آبرو دے رزق ای داغ
نہین ہی بحث ہمکو بیش و کم سے

اجل روزِ جدائی کیون نہ آئی
کسیکی مجھکو آئی کیون نہ آئی

بہت عاشق تھے خواہانِ قیامت
بلائے سے نہ آئی کیون نہ آئی

تعجب ہی کہ اس بیداد پر بھی
ترے آگے برائی کیون نہ آئی

محبت مین جو دلپر آئی تھی چوٹ
جگر پر وہ سوائی کیون نہ آئی

عدو کو پھیر لاتا تیرے در سے
مجھے یہہ رہنمائی کیون نہ آئی

ترا شفاف چہرہ تن بدن صاف
طبیعت مین صفائی کیون نہ آئی

مسیحائی اگر آتی ہے تمکو
اداے جانفزائی کیون نہ آئی

مجھے بھولا سمجھ لے ورنہ واعظ
سمجھ مین پارسائی کیون نہ آئی

ہزارون چاہتے ہین داغ تمکو

تمہین پھر بیوفائی کیون نہ آئی

پوچھتے ہین وہ مزاج اچھا تو ہر
مار رکھنے کا علاج اچھا تو ہر

یاس گلّی وجہ استغنا ہوئی
جب نہو کچھہ احتیاج اچھا تو ہر

گر حسینون مین بہی ہو رسم وفا
کیا برا ہی یہہ رواج اچھا تو ہر

آشیان زیب سر مجنون ہوا
ای جنون تنکون کا تاج اچھا تو ہر

سینہ کوبی دل خراشی چاہیئے
ہوسکے جو کام کاج اچھا تو ہر

دل نہ ٹھہریگا تو کیا ٹھہریگا عشق
قلب کا یہہ اختلاج اچھا تو ہر

**داغ** کو دی ہے تسلّی آپ نے
واقعی وہ کل سے آج اچھا تو ہے

پہول دن بہر مین ترو تازہ کہان رہتا ہر
آدمی تیس برس تک ہی جوان رہتا ہر

داغ حسرت جو پس مرگ عیان رہتا ہر
یہہ نشان قدم عمر روان رہتا ہر

دل مین رہتا ہی جو آنکھون سے نہان رہتا ہر
پوچھتے پہرتے ہین وہ داغ کہان رہتا ہر

کونسا چاہنے والا ہی تمہارا ممنون
سر تو رہتا نہین احسان کہان رہتا ہر

دست رد سینۂ عشاق پہ مارا اُسنے
تیغ سے بڑھ کے ترا ہاتھہ روان رہتا ہر

وہ کڑی بات سے لیتے ہین جو چٹکی دل مین
پہرون انکے لب نازک پہ نشان رہتا ہر

مین برا ہون تو برا جان کے ملیئے مجھہ سے
عیب کو عیب سمجھیئے تو کہان رہتا ہر

خانۂ دل مین تکلف ہی رہے تہوڑا سا
کہ ترا داغ ترا درد یہان رہتا ہر

لامکاں تک کی خبر حضرتِ واعظ نے کہی
یہہ تو فرمائیں کہ اللہ کہاں رہتا ہے

ہم تو سمجھے تھے کہ وہاں ہی تمہارا نوکر
کیا خبر تھی ملک الموت یہاں رہتا ہے

اُنکے آتے ہی مجھے حور کا آیا جو خیال
بولے گھبرا کے کوئی اور یہاں رہتا ہے

اپنے کوچہ میں نئی راہ نکال اپنے لئے
کہ یہاں مجمعِ آفت زدگاں رہتا ہے

جیسی دو آنکھیں ہیں دو دل بھی ملے ہیں مجکو
وقت پر ایک یہاں ایک وہاں رہتا ہے

گرچہ وہ کوستے ہیں فخر ہے اسکا مجھکو
نام میرا ہی اُنہیں وردِ زباں رہتا ہے

کچھہ مجھے وہم بندھا کرتے ہیں تنہائی میں
کچھہ اُنہیں بھی مری جانب سے گماں رہتا ہے

کیا کروں عشق میں بیتابیٔ دل کا شکوہ
صبر کرنے سے بھی پہروں خفقاں رہتا ہے

میرے مطلب کی کہانی سے اُنہیں ہے نفرت
یہی افسانہ مجھے نوکِ زباں رہتا ہے

زخم آلے تو سبھی خشک ہوا کرتے ہیں
**داغ** مٹتا ہی نہیں اسکا نشاں رہتا ہے

لطف وہ عشق میں پائے ہیں کہ جی جانتا ہے
رنج بھی ایسے اُٹھائے ہیں کہ جی جانتا ہے

جو زمانے کے ستم ہیں وہ زمانا جانے
تو نے دل اتنے ستائے ہیں کہ جی جانتا ہے

مسکراتے ہوئے وہ مجمعِ اغیار کے ساتھہ
آج یوں بزم میں آئے ہیں کہ جی جانتا ہے

سادگی بانکپن اغماض شرارت شوخی
تو نے انداز وہ پائے ہیں کہ جی جانتا ہے

اِنہیں قدموں نے تمہارے اِنہیں قدموں کی قسم
خاک میں اتنے مِلائے ہیں کہ جی جانتا ہے

تم نہیں جانتے اب تک یہہ تمہارے انداز
وہ مرے دِل میں سمائے ہیں کہ جی جانتا ہے

کعبہ و دیر میں پتھرا گئیں دونوں آنکھیں — ایسے جلوے نظر آئے ہیں کہ جی جانتا ہے
دوستی میں تری در پردہ ہمارے دشمن — اسقدر اپنے پرائے ہیں کہ جی جانتا ہے

**داغ** وارفتہ کو ہم آج ترے کوچے سے
اس طرح کھینچ کے لائے ہیں کہ جی جانتا ہے

تم لبھاتے ہو بار بار کسے — ایسی باتوں کا اعتبار کسے
واہ کیا شان بے نیازی ہے — دیدیا دلپر اختیار کسے
جب تلوّن مزاج وہ ٹھیرے — بیوفائی کا اعتبار کسے
مانگتا ہے دعا رقیب اگر — کھینچ لایا مرا مزار کسے
میرے مرنے کے بعد رو کے کہا — اب کہیں گے وفا شعار کسے
تاک میں دل کی ہے نشیلی آنکھ — اور کہتے ہیں ہوشیار کسے
دیکھیے رنگ لائے کیا جوبن — لوٹتی ہے تری بہار کسے
اک زمانے میں پڑ گئی ہلچل — کر دیا تمنے بیقرار کسے

**داغ** کو دو ہی دن میں بھول گئے
آپ کہتے تھے جاں نثار کسے

دل کے رہنے کا اعتبار کسے — اور رکھنے کا اختیار کسے
دل سے دشمن کا اعتبار کسے — ہم بنائیں صلاح کار کسے
یاد بھی ہے کہ آج بھول گئے — کل کیا تھا امیدوار کسے

موت سے پیشتر ہی مرجاؤن | اِسقدر تابِ انتظار کسے

جب کہا مین نے ہاے لوٹ لیا | دِل پکارا کہ میرے یار کسے

غیر کو بہی بلالیا ہمنے | وہ بنائین گے رازدار کسے

ذکرِ دشمن تو خوب تہا کہیئے | اب گذرتا ہے ناگوار کسے

دِل دعا کیا کرے مرے حق مین | بخشوائے گناہگار کسے

بجلیان ہین یہہ شوخیان تیری | اور کہتے ہین بیقرار کسے

داغ سے وہ اگر نہین ملتے
نہ ملین ہو یہہ افتخار کسے

ہین خجل دل سے دیدۂ گریان بہرے ہوے | دونون چراغ ہین شبِ ہجران بہرے ہوے

زخمون پہ میرے کانِ ملاحت کے ہاتہہ سے | خالی کبہی ہوے ہین نمکدان بہرے ہوے

منکر ہے قتلِ غیر سے کیون دیکہہ تو ذرا | آیا ہے کون خون سے دامان بہرے ہوے

خالی نہین فساد سے یہہ تیوری کے بل | آتے ہو تم کہین سے مریجان بہرے ہوے

مجہہ زندِ پاکباز کو خالی سمجہہ نہ شیخ | اِس دِل مین ہین خزانۂ عرفان بہرے ہوے

ہین جنتی گلی مین تری کشتگانِ تیغ | ہین اس زمین مین گنجِ شہیدان بہرے ہوے

اے داغ دِل ترا نہ شگفتہ ہوا کبہی
عالم مین ہین گلون سے گلستان بہرے ہوے

ایسے تنگ آئے ہاتہہ سے دِل کے | روے ہم غیر سے گلے

عرش سے آگے ملتے ہین | کچھ کچھ آثار اپنی منزل کے
قطع امید ہو گئی آخر | اور ٹکڑے کرو مرے دل کے
عشق پرزور حسن زور شکن | رہ گئے آج ہاتھ مل مل کے
بوسہ دینے کا لطف تو یہ ہے | ہونٹ ہلنے نپائین سائل کے
ہاتھ گردن مین ڈال کر بولے | کس سے ملئے ترے گلے مل کے
شوق سے آپ آئینہ دیکھین | ہوش اڑ جائین گے مقابل کے

داغ کے عشق پر یہ ناز کرو
ہم ہین معشوق فرد کامل کے

کام رکنے کا نہین اے دل ناداں کوئی | خود بخود غیب سے ہو جائیگا سامان کوئی
بیچتا ہون جو خریدے مرے ارمان کوئی | مفت دیتا ہون اگر مان لے احسان کوئی
عشق جسکو نہوا کیسا نہین انسان کوئی | آگے تقدیر ہے خوش ہو کہ پشیمان کوئی
مل گیا اور رہی غارتگر ایمان کوئی | لیگیا لوٹ کے مجھ سے ترے ارمان کوئی
تھا ابھی چشم تصور مین نمایان کوئی | ہو گیا دیکھتے ہی دیکھتے پنہان کوئی
لائے کیونکر یہ یقین دل سے مسلمان کوئی | بے قسم کھائے وہ کرتے نہین پیمان کوئی
پانی پی پی کے دعا دین تجھے بسمل قاتل | انکو پہنچا دے سر چشمۂ حیوان کوئی
نا اچٹتی ہوئی باتون کے نہین ہم قائل | کرے انکار باندازۂ پیمان کوئی
یا دہرا جائے بلا سے انہین آرائش مین | رہ نجائے کسی کمبخت کا ارمان کوئی

رکھہ کے پیکان مرے زخمون مین لگاتا نمکی
ہو یونہین دیکھہ کے انگشت بدندان کوئی

شکوۂ رنجش و بیداد بھی کرنا قاصد
مگر اتنا کہ نہ ہو جائے پشیمان کوئی

جانتے بھی ہو اُس ارمان بھرے کو کہ نہین
شب کو بیٹھا تھا کسی گوشہ مین پنہان کوئی

برسون امید شہادت مین جیئے ہم اے خضر
تیغ سے بڑھ کے نہین دم کا نگہبان کوئی

نظر آتا نہین محفل مین کہین وہ آج
بنکے بیٹھا ہی کہان شمع شبستان کوئی

حسرتین یون تو محبت مین بہت ہوتی ہین
دل مین رکھنے کا نکل آتا ہی ارمان کوئی

منفعل روز قیامت ہو وہ ظالم توبہ
دادخواہی سے نہ ہو جائے پشیمان کوئی

چشم بد دور وہ صیاد ہین تیری آنکھین
سامنے ہو کے نکلتا نہین انسان کوئی

ایک مہمان نے آتے ہی یہہ گھر لوٹ لیا
وہ جو دل مین ہی تو باقی نہین ارمان کوئی

دل تڑپ کر ادھر آتا ہی تو بڑھتی ہی خلش
ہی مگر دوسرے پہلو مین بھی پیکان کوئی

اُسکو مین لکھہ کے خط شوق پتا بھول گیا
غیر ہی لکھدے مرے نامے کا عنوان کوئی

طبع حاضر ہی صفائی بھی ہی نیت بھی درست
اب تو کر لیجیے خدا کے لیئے پیمان کوئی

مین شب وصل زبان چوس کے چھوڑون کیونکر
کر سکے غیر سے کیون وعدہ و پیمان کوئی

اے حیات ابدی کچھہ تو سہارا دینا
نظر آتا ہی مجھے جان کا خواہان کوئی

ہی حسینون کی عدالت مین اُسیکی بخشش
ہو جو ناکردہ خطا دل سے پشیمان کوئی

ہو گی اُس بزم مین گلدستۂ نرگس کی بہار
باندھ دے اُس مین مرا دیدۂ حیران کوئی

آتشین آہ نے بل خاک نکالے دیکھو
سیدھے کرتا ہی ادھر ناوک مژگان کوئی

جب سے کی عشق سے توبہ نظر آتے ہین یہہ جواب
کھینچتا ہی کوئی دامن تو گریبان کوئی

توڑ کر عہد بتِ عہد شکن نے یہہ کہا
آپ کی عمر کا رشتہ نہین پیمان کوئی

دل مین چبھہ جاتی ہین کسطرح تمہاری آنکھین
سیخ دیکھا نہ کبھی ناوکِ مژگان کوئی

فرصتِ ناز ہی پہرون نہین ملتی افسوس
وہ ہی مصروفِ ستمہای فراوان کوئی

آنکھہ مین آنکھہ تو ڈالی نہین جاتی ظالم
دل مین دل ڈالدے کسطرح سے انسان کوئی

مٹ چکی ہی خلشِ دل مگر اب بھی ای داغ
پھانس کی طرح کھٹک جاتا ہے ارمان کوئی

تری محفل مین یہہ کثرت کبھی تھی
ہمارے رنگ کی صحبت کبھی تھی

اس آزادی مین کیا وحشت کبھی تھی
مجھے اپنے سے بھی نفرت کبھی تھی

ہمارا دل ہمارا دل کبھی تھا
تری صورت تری صورت کبھی تھی

ہوا انسان کی آنکھون سے ثابت
عیان کب نور مین ظلمت کبھی تھی

دکن مین آئے ہم ہندوستان سے
تصور مین بھی یہہ صورت کبھی تھی

مٹی کیا آبروئے عشق افسوس
کہ اس ذلت مین بھی عزت کبھی تھی

جہان سو حسرتون کی پوٹ ہی اب
یہین اک شخص کی تربت کبھی تھی

ذرا انصاف کیجے کون ہون مین
نہ تھی یا کچھہ مری عزت کبھی تھی

حسرت مین اب دل مبتلا ہی
کہ جس امید مین حسرت کبھی تھی

یاد ہی کچھہ آزار کا شوق
وہ پھر ہو جو مری حالت کبھی تھی

ترحم ہی تجھے ہمپر کبھی تہا — تسلی ہی دم رخصت کبھی ہی

ندی دو گز زمین مرقد کو میرے — کہا اِس کوچہ مین تربت کبھی ہی

کرین کیا اب زمانے کی شکایت — کہ دنیا منزل راحت کبھی تہی

محبت سے تری ہوتا ہے اب رنج — عداوت سے تری اُلفت کبھی ہی

شب ہجران مین سویا کون کمبخت — کبھی کچھہ ہوش تہا غفلت کبھی تہی

دِل ویران مین باقی ہین یہہ آثار — یہان غم تہا یہان حسرت کبھی تہی

مزا آتا نہین وہ قتل مین اب — ترے خنجر کہ ان مین جو لذت کبھی ہی

شکایت سُن کے یہہ ہوتا ہے ارشاد — تیری تقدیر مین راحت کبھی تہی

یہہ تہمت رکہہ کے ہم اُنسے ملین گے — ہماری آپ کی صحبت کبھی تہی

تمہاری سادگی یہہ کہہ رہی ہے — نگاہِ ناز اک آفت کبھی تہی

ہجومِ غم سے ابتک مرنجا تا — مجھے مرنے کی بہی فرصت کبھی تہی

دِل برباد مین اُڑتی ہے اب خاک — یہہ بستی غیرت جنت کبھی تہی

یہہ دِل حاضر ہے لیجے اِس سے کیا بحث — تہی یا آپ کی نیت کبھی تہی

نہین ہے اب نہین ہے صاف سنلو — کبھی تہی مجھکو ہان چاہت کبھی تہی

تم اترائے کہ بس مرنے لگا داغ
بناوٹ تہی جو وہ حالت کبھی تہی

ہم تیرے کام اے دل مضطر نہ آئین گے — اُن کے بگڑ گئے تو مگر ہنائین گے

تصویر یار اپنی جبین پر بنائین گے
بگڑا ہوا ہم اپنا مقدر بنائین گے

جنت کے بدلے دلمین ترے گہر بنائین گے
یہہ یادگار ہم سرِ محشر بنائین گے

ایمان کی تو یہہ ہی غضب ہین بتان ہند
اپنا ہی سا مجہے بہی یہہ کافر بنائین گے

حرفِ غلط نہین مری تقدیر کا لکہا
احباب چہا کر اسے کیونکر بنائین گے

اور و نیہ کیون نزول بلا اپنے سا تہہ ہو
اب ہم مکان شہر سے باہر بنائین گے

کیا بن پڑیگا کوئی نہ دل کا مسوّدہ
اکثر مٹائین گے ابہی اکثر بنائین گے

ہوگا یونہین جو تشنۂ خون ایک ایک کا
کیون میفروش بادۂ احمر بنائین گے

دینے لگا ہی ہمکو مزا خارِ آرزو
اِسکو بڑہا کے صورت نشتر بنائین گے

باعث بگاڑ کے ہین وہی جنسے تہی امید
اِنسے بنائین گے کام یہہ اکثر بنائین گے

افسوس ہی کہ توٹ پڑیگا وہین فلک
ہم جان توڑ کر جو کہین گہر بنائین گے

جب دِل بگڑ چکا تو بنائے سے کب بنا
کیا خاک وہ بنائین گے پہر بنائین گے

دشمن ہمارے واسطے تکلیف کیون کرین
ہم آپ اپنے قتل کا محضر بنائین گے

داماں چشم خانہ بدوشون سے کب چہٹا
اُسکو بہی چیر پہاڑ کے بستر بنائین گے

تیرے بگاڑنے تو بگاڑا ہی دِل مرا
تیرے بناؤ بہی تو ہم پر بنائین گے

خالی نہوگی لطف سے بیدادِ محتسب
ہم شیشۂ شکستہ کو ساغر بنائین گے

کہتے ہین وہ جلائین گے ہم تجہکو حشر تک
دشمن کی قبر تیرے برابر بنائین گے

ہوگا شبِ فراق کا غم بہی بہت بڑا
دل کو ہزار ہاتہہ کا کیونکر بنائین گے

اُس نازنین کو لکھیں گے جب سطرِ اشتیاق
دل کی رگوں سے ہم خطِ مسطر بنائیں گے

بیکار جائیگا نہ کوئی فتنہ خرام
وہ رفتہ رفتہ شہر کو محشر بنائیں گے

کیوں عکس جاسکیگا جو تو ناز کر سکے
ہم آئینے میں سدِّ سکندر بنائیں گے

عادت یہی ہوگئی ہے وہ دیکھیں گے جب مجھے
چتون غضب کی قہر کے تیور بنائیں گے

منہ دیکھتے ہیں دور سے نیچی نظر کئے
پلکوں سے آئینے میں وہ جوہر بنائیں گے

وہ جھانکنے جو آئینگے ہم دیکھ لینگے صاف
تصویرِ غیر روبروے در بنائیں گے

وہ کم سنی میں کھیل ہی کھیلیں گے تو یہی
مٹی کے تیغ و ناوک و خنجر بنائیں گے

کچھ تجھکو بھی تو خانہ خرابی کی قدر ہو
خانہ خراب دل میں ترے گھر بنائیں گے

ہر وقت داغ کا یہی تکیہ کلام ہے
میرے حضور مجھکو توانگر بنائیں گے

گر میرے اشکِ سرخ سے رنگِ حنا ملے
جو چور کی سزا ہو وہ مجھکو سزا ملے

جاتے تھے منہ چھپائے ہوئے میکدہ کو ہم
آتے ہوئے اُدھر سے کئی پارسا ملے

پس ماندگانِ قافلہ کا انتظار تھا
جو رہگزر تھے راہ میں بارے وہ آملے

اپنی ہی شامت آگئی توبہ کے ساتھ ہی
عہدِ شباب کے جو کہیں آشنا ملے

جنت سے عار حور کی صحبت سے اجتناب
کیا جانے بندگی کا صلہ مجھکو کیا ملے

شوقِ وصال خاک میں سبکو ملائیگا
تم کیوں ملو کسی سے تمہاری بلا ملے

اللہ دے تو فقر کی دولت ہے سلطنت
جیسے فقیر مجھکو ملے بادشا ملے

جو اپنے دل سے آپ کرے بدمزاجیان
ایسے اگھلکھ پیسے بھلا کوئی کیا ملے

دنیا مین دلّگی کے لئے کچھہ تو چاہیئے
ہم اِن بتون سے ملتے ہین جبتک خدا ملے

اِک بات ہم کہین تو ابھی کھوئے جاؤگے
اِسطرح سے کہ تمکو نہ اپنا پتا ملے

اب منصفی ہو وا ور محشر کے علم پر
میرے گواہ ٹوٹ کے دشمن سے جا ملے

لو آؤ دل ملائین تمہاری نگاہ سے
شوخی سے شوخی اور حیا سے حیا ملے

اُس دلستان کا ہو وہی دروازہ نامہ بر
دربان بھی تجھسے دلکو جہان پوچھتا ملے

یہہ بھید کیا ہو مجھہ سے ملا آج یون رقیب
جسطرح آشنا سے کوئی آشنا ملے

اُسکے ہجوم ناز مین کھویا گیا ہو دل
جو اِسطرحکی بھیڑ مین گم ہو وہ کیا ملے

اِسواسطے اٹھائی ہین تیری برائیان
ڈرتا ہون مین کہ اور نہ تجھہ سے برا ملے

اے داغ اپنی وضع ہمیشہ یہی رہی
کوئی کھچا کھچے کوئی ہمسے ملا ملے

ساقیا دے بھی مے روح فزا تھوڑی سی
بیوفا عمر کرے اور وفا تھوڑی سی

ہم تو اُس آنکھہ کے ہین دیکھنے والے دیکھو
جس مین شوخی ہو بہت اور حیا تھوڑی سی

وعدۂ غیر پہ کیا ہوتی ہو جلدی انکو
ہاتھہ دہو ڈالتے ہین ملکے حنا تھوڑی سی

نغمہ دلکش ہو تو دمساز دم عیسیٰ ہو
کبھی آجاتی ہو کانون مین صدا تھوڑی سی

تم مرے جرم کی تفصیل نہ پوچھو مجھہ سے
کہ خطا وار بتاتا ہو خطا تھوڑی سی

ابھی بتخانہ کے سجدون سے تو فرصت ہو لے
جا کے مسجد مین بھی کرلین گے ادا تھوڑی سی

مرگ فرہاد پہ حسرت سے کہا شیرین نے
عمر عاشق ہی کو دیتا ہی خدا تھوڑی سی

وائے تقدیر گرے ٹوٹ کے ناخن اپنے
رہگئی تھی گرہ بند قبا تھوڑی سی

آئے ہمسایہ مین وہ گو نہ یہانتک آئے
آج مقبول ہوئی میری دعا تھوڑی سی

کیون فلک مجھکو کھلاتا ہی غم عشق بہت
ایسے بیمار کو دیتے ہین غذا تھوڑی سی

بعد مردن مری مرقد مین بنا دین روزن
آتی جاتی رہے دنیا کی ہوا تھوڑی سی

منصفی شرط ہی آخر کوئی کبتک بخشے
روز ہوجاتی ہی بہولے سے خطا تھوڑی سی

داغ یہہ مئے ہجر یہہ ساغر ہی کہان کی توبہ
پی خدا کے لیئے ای مرد خدا تھوڑی سی

جانسے چہوڑ دے تو ای ستم ایجاد مجھے
کہ ملے روز نئی لذت بیداد مجھے

تم سلامت رہو آزار کے دینے والے
کون سنتا ہی مبارک مری فریاد مجھے

اہل محشر سے یہہ پوچھوگا خدا لگتی بات
تمنے دیکھا بھی ہی دنیا مین کبھی شاد مجھے

حسن کا نام بلا ہی حسین عالم مین
نظر آتا ہی ہر اک پہول ہی صیاد مجھے

بندگی ایسی غلامی کو اگر قدر نہو
قتل کرڈال جو کرتا نہین آزاد مجھے

آسمان ٹوٹ پڑا مجھپہ تری الفت مین
پہلے ہی سے نظر آتی تہی یہہ افتاد مجھے

کچھہ تو امید نہ دے اُسنے وفاداری کی
کاش دشمن ہی سمجھکر وہ کرین یاد مجھے

خانۂ دل سے یہہ ماتم کی صدا آتی ہی
غم سے آباد کیا جان سے برباد مجھے

ہچکیان داغ دم نزع چلی آتی ہین

شاید اُس بھولنے والے نے کیا یاد مجھے

تمنے بدلے ہم سے گن گن کے لئے — ہمنے کیا چاہا تھا اسدن کے لئے

کچھہ نرالا ہے جوانی کا بناؤ — شوخیاں زیور ہیں اس سن کے لئے

وصل میں تنگ آکے وہ کہنے لگے — کیا یہہ جوبن تھا اسی دن کے لئے

چاہنے والوں سے گر مطلب نہیں — آپ پھر پیدا ہوئے کن کے لئے

فیصلہ ہو آج میرا آپ کا — یہہ اُٹھا رکھا ہے کس دن کے لئے

دے مجھے بے دُرد اے پیر مغاں — چاہیئے اک پاک باطن کے لئے

دل کے لینے کو ضمانت چاہیئے — اور اطمینان ضامن کے لئے

مے کشو مژدہ اب آئی فصل گل — بلبلوں نے چونچ میں تنکے لئے

ہمنشینوں سے مرے کہتے ہیں وہ — چھوڑ دیں غیروں کو کیا ان کے لئے

ہیں رخ نازک پہ گنتی کے نشان — کس نے تیرے بوسے گن گن کے لئے

وہ نہیں سنتے ہماری کیا کریں — مانگتے ہیں ہم دعا جن کے لئے

آجکل میں داغ ہوگے کامیاب
کیوں مرے جاتے ہو دو دن کے لئے

آئے بھی تو وہ منھہ کو چھپائے مرے آگے — اسطرح سے آئے کہ نہ آئے مرے آگے

کیا دم کا بھروسا ہے پھر آئے کہ نہ آئے — جانا ہے جو قاصد کو تو جائے مرے آگے

کچھہ تذکرہ رنجش معشوق جو آیا — دشمن کے بھی آنسو نکل آئے مرے آگے

دل میں نے لگایا ہی مگر دیکھیے کب ہو
سب جھینکتے ہیں آپ پہ پر آئے مرے آگے

بجھتے ہوئے دیکھونگا نہ میں دل کی لگی کو
کوئی نہ کبھی شمع بجھائے مرے آگے

مانگی ہی دعا وصل کی کچھہ اور نہ سمجھو
کوسا ہو اگر میں نے تو آئے مرے آگے

تیور یہی کہتے تھے کہ یہہ نام ہی میرا
لکھکر کئی حرف اُسنے مٹائے مرے آگے

دیکھی ہی تو کوئی قاصد جانان کی دلیری
واپس مرے خط لاکے جلائے مرے آگے

بچھڑے ہوئے معشوق ملیں سبکو الٰہی
تنہا کوئی جنت میں نہ جائے مرے آگے

محشر میں بھی ہی خواہش خلوت مجھے ایسی
کہتا ہوں کیا میرا نہ آئے مرے آگے

کچھہ داغ کا مذکور جو آیا تو وہ بولے
آئے تھے بُرا حال بنائے مرے آگے

یہہ جو ہی حکم مرے پاس نہ آئے کوئی
اس لئے روٹھہ رہے ہیں کہ منائے کوئی

یہہ نہ پوچھو کہ غم ہجر میں کیسی گذری
دل دکھانے کا اگر ہو تو دکھائے کوئی

تاک میں ہی نگہہ شوق خدا خیر کرے
سامنے سے مرے بچتا ہوا جائے کوئی

ہوچکا عیش کا جلسہ تو مجھے خط بھیجا
آپ کی طرح سے مہمان بلائے کوئی

ترک بیداد کی تم داد نہ چاہو مجھسے
کرکے احسان نہ احسان جتائے کوئی

یوں شب وصل ہو بالیدگی عیش و نشاط
آپ اپنے میں خوشی سے نہ سمائے کوئی

یہاں فلک و زمیں کا جو بنایا ہی تو کیا
بات وہ ہی جو ترے دل کی بنائے کوئی

درد الفت کے مزے لیتے ہیں قسمت والے
خوش دل ایسا نہیں ہی کہ نہ کھائے کوئی

کیا وہ مے داخل دعوت ہی نہیں اے واعظ
مہربانی سے بلا کر جو پلائے کوئی

وعدہ وصل اسے جانکے خوش ہو جاؤں
وقت رخصت ہی اگر بار نہ بلائے کوئی

سرد مہری سے زمانہ کی ہوا ہے دل سرد
رکھکر اس چیز کو کیا آگ لگائے کوئی

آپ نے داغ کو منہ بھی نہ لگایا افسوس
اسکو رکھتا ہے کلیجے سے لگائے کوئی

وہ کھینچتے ہیں خنجر براں کبھی کبھی
مشکل ہماری ہوتی ہے آساں کبھی کبھی

بھولے ہی بنکے کام نکلتا ہے گاہ گاہ
بنجاتے ہیں ہم آپ ہی ناداں کبھی کبھی

اقرار سے زیادہ ہے انکار آپ کا
ہر دم نہیں نہیں ہے تو ہاں ہاں کبھی کبھی

ہر وقت انکی شرم سے اٹھتی نہیں پلک
ہوتا ہے دل کے پار یہ پیکاں کبھی کبھی

دل رفتہ رفتہ خوگر غم ہو تو خوب ہے
آیا کرے مری شب ہجراں کبھی کبھی

وہ ہات رکھکے سر پہ مرے کھاتے ہیں قسم
ہوتے ہیں جھوٹ موٹ کے احساں کبھی کبھی

رہ رہکے یاد آتے ہیں اپنے ستم انہیں
ہوتے ہیں دل ہی دل میں پشیماں کبھی کبھی

اس چیز پر بھی ہے وہی آفت لگی ہوئی
ہوتا ہے شوق سلسلہ جنباں کبھی کبھی

میری مجال ہے جو کرون عرض مدعا
نظروں میں بات ہوتی ہے پنہاں کبھی کبھی

سنتے ہیں کان رکھکے فرشتے بھی اسکی بات
کہتا ہے دور دور کی انساں کبھی کبھی

شکر خدا کہ عشق نے کچھہ کچھہ اثر کیا
وہ دیکھتے ہیں داغ کا دیوان کبھی کبھی

جو نکلا پینچ سے کاکل کے دل زلفِ دوتا لپٹی
چھٹا جب اک بلا سے دوسری پیچھے بلا لپٹی

صبا اٹکھیلیان کرتی ہی کیا کیا راہ مین اُٹھتے
کبھی کاکل سے آ لپٹی کبھی دامن سے جا لپٹی

لپٹتا ہی گلے سے جسطرح بچھڑا ہوا کوئی
ہمارے حلق سے اسطرح وہ تیغ جفا لپٹی

کبھی لپٹا نہ تو میرے گلے سے کیون نہ رشک آئے
رہی اے بیوفا ہردم ترے تن سے قبا لپٹی

وہ ہون مین کشتۂ فرقت غنیمت اسکو جانونگا
زمین بھی میری میّت سے اگر بعد فنا لپٹی

قیامت تہک گئی جب اُٹہتے اُٹہتے میرے نالونسے
تو آخر مضطرب ہو کر ترے قدمونسے جا لپٹی

کھری ہین انکی آنکھین دیکھنا کیا شرم و شوخی مین
نگاہون سے ادا لپٹی تو پلکون سے حیا لپٹی

وہ ہون گردش زدہ مین چھو لیا جب میرے دامن کو
تو چکراتی ہوئی پہرون بگولے مین ہوا لپٹی

جلانے کو مرے بزم و چمن مین رات دن دیکھو
جو لپٹا شمع سے پروانہ بلبل گل سے جا لپٹی

کوئی دیکھے تو بانکی وضع رندِ لاابالی کی
کہ اُسکے سر سے ہی وہ لٹ پٹی دستار کیا لپٹی

وہ کہتے ہین عجب تاثیر دیکھی خونِ عاشق مین
چھڑائی جسقدر ہاتون سے مہندی سوا لپٹی

نہ رونکے سے رُکا آخر گیا داغ اُسکے کوچے مین
نمانا ایک کا کہنا بہت خلقِ خدا لپٹی

گلشن مین ہرے ہوکے شجر لائے ثمر بھی
اے بارشِ رحمت کوئی چھینٹا تو ادھر بھی

عاشق ہین ترے حور و ملک جنّ و بشر بھی
دیتا ہی خدا حسن تو پڑتی ہی نظر بھی

وہ صبحکو اُٹھتے ہی ملا لیتے ہین صورت
آئینہ بھی رہتا ہی ترا اثرِ گلِ تر بھی

کیا تیز رَوِ راہِ محبّت ہی الٰہی
پیچھے رہی جاتی ہی مرے دل سے نظر بھی

رکہتا ہی نہین کوئی کہان جاکے رہے دل
مثل گل بازی یہہ ادہر ہی ہو اُدہر بہی

ہین صبح شب وصل نہ دیکہون اُسے جاتے
آنکہون ہی مین آجاے سپیدی سحر کوئی

اللہ کرے ہو ترے دربان کو بہی وحشت
میرا ہی گریبان بنے پردۂ در بہی

بتخانہ مین کیون رہنے لگے حضرت زاہد
ایسون کا ٹہکانا نہین اللہ کے گہر بہی

اقرار سے پہلے تو رہا کرتے تہے پیغام
جب وعدہ کیا پہر نہین ہوتے وہ خبر بہی

بیٹہو بہی مرے قتل پہ کیا باندہ کے تلوار
دیکہون تو سہی باندہنی آتی ہی کمر بہی

داغ دم نزع ہین وہ منتظر اس کے
کیون دیر لگا رکہی ہی جلدی کہین مر بہی

اک چیز ہی اس عالم ہستی مین ثمر بہی
دنیا کا طلبگار رہی دنیا سے حذر بہی

اس تیر کا زخمی ہی مرا دل بہی جگر بہی
اچہون کی بری ہوتی ہی سیدہی سی نظر بہی

دیکہون کبہی محبوب کو مین سامنے تیرے
منت سے کہے تو نگہ لطف ادہر بہی

یہہ کان تک آئیگی بری ہو کہ بہلی ہو
رک جائیگی کیا تیری طرح تیری خبر بہی

کیا ایک ہی ڈوپٹے مین بند ہی اُنکی تراوت
جب ہلتی ہی گردن تو لچکتی ہی کمر بہی

بیتاب تری بزم مین دیکہا جسے دیکہا
ہوش اوڑتے ہین اُٹہتی ہی اُڑتی ہی خبر بہی

دل اُسنے لیا مجہکو ملی دولت دیدار
کیا لوٹ کا سامان اُدہر بہی ہی اِدہر بہی

گنتے ہین وہ دنیا کے سب چاہنے والے
پوچہے تو کوئی ہی تمہین دنیا کی خبر بہی

جب جرم محبت کی سزا مل گئی اکبار
تقصیر وہی ہمسے ہوئی بار دگر بہی

روندا ہی غضب لشکرِ غم نے مرے دل کو — ایسی نہین پامال کوئی راہگذر بہی
ہوتی ہی دعا کافر و دیندار کی مقبول — اللہ کی سرکار مین لٹتا ہی اثر بہی
اچھا ہی کہ جنگل مین ہو پانی کا سہارا — لیجاسئے مرا نامہ رسان دیدۂ تر بہی

فرماتے ہین وہ سنتے ہین جب **داغ** کے اشعار
اللہ زبان دے تو زبان مین ہو اثر بہی

ہم سے برگشتہ کسیکی نظر ایسی تو نہی — گرچہ تہی چشمِ تغافل مگر ایسی تو نہی
شب کو جو حال رہا ہی وہ خدا پر روشن — تجہ سے امید مجہے بیخبر ایسی تو نہی
وہی دل ہی وہی لب ہین وہی اندازِ نیاز — جیسی اب ہی یہہ دعا بے اثر ایسی تو نہی
کی گہڑی اور جیونگا یہہ بتا دے کمبخت — فکر تجہکو کبہی اے چارہ گر ایسی تو نہی
شکلِ یوسف کی جو تعریف سنی فرمایا — منصفی شرط ہی دیکہو ادہر ایسی تو نہی
بارہا آئے گئے نامہ و پیغام و سلام — تجہکو جلدی کبہی اے نامہ بر ایسی تو نہی
وصل کے ساتہہ ہی جاتے رہے کیا لیل و نہار — شام ایسی تو نہی وہ سحر ایسی تو نہی
آگ دل کی بہی اثر کر گئی شاید ہمین — پیشتر سوزشِ داغِ جگر ایسی تو نہی

**داغ** صاحب کی محبت نہ چہپائے سے چہپی
ایسی مشہور ہوئی یہہ خبر ایسی تو نہی

شکستِ عہد سے ہوتا ہی کیا ہی — انہین اس بات کی پروا ہی کیا ہی
ترقی کر رہی ہی ان کی شوخی — ابہی تڑپے گا دل تڑپا ہی کیا ہی

بڑی آنکھیں تمہاری ہین اگر یون — ان آنکھون نے ابھی دیکھا ہی کیا ہی

حقیقت مین ہو تم دنیا سے اچھے — حقیقت مین مگر دنیا ہی کیا ہی

ہمارے دل مین ہی ساری خدائی — خدا کے گھر مین اب رکھا ہی کیا ہی

ملے گی حشر مین کیا داد مجھکو — مری فریاد سے ہوتا ہی کیا ہی

سمجھتا ہی نہین قاصد مری بات — زبانِ نامہ بر پر کیا ہی کیا ہی

شکایت ہی سہی عرضِ تمنا — ذرا انصاف کر بیجا ہی کیا ہی

تجھے دنیا مین لون عقبیٰ مین چاہون — بجز اسکے مرا دعویٰ ہی کیا ہی

رہی کیون اس دلِ ویران مین حسرت — نہو وحشت تو وہ صحرا ہی کیا ہی

ہمیشہ دیکھتی ہین دل کی آنکھین — ہمارا آپ کا پردا ہی کیا ہی

ادا ہی ابتدا مشقِ جفا کی — بہت ہوگا ستم اتنا ہی کیا ہی

فقط اک جان وہ بھی تجھپہ قربان — محبت نے یہان چھوڑا ہی کیا ہی

اگر سُن لین وہ حالِ زار ای داغ
ترے کہنے کا پھر کہنا ہی کیا ہی

کسیکے ہین جلوے یہان کیسے کیسے — عیان کیسے کیسے نہان کیسے کیسے

## مطلع ثانی

دئے داغ نے امتحان کیسے کیسے — مٹائے ہین اُنکے گمان کیسے کیسے

نشیب و فراز انکو سمجھائے کیا کیا — ملائے زمین آسمان کیسے کیسے

ہوئیں اُنسے غمازیاں کیسی کیسی
بنے تھے مرے رازدان کیسے کیسے

وہ جب اوپری دل سے کرتے ہین وعدہ
تو کھاتی ہے پلٹے زبان کیسے کیسے

بنایا کیئے مجھکو مجرم وہ ناحق
ملایا کیئے ہان مین ہان کیسے کیسے

ملے زاہد پیر کو حور توبہ
وہان ہونگے رعنا جوان کیسے کیسے

نہ آثار عشرت نہ سامان راحت
نشان سے ہوئے بے نشان کیسے کیسے

چھٹے قافلے والے اول ہی منزل
پڑے رہگئے ناتوان کیسے کیسے

نہ مانی نہ مانی مری بات اُسنے
ہوئے دوست ہمداستان کیسے کیسے

کوئی پارسا ہو تو بھر بھر کے ساغر
پلاتا ہے پیر مغان کیسے کیسے

سکھانے پڑھانے کو ہین دوست دشمن
یہان کیسے کیسے وہان کیسے کیسے

کھلائے ہین گل نوک مژگان نے کیا کیا
بنائے ہین دل پرنشان کیسے کیسے

نہین حیدرآباد پیرس سے کچھ کم
یہان بھی سجے ہین مکان کیسے کیسے

گئے دیدہ و دل بھی ہمراہ قاصد
روانہ ہوئے ارمغان کیسے کیسے

مرے ساتھ غیرون پہ بھی آفت آئی
نکالے گئے میہمان کیسے کیسے

گذرگاہ ارمان و حسرت رہا دل
گذرتے رہے کاروان کیسے کیسے

شکایت حکایت ہی مین رات گذری
رہے تذکرے درمیان کیسے کیسے

وطن سے چلے داغ جب ہم دکن کو
چھٹے اہل ہندوستان کیسے کیسے

قیامت ہی اگر مین نے فغان کی
فرشتے خیر مانگین آسمان کی

تلاش اُنکو ہی میرے رازدان کی
نئی ترکیب نکلی امتحان کی

تمنّا اور وہ بھی امتحان کی
خبر تھی کسکو مرگِ ناگہان کی

کہان اے چارہ گر دل مین حرارت
یہہ گرمی ہی فقط ضبطِ فغان کی

نہین کچھہ ہرزہ گو دیوانۂ عشق
سنو تو کچھہ رہا ہی یہہ کہان کی

دبا ہی خاکِ صرصر مین نشیمن
نظر پڑتی نہین اب باغبان کی

کرے گی سجدہ میت بھی ہماری
کہ مٹی دی ہی اُسنے آستان کی

شبِ غم آئے خوابِ مرگ کیونکر
یہان دیکھی ہین آنکھین پاسبان کی

تمھین سنواؤن کیونکر اس کی باتین
مرے دل مین ہی کیفیت زبان کی

مرے مرنے سے گو اُسکو ہوئی عید
خوشی جو چاہیئے تھی وہ کہان کی

درِ جانان پہ ہنگامہ نہ دیکھا
کمان اُتری ہوئی ہی پاسبان کی

دہن کو ہی مزا تیرے دہن کا
زبان کو چاٹ ہی تیری زبان کی

خدا کے سامنے بھی بُت بنے وہ
ہمین نے اُنکی کیفیت بیان کی

یونہین رہجائے وہ بیٹھا کا بیٹھا
کھلی رہجائین آنکھین پاسبان کی

رگِ بسمل مین باقی ہی ابھی دم
لگا دے اور بھی اِک امتحان کی

دلِ اُسکا ہی کہ جس نے اپنی حالت
بیان کی اور پھر تجھسے بیان کی

وہ سُنکر داغ کے اشعار بولے

## خدا جانے یہہ بولی ہے کہاں کی

کبھی ہمسے نہ کہنا تیرا کہنا ہم نہ مانینگے — جو ضد آئی تو بے منوائے اصلا ہم نمانینگے

خیال غیر ہوگا دل ہمارا پاسبان ہوگا — رہیں خلوت سرا میں آپ تنہا ہم نمانینگے

گواہی کون دے میرا ثبوت عشق کیونکر ہو — وہ کہتے ہیں قیامت تک یہہ دعوی ہم نمانینگے

تراانی کہاں پیدا فقط کہنے کی باتیں ہیں — اگر سارا زمانہ مان لیگا ہم نمانینگے

ہم ایسے ہی تو ہیں وہ ہمکو پوچھیں اس عنایت سے — یقین آتا نہیں قاصد ہے جہوٹا ہم نمانینگے

بہت ہمدرد یکجان و دو قالب ہمنے دیکھے ہیں — نہیں ہے کوئی دنیا میں کسیکا ہم نمانینگے

بلا سے گر کوئی اس بات کا دل میں برا مانے — مگر معشوق ہو وعدہ کا سچا ہم نمانینگے

سوال انکا یہہ ہے دنیا میں کرلو فیصلہ ہمسے — اٹھا دوگے اگر عقبی میں جہگڑا ہم نمانینگے

وہ کہتے ہیں ہم اشک و آہ سوزان کے نہیں قائل — بہم ہوں آب و آتش دونوں یکجا ہم نمانینگے

نکلجائے اگر پہلو سے دل یہہ ہے یقین ہمکو — نکلجائیگی کبھی دل سے تمنا ہم نمانینگے

بڑھیگے تکرار کیوں پہلے ہی اسکا فیصلہ کرلو — یہہ کہنا مان لینگے ہم یہہ کہنا ہم نمانینگے

تمہیں خط غلامی **داغ** لکھدے کیا سند اسکی — کہ ایسا شخص ہو بندہ کسیکا ہم نمانینگے

نزاکت مانع زور آزمائی ہوتی جاتی ہے — کہ شاخ گل سے جب انکی کلائی ہوتی جاتی ہے

چھپا کر زلف میں دل عمر بھر انکی بلا رکھے — اسیری ہوتی جاتی ہے رہائی ہوتی جاتی ہے

مبارکباد اب صیاد کو مژدہ اسیری کا — بہت مشہور میری خوشنوائی ہوتی جاتی ہے

بڑھایا شوق نے آگے ہٹایا خوف نے پیچھے
رسائی مین بھی اُس تک نارسائی ہوتی جاتی ہی

نکلجائین کہین بل ملنا نہ چھوڑو راست بازونسے
بہت سیدہی تمہاری کج ادائی ہوتی جاتی ہی

ہمین بھی صبر آئیگا صاف کہدو ہم نہین رہتے
الگ ہر چیز کیون اپنی پرائی ہوتی جاتی ہی

مخاطب ہین کسی سے بزم مین وہ چوٹ ہی مجھپر
مرے ہی سامنے میری برائی ہوتی جاتی ہی

وہ چشم فتنہ زا سے دیکھکر آئینہ کہتے ہین
بہت اےشوخ تجھمین بیحیائی ہوتی جاتی ہی

ابہی سے کیا ہوا جاتا ہی خون مدعا یارب
کہ رنگت کاغذ خط کی حنائی ہوتی جاتی ہی

خدا جانے یہہ ہی کیا بھید کیا ہوتا ہی ایکافر
جدہر تو ہی اُدہر ساری خدائی ہوتی جاتی ہی

نہ مین آتش نہ وہ سیماب یارب کیا سبب اسکا
جہانتک دل ملاتا ہون جدائی ہوتی جاتی ہی

خدا ہی طالب دیدار محشر کوئی رہجائے
بہت مشہور تیری خودنمائی ہوتی جاتی ہی

کدورت سی کدورت تہی مٹایا **داغ** کو جسنے
بحمد اللہ اب اُنسے صفائی ہوتی جاتی ہے

سب سے تم اچھے ہو تمسے مری قسمت اچھی
یہی کمبخت دکھاتی ہی صورت اچھی

حسن معشوق سے بہی حسن سخن ہی کمیاب
ایک ہوتی ہی ہزارون مین طبیعت اچھی

میری تصویر بھی دیکھی تو کہا شرماکر
یہہ برا شخص ہی اسکی نہین نیت اچھی

ہر طرح دل کا ضرر جان کا نقصان دیکھا
نہ محبت تری اچھی نہ عداوت اچھی

کس صفائی سے کیا وصل کا تونے انکار
اس محل پر تو زبان مین تری لکنت اچھی

ہجر مین کسکو بلاؤن نہ بلاؤن کسکو
موت اچھی ہی الہی کہ قیامت اچھی

قبر میں نیند اڑاتے ہیں نکیرین عبث
ان سوالوں سے تو دشمن کی حکایت اچھی

دیکھنے والوں سے انداز کہیں چھپتے ہیں
ہمکو پردہ میں نظر آتی ہے صورت اچھی

میری شامت کہ دکھائی اسے دشمن کی شبیہ
مسکرا کر یہہ کہا اسنے نہایت اچھی

میری تربت پہ یہہ ظالم نے کہا چپت کر
ملگئی عیش ابد کی تجھے فرصت اچھی

جو ہو آغاز میں بہتر وہ خوشی ہے بدتر
جسکا انجام ہوا اچھا وہ مصیبت اچھی

آدمیت سے علاقہ ہے نہ دنیا کا شعور
پھر بشر سے ہے کس بات میں جنت اچھی

پھوٹ کر روے بظاہر جو لحد پر دشمن
اس بہانہ سے ہوائی مری تربت اچھی

ہمنشینوں کو مشیروں کو ترستے دیکھ لیا
بری صحبت ہے بری اچھی ہے صحبت اچھی

ہے سر ناز فروشی تو خریدار بہت
بیچ ڈالو ابھی ملجائیگی قیمت اچھی

عیب اپنے بھی بیان کرنے لگے آخر کار
ہوگئی انکو برا کہنے کی عادت اچھی

خودستائی ہے نہ مشغول ہوا تشنیع
کہوں کس منہہ سے کہ ہے میری طبیعت اچھی

تم بناؤ تو سہی مہر و محبت کے گواہ
ایسے دعوے میں تو جھوٹی بھی شہادت اچھی

زور و زر سے ہی کہیں داغ حسین ملتے ہیں
اپنے نزدیک تو ہے سب سے اطاعت اچھی

ہجر کی یہہ رات کیسی رات ہے
ایک میں ہوں یا خدا کی ذات ہے

انکی فرمائش نئی دن رات ہے
اور تھوڑی سی مری اوقات ہے

تمکو صحبت غیر سے دن رات ہے
دیکھو اپنی بات اپنے ہات ہے

آپ کی ہر بات مین یہہ بات ہر — چال ہر فقرہ ہر دم ہر گہات ہر

حور کی خواہش پہ یہہ طعنے ملے — واہ کیا نیت ہر کیا اوقات ہر

تونے قاصد جو کہی دل کو لگی — یہہ اُسی کافر کے مُنہہ کی بات ہر

پہر خدا جانے کہان تم ہم کہان — عیش و عشرت کی یہی اِک رات ہر

جان کے خواہان ہین سب جان جہان — سچ ہر بے پروا اُسی کی ذات ہر

ذکر دشمن پر بگڑنا ہر بجا — واقعی لگتی لگائی بات ہر

شکوے کے بدلے کیا شکر ستم — پہر خفا ہین کیا مزے کی بات ہر

اُنکا قاصد لے چلا ہر دل مرا — تازہ فرمایش نئی سوغات ہر

یہہ ملا اظہار اُلفت پر جواب — آپ ایسے ہی تو ہین کیا بات ہر

شب کو جاگین بزم مین وہ دن کو سوئین — رات کا دن اور دن کی رات ہر

اُسنے باتون کا مری دیکر جواب — کہدیا خاموش یہہ شہ مات ہر

کیون پہسل پڑتے ہین ملک حسن مین — کیا وہان برسات ہی برسات ہر

جب کہا مین نے کہ لو مرتا ہون مین — بولے بسم اللہ اچہی بات ہر

ضعف سے اُٹہتے نہین دست دعا — اب ہماری شرم اُسکے ہات ہر

کہتے ہین دشنام دیکر لینگے دل — مفت کیون دیتے ہو کیا خیرات ہر

با وفا ہین غیر اسکی کیا دلیل — اُنکا دعوے محض بے اثبات ہر

[illegible]

داغ سے جا کر ملے تہے ہم بہی آج

## آدمی خوش وضع خوش اوقات ہے

اب وہ یہہ کہہ رہے ہین مری مان جائیے
اللہ تیری شان کے قربان جائیے

بگڑے ہوئے مزاج کو پہچان جائیے
سیدہی طرح نہ مانیئے گا مان جائیے

اللہ جانتا ہے اگر جان جائیے
اِس دل کے شوق کو تو ابہی مان جائیے

کِسکا ہے خوف روکنے والا ہی کون ہے
ہر روز کیون نجائیے مہمان جائیے

محفل مین کسنے آپ کو دِل مین چہپالیا
اِتنون مین کون چور ہے پہچان جائیے

ہین تیوری مین بل تو نگاہین پہری ہوئی
جاتے ہین ایسے آنے سے اوسان جائیے

دو مشکلین ہین ایک جتانے مین شوق کے
پہلے تو جان جائیے پہر مان جائیے

اِنسان کو ہے خانہ ہستی مین لطف کیا
مہمان آئیے تو پشیمان جائیے

گو وعدہ وصال ہو جہوٹا مزہ تو ہے
کیونکر نہ ایسے جہوٹ کے قربان جائیے

رہجائے بعد وصل بہی چیٹک لگی ہوئی
کچھہ رکہیئے کچھہ نکال کے ارمان جائیے

اچہی کہی کہ غیر کے گہر تک ذرا چلو
مین آپ کا نہین ہون نگہبان جائیے

آئے ہین آپ غیر کے گہر سے کہڑے کہڑے
یہہ اور کو جتائیے احسان جائیے

دونون سے امتحان وفا پر یہہ کہدیا
منوائیے رقیب کو یا مان جائیے

کیا بدگمانیان ہین اُنہین مجہکو حکم ہے
گہر مین خدا کے بہی تو نہ مہمان جائیے

کیا فرض ہے کہ سب مری باتین قبول ہون
سُن سُن کے کچھہ نمانیئے کچھہ مان جائیے

سودائیان زلف مین کچھہ تو لٹک بہی ہے
جنّت مین جائیے تو پریشان جائیے

دل کو جو دیکھ لو تو یہی پیار سے کہو ۔ قربان جائیے ترے قربان جائیے

جلنے نہ دونگا آپ کو یہ فیصلہ ہوئے ۔ دل کے مقدمے کو ابھی چھان جائیے

یہہ تو سمجھا کہ آپ کو دنیا سے کیا غرض ۔ جاتی ہے جس کی جان اُسے جان جائیے

غصہ مین ہاتھ سے یہہ نشانی نہ گر پڑے ۔ دامن مین لیکے سیر گریبان جائیے

یہہ مختصر جواب بلا عذر وصل پر ۔ دل مانتا نہین کہ تری مان جائیے

وہ آزمودہ کار تو ہرگز ولی نہین
جو کچھ بتائے داغ اُسے مان جائیے

اس لئے وصل سے انکار ہے ہم جان گئے ۔ یہہ نہ سمجھے کوئی کیا جلد کہا مان گئے

تو وہ ہے سب بت کافر ترے قربان گئے ۔ جو خدا کو بھی نہ مانین وہ تجھے مان گئے

دعوی مہر و وفا پر وہ برا مان گئے ۔ اُلٹے نادم ہوے احسان کئے احسان گئے

غیر کے دل مین نہون اُسکی تلاشی لینا ۔ کہ شب ہجر مین چوری مرے ارمان گئے

تیرے عاشق کا جنازہ نہ گیا ہو گئے ۔ ابھی اس راہ سے کچھ لوگ پریشان گئے

کیا کرے دیکھئے ہر روز کا آنا جانا ۔ کہ جہان شام ہوئی اور وہ مہمان گئے

دیکھ کہتے ہین اسے آئی گئی کا سودا ۔ ہم ترے آتے ہی سو جان سے قربان گئے

آپ ہی قید ہوے جاتے ہو اپنے گھر مین ۔ بدلیان رہتی ہین وہ آئیے یہہ دربان گئے

یا الہی کہین اُٹھتی تو نہین راہ عدم ۔ جانے والے جو یہان چھوڑ کے سامان گئے

کہتے ہین شکوہ بیداد کریگا پھر بھی ۔ ہم اگر روز جزا تیرا کہا مان گئے

رہگذر دشت محبت مین نہ کچھہ ساتھہ دیا
حضرت خضر بھی دو چار ہی میدان گئے

آجکل نالۂ بلبل مین بھی تاثیر نہین
کیا عجب گل یہہ پکارے کہ مرے کان گئے

اُنکے عاشق ہین وہ جانین کہ نجانین ہمکو
یہہ سمجھتے ہین کہ جب جان گئے مان گئے

عشق مُنھہ پر مرے لکھا ہو تو کیا اِسکا علاج
جان پہچان نہ تھی اور وہ پہچان گئے

مجھکو مشتاق نہ رکھنا تھا شب وصل اُنہین
حُور کے واسطے کیا چھوڑ کے ارمان گئے

ہمنے آتے ہی یہہ محفل مین تماشا دیکھا
غیر کے ہوش اُڑے آپ کے اوسان گئے

خانۂ دل ہی الٰہی کہ مُسافر خانہ
کتنے ہی آئے یہان کتنے ہی ارمان گئے

آزمایش ہی پہ ٹھیرا تھا محبّت کا ثبوت
اب تو پہچان گئے جان گئے مان گئے

خلش خار تمنا نے لٹا رکھا تھا
تیرے ارمان گئے دل سے کہ پیکان گئے

بندۂ عشق ہوا ایسے کہ الٰہی توبہ
تم تو معشوق کو اے داغ خدا جان گئے

وہ ہم وعدہ کرکے جو خاموش ہو گئے
اُمید وار ہوش سے بیہوش ہو گئے

تلچھٹ بھی آج حضرت زاہد نے صاف کی
مے نوش کیا ہوئے کہ بلا نوش ہو گئے

کافی ہے میرے قتل سے اتنا اُنہیں لحاظ
دو چار دن کے واسطے روپوش ہو گئے

احباب کو جنازہ اُٹھانا بھی بار تھا
ہم خاک مین ملے وہ سبکدوش ہو گئے

بگڑا مزاج اُنکا تو محفل بگڑ گئی
سامان عیش اُڑکے مرے ہوش ہو گئے

ماتم ہر طفل اشک کا یا دل کا سوگ ہے
کیون مردمان دیدہ سیہ پوش ہو گئے

ہان ہان ٹہر ٹہر کے اُٹھا رخ سے تو نقاب
پیدا طبیعتون مین بہت جوش ہو گئی

کیا کیا شبِ فراق رہی ہمکو بیخودی
اکثر ستون در سے ہم آغوش ہو گئی

میری بُرائیان تو نکرتا ہو مدّعی
کیا عذر ہر کہ وہ ہمہ تن گوش ہو گئی

ای داغ سب زمانہ ماضی کے ذوق شوق
یکبار دل سے محو و فراموش ہو گئی

اُس نے جب اک نگاہ دیکھا ہر
حال دل کا تباہ دیکھا ہر

ہیچ بت تو نے ہی شبِ فرقت
کبھی روزِ سیاہ دیکھا ہر

دل ہر دونون طرف کا جانب دار
کہین آیا گواہ دیکھا ہر

مجہکو بے جرم کیون سزا ملتی
کچھ نہ کچھ تو گناہ دیکھا ہر

بزم مین مجہکو تاک کر بولے
چھپ کے بیٹھے ہو واہ دیکھا ہر

ساتھ اُس بت کے اہلِ تقوی کو
صورتِ گردِ راہ دیکھا ہر

آئینہ دیکھہ دیکھکر تمنے
کیا سفید و سیاہ دیکھا ہر

اُس سے پوچھا ہر اُسنے اپنا حال
جب کوئی داد خواہ دیکھا ہر

واقعی ہمنے تیرے کوچہ مین
داغ کو گاہ گاہ دیکھا ہر

ساتھہ شوخی کے کچھہ حجاب بھی ہر
اِس ادا کا کہین جواب بھی ہر

رحم کر میرے حال پر واعظ
کہ اُمنگین بھی ہین شباب بھی ہر

عشق مین ہر متاع درد کی قدر — یہہ گران بہی ہر انتخاب بہی ہر

مار ڈالا ہے اِس دو رنگی نے — مہربانی بہی ہر عتاب بہی ہر

سُن لی کیفیت جہان واعظ — دیکہہ اِس قسم کی شراب بہی ہر

کیا رہیگا یہی ترا عالم — ساتہہ عالم کے انقلاب بہی ہر

چھٹپٹے وقت گہر چلے جانا — دِن بہی ہر گرم آفتاب بہی ہر

عِشق بازی کو ہر سلیقہ شرط — یہہ گنہ بہی ہر یہہ ثواب بہی ہر

کچہہ مجہے یاس کچہہ مجہے اُمید — صبر کے ساتہہ اضطراب بہی ہر

اِس جفا پر وفا کرون کبتک — آدمیت کا کچہہ حساب بہی ہر

تجہُہ سا نا آشنا نہین کوئی — بیوفا جان بہی شباب بہی ہر

دِل ہمارا ہر تشنۂ مقصوُد — دشت مین بحر بہی سُراب بہی ہر

سو جہنّم ہر اِک تری رنجش — اِس سے بڑہکر کوئی عذاب بہی ہر

ہوش مین ہو تو کچہہ کہین ہم سے — نشہ بہی ہر خمارِ خواب بہی ہر

داغ کا کچہہ پتا نہین ملتا.
کہین وہ خانمان خراب بہی ہر.

پہرے راہ سے وہ یہان آتے آتے — اجل مر رہی تو کہان آتے آتے

نہ جانا کہ دُنیا سے جاتا ہر کوئی — بہت دیر کی مہربان آتے آتے

سُنا ہر کہ آتا ہر سر نامہ بر کا — کہان رہ گیا ارمغان آتے آتے

یقین ہے کہ ہو جائے آخر کو سچی ۔ مرے منہہ مین تیری زبان آتے آتے

سنانے کے قابل جو تھی بات انکو ۔ وہی رہ گئی درمیان آتے آتے

مجھے یاد کرنے سے یہہ مدعا تھا ۔ نکلجائے دم ہچکیان آتے آتے

کلیجا مرے منہہ کو آئیگا اک دن ۔ یونہین لب پر آہ و فغان آتے آتے

ابھی سن ہی کیا ہے جو بیباکیان ہون ۔ انہین آئین گی شوخیان آتے آتے

چلے آتے ہین دل مین ارمان لاکھون ۔ مکان بھر گیا میہمان آتے آتے

نتیجہ نہ نکلا تھکے سب پیامی ۔ وہان جاتے جاتے یہان آتے آتے

تمہارا ہی مشتاق دیدار ہوگا ۔ گیا جان سے اک جوان آتے آتے

تری آنکھ پھرتے ہی کیسا پھرا ہے ۔ مری راہ پر آسمان آتے آتے

پڑا ہے بڑا پیچ پھر دل لگی مین ۔ طبیعت رکی ہے جہان آتے آتے

مرے آشیان کے تو تھے چار تنکے ۔ چمن اڑ گئے آندھیان آتے آتے

کسی نے کچھ انکو ابھارا تو ہوتا ۔ نہ آتے نہ آتے یہان آتے آتے

قیامت ہی آتی تھی ہمراہ اُس کے ۔ مگر رہ گئی ہمعنان آتے آتے

بنا ہے ہمیشہ یہہ دل باغ و صحرا ۔ بہار آتے آتے خزان آتے آتے

نہین کھیل اے داغ یارون سے کہدو ۔ کہ آتی ہے اردو زبان آتے آتے

ملگئی بیخودی شوق مین راحت کیسی ۔ ہوگئی دونون جہان سے مجھے وحشت کیسی

کیا کہون دل نے اُٹھائی ہر اذیت کیسی | مرنے والے کی رہی رات کو حالت کیسی

چھوڑ دی مشق ستم چھٹ گئی عادت کیسی | باندہ لی آپ نے ساتھہ اپنے عداوت کیسی

ایک دل لاکھہ خیال ایک نظر لاکھہ جمال | کوئی دیکھے تو یہہ وحدت مین ہر کثرت کیسی

کیسکی ٹھوکر کا ہر مشتاق مزار عاشق | بے نشان ہوکے اُبھر آئی ہر تربت کیسی

اپنی آنکھون مین سمایا ہر کچھہ ایسا جلوہ | نہین تمیز بُری ہوتی ہر صُورت کیسی

کھینچتا ہر مجھے کانٹون مین جنون وقت علاج | اور شرماتی ہر وحشت کہ یہہ وحشت کیسی

عکس ہی آئینہ مین چار گھڑی بعد آیا | بڑہ گئی حد سے سوا آنکی نزاکت کیسی

خار خار سر بستر سے نہ چھوٹا دامن | رہی کانٹون مین اُلجھکر شب فرقت کیسی

مجھپر الزام ہر کیون تو نے مرا غم کھایا | اور ہوتی ہر امانت مین خیانت کیسی

بندہ چاہے جو خدائی کوئی لے سکتی ہر | لوگ قسمت کو لئے پھرتے ہین قسمت کیسی

عیش و اقبال عجب شے ہر یہہ ہم دیکھتے ہین | چار ہی دن مین بدل جاتی ہر صورت کیسی

جور معشوق کی پرسش ہی نہین دنیا مین | اپنے بندہ سے خدا کو ہر محبت کیسی

خواری عشق کا رتبہ کوئی ہمسے پوچھے | ایسی ذلت کی کیا کرتے ہین عزت کیسی

عذر بیجا ہی سے ظالم نے نہ دی مجھکو نجات | شکوہ ہجر کہان شرح مصیبت کیسی

امتحان اور جو باقی ہین وہ یون ہوتے ہین | یہہ ہی انداز ہر مجھہ سے اُنہین نفرت کیسی

ساتھہ غیرونکے وہ کیا چھوڑ گئی چنگاری | میرے ہمراہ جلی ہر مری تُربت کیسی

حور سے بحث نہین ہان یہہ بتا اے زاہد | لاکھہ دو لاکھہ مین ہر ایک وہ صورت کیسی

دوست یکرنگ جو یکجا کہین مل بیٹھے ہین
لطف کے ساتھ گذر جاتی ہے صحبت کیسی

مین جو خاموش ہون یہہ صرف تمہارا منہہ ہے
ورنہ ہر بات ہو اک تیر شکایت کیسی

دہمکیان دیتے ہو تم جذبۂ دل کی اے داغ
بندہ پرور یہہ محبت مین حکومت کیسی

جا کر اس بزم مین آجاتی ہے شامت کیسی
میرے اللہ نے رکہہ لی مری عزت کیسی

عشق نے دی ہین دعائین دم رحلت کیسی
مجھسے مل ملکے گلے روئی ہے حسرت کیسی

آدمی مرکے جیئے ہے یہہ مصیبت کیسی
یہین انصاف نہو جائے قیامت کیسی

کبھی آتی ہین تصور مین جو دو تصویرین
کیا کہون مین کہ بہٹکتی ہے طبیعت کیسی

سحر و سفاکی و بیباکی و شوخی و عتاب
جسکی آنکہون مین یہہ فتنے ہون وہ صورت کیسی

لے ہی تو لینگے گنہگارونکے ہوتے زاہد
یہہ تو دوزخ کے بھی قابل نہین جنت کیسی

خواب مین بھی جو برا اسنے کہا سب نے سنا
جلد ہوتی ہے بری بات کی شہرت کیسی

آپ ہی جور کرین آپ ہی پوچھین مجھسے
یہہ تو فرمایئے ہے آج طبیعت کیسی

اب تو دو چار ہی نالون کا رہا تھا جھگڑا
ہار دی حضرت دل آپ نے ہمت کیسی

چل سکے دو چار قدم آگ لگا دی کس نے
تلملاتی ہوئی پھرتی ہے قیامت کیسی

اسکو مین نے بھی کلیجے سے لگا رکہا ہے
درد دیکے پائی مرے سینے نے راحت کیسی

بے محل بات بھلی بھی تو بری ہوتی ہے
شکر کرتے ہوئے ڈرتا ہون شکایت کیسی

کوئی دنیا مین نہین تیری طرح ہرجائی
اے اجل تجھکو بھی ہے گردش قسمت کیسی

ٹھہیے ٹھہیے کہ نکل جائے مری جان حزین
مین تو رخصت نہ ہوا آپ کی رخصت کیسی

ہنسے کہان رات کو آئینہ تولیکر دیکھو
اور ہوتی ہی خطاوار کی صورت کیسی

اپنے جینے کی دعا بھی تو نہین کی جاتی
سی دیئے ہونٹ خموشی نے شکایت کیسی

نگہہ یار کو مین دل مین جگہہ دون لیکن
چور ہو جب کوئی مہمان تو عزت کیسی

چھیڑ ہر وقت کی اچھی نہین یہہ یاد رہے
کبھی کیسی ہی کبھی اپنی طبیعت کیسی

بخشدے پرسش اعمال سے پہلے یارب
پوچھکر کوئی اگر دے تو سخاوت کیسی

شعر تر نکلے تو وہ لخت جگر اپنا ہی
اپنی اولاد سے ہوتی ہی محبت کیسی

دل کو سمجھائینگے بہلائینگے پھسلائینگے
بعد مرجانے کے مل جائے گی فرصت کیسی

نظر آتا ہی پریرو جو کوئی شوخ و شریر
گدگداتی ہی پھر اے داغ طبیعت کیسی

کیا خوف ہی انکو جو ملے داد کسیکی
کچھہ کھائیے تو جاتی نہین فریاد کسیکی

ہر دل مین نئے درد سے ہی یاد کسیکی
ملتی نہین فریاد سے فریاد کسیکی

منصف ہوا گر دوگے تم داد کسیکی
سننی ہی پڑے گی تمہین فریاد کسیکی

جب قطع تعلق ہی تو پھر پاس کہانکا
رکھتا لگی لپٹی نہین آزاد کسیکی

آرام طلب ہون کرم عام کے طالب
یون مفت مین لٹتی نہین بیداد کسیکی

دل تھامے ہوے پھرتے ہین سب گبر مسلمان
کیا یاد ہی کیا یاد ہی کیا یاد کسیکی

اس حسن جہان سوز سے برپا ہی قیامت
ایسے مین کرے کیا کوئی امداد کسیکی

بڑہتی ہی محبت کی اسیری مین اسیری
پوری نہین ہوتی کبھی میعاد کسیکی

پڑتی ہی نہین کل کبھی کروٹ کسی پہلو
آئے تجھے آئی دلِ ناشاد کسیکی

ازبان تو جب ائینہ ایشان کریمی
مٹ جاے اگر لذتِ بیداد کسیکی

نکلی تو سہی جان اگر سہل نہ نکلی
اٹکی نہین رہتی مرے جلاّد کسیکی

جب دیکھتی ہی نالۂ بلبل مین اثر کچھ
اُسکو بہی اُچک لیتی ہی فریاد کسیکی

اللہ کرے زندہ رہین دیکھنے والے
اُف اُف وہ حسین شکل خداداد کسیکی

یہہ حُسن کا فتنہ جو بنا بڑہ کے قیامت
تعمیر کسی کی ہی تو بنیاد کسیکی

گھبرا کے اگر موت بہی مانگون تو کہین وہ
جاگیر نہین ہی عدم آباد کسیکی

کیا عیش بُہلا دیگا یہہ آزار یہہ تکلیف
جنّت مین بہی یاد آئیگی بیداد کسیکی

ہی اُلفت دشمن مین بُرا حال کسیکا
ای حضرتِ دل کیجیئے امداد کسیکی

کمبخت وہی **داغ** نہو دیکھو تو جا کر
بے چین کیئے دیتی ہی فریاد کسیکی

پرسش جو اُنسے ظلم کی روزِ جزا ہوئی
اِتنا ہی کہہ کے چھوٹ گئی وہ خطا ہوئی

دل لیکے پوچھتے ہو تری خیر کیا ہوئی
اچھی کہی یہہ ایک ہی ای دلربا ہوئی

کس دن قُت دلِ خاطرِ اہلِ وفا ہوئی
ناصح کی بات بات ہماری دعا ہوئی

جلوہ دکھا کے دیکھہ لیا بزمِ ناز مین
وہ مر گیا وہ رُوح کسیکی ہوا ہوئی

بے دُو بدُو ہوسے نہ نکلتا کبھی غبار
آج اُنسے صاف صاف مری برملا ہوئی

پوری ابھی سُنی بھی نہین تمنے داستان ‏— اک بات مین بگڑ گئی یہہ بات کیا ہوئی

کیون مین نے کی شکایت ہجران بجا درست ‏— کہتا ہون ہات جوڑ کے بخشو خطا ہوئی

جاتے ہین بزم غیر مین ہم بھی بھرے ہوے ‏— دو ٹوک اُس سے یا نہوئی آج یا ہوئی

چیتا ہی دیکھہ دیکھہ کے تجھکو ہر اک بشر ‏— کیا بند تیرے عہد مین راہ فنا ہوئی

رحمت کے کارخانے ہین واعظ کچھہ اور ہی ‏— بخشش اُسیکی ہوگئی جس سے خطا ہوئی

بند قبا شکستہ ہین دامن ہی چاک چاک ‏— کسکی طرف سے یہہ تو کہو ابتدا ہوئی

خنجر مین تیرے خون کی بو آرہی ہی آج ‏— کیا جانے کس غریب کی حاجت روا ہوئی

دل ہاتھہ سے گیا ہی تو پھر مل ہی جائیگا ‏— یہہ جان تو نہین کہ ہوئی جب جدا ہوئی

اِتنا اثر تو نالۂ پُر درد نے کیا ‏— چارون طرف سے حق مین ہمارے دعا ہوئی

کہتے ہین وہ ہماری اطاعت کریگا کیا ‏— جس بندۂ خدا سے نہ طاعت ادا ہوئی

واعظ سے مے طہور کی قیمت گران سہی ‏— ہین وام پھیر لونگا اگر بد مزا ہوئی

مشہور ہی زمانہ مین دونون کی لاگ ڈانٹ ‏— میری فغان ہوئی کہ تمہاری ادا ہوئی

پانی پلا کے حضرت زاہد بھی رنگ لائے ‏— یا یہہ ہوا کہ دختر رز پارسا ہوئی

قاتل نے بعد قتل پڑھی عید کی نماز ‏— میری قضا کے ساتھہ یہہ اچھی ادا ہوئی

اے داغ کسکو دیکھہ لیا تونے خیر ہی
اب تک تو ہوش مین تھا تجھے کیا بلا ہوئی

دنیا مین ہین سب عیش کے سامان کوئی دن ‏— یہہ جلوے نظر آتے ہین نادان کوئی دن

ہین نغمۂ مرغانِ خوش الحان کوئی دم کے
ہین رنگ و بہارِ چمنستان کوئی دن کے

عالم ہی شب و روز ترے وصل کا خواہان
پھرتا ہی کوئی رات کے ارمان کوئی دن کے

ڈرتی ہی بلا بھی تو مرے روزِ سیہ سے
ہوسکتی ہی روکش شبِ ہجران کوئی دن کے

بیباک ہوے جاتے ہین اب وہ کوئی دن مین
دربان کوئی دن کے ہین نگہبان کوئی دن کے

دل دیکے اب اُس شوخ پہ جاتی ہی مری جان
ہین اور بھی تقدیر مین نقصان کوئی دن کے

لیجائے کہان دیکھیے اب گردشِ قسمت
دل مین ہم اے داغ ہین مہمان کوئی دن کے

اطاعت مین اغیار خامی کرینگے
ہمین بندہ پرور غلامی کرینگے

وہ کیا چارۂ تلخکامی کرین گے
یہی نا کہ شیرین کلامی کرینگے

کرونگا جب اظہار رنج و مصیبت
حمایت مری اُنکے حامی کرینگے

یہہ ٹھیری ہی آوارگانِ محبت
جنابِ خضر کو مقامی کرینگے

ہوے آپ بدنام جن جن کے پیچھے
وہی آپ کی نیکنامی کرین گے

یہی عزم رہیگا مرے دوست اُنسے
ذرا پختگی مین جو خامی کرینگے

یہہ جانو کہ ہوگی جہان خاکِ عاشق
وہین تو وہ محشر خرامی کرین گے

کرین ہم دعا آپ سے توبہ توبہ
یہہ کوئی کرینگے یہہ شامی کرین گے

کوئی کچھ پڑھایا کرے مغبچون کو
یہہ بس یاد اشعارِ جامی کرینگے

کہانتک اُٹھائین یہہ نازک مزاجی
کسی اور کی اب غلامی کرینگے

رہیگا نہ دشمن تو مجہکو خوشی کیا
وہ خود اُسکی قایم مقامی کرینگے

قیامت بہی مٹ جائیگی ہر قدم پر
قیامت کی وہ خوشخرامی کرینگے

مرے قتل کے رُوز میلا لگیگا
یہہ جلسہ وہ اک دہوم دہامی کرینگے

عجب شان پر رحمت عام ہوگی
خوشی خاص بندو نہین عامی کرینگے

نہ گہبراؤ تم داغ مطلب تمہارا
ادا سب پیامی سلامی کرینگے

دل پریشان ہوا جاتا ہے
اور سامان ہوا جاتا ہے

خدمتِ پیرِ مغان کرتا ہون
ثوابِ ایمان ہوا جاتا ہے

موت سے پہلے مجھے قتل کرو
اُسکا احسان ہوا جاتا ہے

لذتِ عشق الٰہی مٹ جائے
درد ارمان ہوا جاتا ہے

دم ذرا لو کہ مرا دم تمپر
ابہی قربان ہوا جاتا ہے

گریہ کیا ضبط کرون اے ناصح
اشک پیکان ہوا جاتا ہے

بیوفائی سے بہی رفتہ رفتہ
وہ مری جان ہوا جاتا ہے

عرصۂ حشر مین وہ آپہنچے
صاف میدان ہوا جاتا ہے

مدد اے ہمتِ دشوار پسند
کام آسان ہوا جاتا ہے

چہائی جاتی ہے یہہ وحشت کیسی
گہر بیابان ہوا جاتا ہے

شکوہ سُن آنکہہ ملا کر ظالم
کیون پشیمان ہوا جاتا ہے

آتش شوق بھی جاتی ہے — خاک ارمان ہوا جاتا ہے
عذر جانے مین نکرا ے قاصد — تو بھی نادان ہوا جاتا ہے
مضطرب کیون ہین ارمان دل مین — قید مہمان ہوا جاتا ہے

داغ خاموش نہ لگجائے قفل
شعر دیوان ہوا جاتا ہے

جنس دل آپکو کیا مہنگی ہے یا سستی ہے — ہم نہین بیچتے کچھ زور زبردستی ہے
مجھکو جلوے سے غش آیا اُسے گذرا یہ گمان — نیند غفلت کی ہے یا چھائی ہوئی مستی ہے
اے فلک چین سے دم بھر تو پڑا رہنے دے — ہم بھی بستے ہین جہان خلق خدا بستی ہے
ہے ہمیشہ رخ رنگین کی بہار اے گل تر — روکشی اُس سے کرے تو تری کیا ہستی ہے
ہات سے دامن اُمید کرم چھوٹ گیا — ہم یہ سمجھے کہ یہی وجہ تہیدستی ہے
زہر چڑہتا ہے تری زلف کے نظارے سے — مار رکھتی ہے یہ ناگن یو نہین کب ڈستی ہے
ہے یہ آپ بے اثری غیر کے طعنے کیسے — ہمپر آوازے ہماری ہی فغان کستی ہے
دل کے سو ٹکڑے اُڑے تن کو خبر تک نہوئی — چشم بد دور یہ قاتل کی سبکدستی ہے
نعمتین سارے جہان کی ہون تو پروا نہ کرے — فاقہ مستی تری کیا بات ہے کیا سستی ہے
کوئی دم موت کا کھٹکا نہین جاتا دل سے — نیستی کہتے ہین جسکو وہ یہی ہستی ہے
کہین رونا تو ادہر سے نہین گذرا مجنون — پانون سے ناقہ لیلی کے زمین دہستی ہے
حوصلہ چاہیئے انسان کو پائے جو عروج — پست ہمت کو بلندی بھی جو ہے پستی ہے

پھر گلگشت جو آتا ہے وہ نازک اندام — شاخ گل تار رگ گل سے کمر کستی ہے

آدمی روح کو آرام سے رکھے ہر دم — ورنہ پھر اور ہی عالم کو یہہ چل بستی ہے

حیدرآباد رہے تا بہ قیامت قائم
یہی اب داغ مسلمانوں کی اک بستی ہے

## داغ

غیر سے میری طرفداری ہے — یہہ نئی طرح کی عیاری ہے

انکو وعدہ میں بھی دشواری ہے — مجھکو ایک ایک گھڑی بھاری ہے

میرے دلمیں وہ حنائی فندق — اک چمکتی ہوئی چنگاری ہے

چشم فتان میں کہاں شرم و حیا — مردمک مردم بازاری ہے

غمزہ و ناز نے کھینچی تلوار — کس سے یہہ جنگ کی تیاری ہے

کم نہیں موت سے دل کا آنا — سخت مجبوری و ناچاری ہے

سنگ اسود نہ ٹلا کعبہ سے — پتھر اپنی جگہ بھاری ہے

آنکھیں بھرتی ہیں ہزاروں فتنے — اسکی مژگان کا قلم جاری ہے

کیا کریں شور لب زخم جگر — آپ کا پاس نمکخواری ہے

عرض مطلب پہ زبان قطع ہوئی — بات کرنے کی گنہگاری ہے

آئے چکر میں جناب زاہد — دختر رز کا قدم بھاری ہے

اتنی ہی رات ہے جتنی سمجھو — یہی آدھی ہے یہی ساری ہے

یہہ رہے جان رہے یا نہ رہے — وضعداری بڑی بیماری ہے

داغ دشمن سے بہی جہک کر ملیے
کچہہ عجب چیز ملنساری ہی

خوش کسی حال مین انسان رہا ہی نہ رہے
ہو کے بیفکر کسی آن رہا ہی نہ رہے

دست معشوق سہی پنجۂ وحشت نہ سہی
ثابت اپنا تو گریبان رہا ہی نہ رہے

نہ کیا قتل یونہین سبکو گہلا کر مارا
مرنے والون کے سر احسان رہا ہی نہ رہے

میرے ہی قتل کی حسرت ہے ترے دلمین تو ہی
بجز اسکے کوئی ارمان رہا ہی نہ رہے

جو حقیقت سے خبردار ہوا یا ہوگا
پہر حقیقت مین وہ انسان رہا ہی یا نہ رہے

کرتے ہین عشق کا ہم جان لگا کر سودا
اِس مین انجام کو نقصان رہا ہی نہ رہے

خون عاشق سے ہمیشہ ہی رہا فندق بند
سادہ اُس تیر کا پیکان رہا ہی نہ رہے

دلِ بیتاب کو کیون زلف مین اُلجہاتے ہو
کوئی پابند ہے سے تو مہمان رہا ہی نہ رہے

وصل کیا ہمسے محبت مین جو بازی لیجائے
غیر کے ہاتہہ یہہ میدان رہا ہی نہ رہے

راہ مین تیر نگہہ دُور سے لیتا ہی خبر
اُنکے ہمراہ نگہبان رہا ہی نہ رہے

سخنِ عشق کی تاثیر سے وہ ڈرتے ہین
سامنے داغ کا دیوان رہا ہی یا نہ رہے

دیکہیے عشق مین اب جان رہے یا نہ رہے
جان کیا چیز ہی ایمان رہے یا نہ رہے

چاٹ جنت کی قیامت ہی دلِ خلق حریص
عمر بہر شوق مین انسان رہے یا نہ رہے

کیا مصیبت ہی کہ تم وعدہ کرو اور نہ آؤ
کوئی کمبخت پریشان رہے یا نہ رہے

ابتو کہالی ترے ملنے کی قسم ای ظالم
آن رہجائے مری جان رہے یا نہ رہے

ہوش مین آو نہ گہبراؤ جواب اسکا دو
شب کو جاکر کہین مہمان رہے یا نہ رہے

آج یارون نے مری موت کی تیاری کی
یہہ بہی کل دیکہیئے سامان رہے یا نہ رہے

جلوۂ یار قیامت ہی جناب ناصح
کہئیے حضرت کے بہی اوسان رہے یا نہ رہے

جذب دل کی نہ خبر تہی تو لگایا کیون ہتا
آپ کے تیر مین پیکان رہے یا نہ رہے

تو تو اکبار مرے دل کی تمنا بر لا
پہر بلا سے کوئی ارمان رہے یا نہ رہے

ہات سے وقت گیا آپ جو قابو سے گئے
عمر بہر کوئی پشیمان رہے یا نہ رہے

تیری تصویر نے دیکہی تہی کب ایسی صورت
دیکہکر **داغ** کو حیران رہے یا نہ رہے

قیامت ہین بانکی ادائین تمہاری
ادہر آؤ لیلون بلائین تمہاری

جو پوچہا کبہی شغل تنہائی اوسنے
کہا گنتے ہین ہم خطائین تمہاری

زمانے مین ہین یادگار زمانہ
وفائین ہماری جفائین تمہاری

ہمین دوگے انعام کیا روز محشر
جو ہم بات بگڑی بنائین تمہاری

پہڑک جائے کیونکر نہ انسان سنکر
رسیلی سریلی صدائین تمہاری

تجلی کی موسیٰؑ سے ہونی دو دو باتین
اگر شکل ہم دیکہہ پائین تمہاری

ہمین سب تمہارے ہی سم آب و دانہ
قسم بہی جو کہائین تو کہائین تمہاری

ہراک داستان ہی نہایت مزے کی
ہم اپنی کہین یا سنائین تمہاری

کریں آنکھ سے ہم نظارے تمہارے — سنیں کان سے ہم صدائیں تمہاری
کرو صدقہ غیروں کو سر پر سے اپنے — بڑے لینے والے بلائیں تمہاری
بظاہر محبت جتانے سے حاصل — مجھے کوستی ہیں دعائیں تمہاری
وہ گھبرا گئے آخر اے حضرتِ دل — کہاں تک سنیں التجائیں تمہاری
یقیں ہے کہ آپ سے زیادہ تعلق ہو — محبت جو ہم آزمائیں تمہاری
شبِ غم وہاں سے یہ پیغام آیا — اثر کر چکیں بس دعائیں تمہاری

اٹھائے ہیں صدمے بہت داغ تمنے
الٰہی مرادیں بر آئیں تمہاری

نکہت نکلی نہ دل کی چوٹ زلفِ عنبریں نکلی
تری خاطر سے کہدوں آرزو اے نازنیں نکلی
تہہِ شمشیر گھٹ گھٹ کر مری جانِ حزیں نکلی
مٹی ہیں مہ جبیں تو چاند سی تیری جبیں نکلی
دعائے بے اثر کی جب ہوئی کچھ بیقراری
اٹھے دستِ دعا کیا ضعف نے ایسا گھلایا کر
بہت آنکھیں لگی رہتی ہیں اسکی چشمِ پرفن پر
بجا ہے حضرتِ واعظ کہاں دنیا کہاں جنت
رسائی ضعف سے مشکل تھی اسکے قدموں تک

ادھر لا ہاتھ مٹھی کھول یہ چوری یہیں نکلی
نہیں نکلی نہیں نکلی نہیں نکلی نہیں نکلی
تمنا آپکے دل کی بھی نکلی یا نہیں نکلی
پڑی جب گانٹھ گڈری میں نہیں سلجھی نہیں نکلی
کلیجے سے ہمارے جل کے آہ آتشیں نکلی
جسے ہیں ہاتھ سمجھا تھا وہ خالی آستیں نکلی
ہماری تاک میں جو تھی وہ خود زیرِ کمیں نکلی
نرالی آن بانکی وضع جب نکلی یہیں نکلی
ہماری آہ سے مل کر نگاہِ واپسیں نکلی

وہ اپنی ہر ادا کی آپ ہی تعریف کرتے ہین
نگہہ نے نیمچہ مارا زبان سے آفرین نکلی

کہون کیا پہلے ہی آنکھین نکالین آپنے مجھپر
ابھی کمبخت پوری بات منہہ سے نہین نکلی

مجھے خوش دیکھکر تم کیون مبارکباد دیتے ہو
نہ پوچھو وصل کی حسرت کہان نکلی کہین نکلی

نکلکر تم مری آغوش سے اس حال کو پہونچے
کہین سے چلدیا دامن کہین سے آستین نکلی

ہمارا حال دنیا مین کوئی کب دیکھہ سکتا ہے
توقع چشم جانان سے تھی وہ بھی شرمگین نکلی

زمانے کو تو یہہ ارمان مجھکو اسکا رونا ہے
وہ تھی کیا ہوا حسرت جو وقت واپسین نکلی

مرے ہی سامنے باد صبا نے کیون نقاب الٹی
چھری کھینچے ہوے اُس شوخ کی چین جبین نکلی

ٹھکانا خانہ ویران محبت کا کہان ہوتا
نہ اس لایق فلک نکلا نہ اس قابل زمین نکلی

تمہین دعوی تہا ہم ہونگے مقابل ماہ کامل سے
خدا کی شان ہے لو وصل کی شب چودہوین نکلی

نیاز و ناز عشق و حسن دیکھا قیس و لیلی مین
جو یہہ صحرا نشین نکلا تو وہ محمل نشین نکلی

یہہ انکو لاگ ہے وہ پوچھتے ہین ہر مسافر سے
ہماری سی کوئی صورت کہین دیکھی کہین نکلی

اجل نے دی نہ مہلت بات کی بھی نکلی حسرت
اُدہر گہر سے وہ نکلے تھے ادہر جان حزین نکلی

مری طبع روان اے داغ جسدم جوش پر آئی
وہی پانی ہوئی جو شعر کی بہتر زمین نکلی

عرض احوال کو گلا سمجھے
کیا کہا مین نے آپ کیا سمجھے

اُن اشارون کو کوئی کیا سمجھے
نگہہ ناز سے خدا سمجھے

وعدہ کرنا پھر اس خوشی کے ساتھہ
ہم تو اسکو بھی اک ادا سمجھے

چلتے چلتے وہ کہہ گئی مجھ سے ہم تجھے مطلب آشنا سمجھے

پردے پردے مین گالیان دیکر مجھ سے وہ پوچھتے ہین کیا سمجھے

اپنے بے چین دل کے آگے ہم اُس کی شوخی کو بھی حیا سمجھے

اِن کنایون کو اپنے تم سمجھو بات وہ ہے جو دوسرا سمجھے

خط کو دیکھا نہ دیکھا چاک کیا اُسکو مطلب جو مدعا سمجھے

سچ تو یہ ہے کہ وہ بتِ مغرور اپنے آگے کسیکو کیا سمجھے

کیا یقین ہے مری محبت کا وہ شکایت کو التجا سمجھے

جب کہا اُسنے تجھ سے سمجھین گے مین نے بھی طعن سے کہا سمجھے

تو پرائی سمجھ پہ کام نکر رمزِ اُلفت کو غیر کیا سمجھے

دِل نے سمجھا ہے دوست دشمن کو ایسے نافہم سے خدا سمجھے

آدمیت کی شرط ہے اے داغ
خوب اپنا بُرا بھلا سمجھے

دِل کو کیا ہو گیا خدا جانے کیون ہے ایسا اُداس کیا جانے

اپنے غم مین بھی اُسکو صرفہ ہے نہ کھلا جانے وہ نہ کھا جانے

اِس تجاہل کا کیا ٹھکانا ہے جانکر جو نہ مدعا جانے

کہدیا مین نے رازِ دل اپنا اِسکو تم جانو یا خدا جانے

کیا غرض کیون اِدہر توجہ ہو حالِ دِل آپ کی بلا جانے

جانتے جانتے ہی جانے گا
مجھ مین کیا ہر ابھی وہ کیا جانے

کیا ہم اُس بدگمان سے بات کرین
جو ستایش کو بھی گلا جانے

تم نہ پاؤگے سادہ دل مجھ سا
جو تغافل کو بھی حیا جانے

ہی عبث جرم عشق پر الزام
جب خطاوار بھی خطا جانے

نہین کوتاہ دامن امید
آگے اب دست نارسا جانے

جو ہو اچھا ہزار اچھون کا
واعظ اُس بت کو تو بُرا جانے

کی مری قدر مثل شاہ دکن
کسی نواب نے نہ راجا نے

اُس سے اُٹھیگی کیا مصیبت عشق
ابتدا کو جو انتہا جانے

داغ سے کہدو اب نہ گھبرائے
کام اپنا بنا ہوا جانے

کمر کی طرح بے نشان ہر دہن بھی
دہن کا ہر دعویٰ تو کیجیے سخن بھی

ہزارون طرح کے ہین سامان اس مین
پرانی ہر سرکار چرخ کہن بھی

سنبھل کر ذرا پاؤن رکھیے زمین پر
اگر چال بگڑی تو بگڑا چلن بھی

بہت خوبرو دل مین بیٹھے ہوئے ہین
مگر بزم جنت ہر یہ انجمن بھی

نہ خط بھیجتا ہر نہ آتا ہر کوئی
عدم ہو گیا ہر ہمارا وطن بھی

اگر دل ملائے تو ملجائے باہم
زبان سے زبان بھی دہن سے دہن بھی

تجھے ابروے یار سیدھا نہ دیکھا
عجب بانکپن ہر ترا بانکپن بھی

وہان کچھ نہ بولا گیا نامہ بر سے — خدا نے دیئے تھے زبان بھی دہن بھی

نہ مانا برا میرے شکوے کا اسنے — بڑے کام آیا یہہ دیوانہ پن بھی

بلا سے ہون برباد ہم اڑکے پہنچین — نہین آتی ہم تک ہوائے وطن بھی

طریق محبت مین رہبر ہوا اچھا — یہی راہ آسان بھی ہی کٹھن بھی

شرارت سے خالی نہین اُنکی باتین — جہان سادگی ہی وہان بانکپن بھی

سلامت رہے **شاہ محبوب** یارب — رعیت بھی آباد ملکِ دکن بھی

وُہی چارہ فرمائے اہل غرض ہی — وہی دستگیر غریب الوطن بھی

فلاطون حشر وہی تو لقمان حکمت — سکندر حشم ہی تو جم انجمن بھی

مرا شاہ ہی مالکِ ملک و دولت — مرا شاہ ہی قدر دانِ سخن بھی

خدا کی عنایت سے ہی **داغ** سب کچھ — جو وہ مہربان ہی تو **شاہِ دکن** بھی

دام اقبالہ

سیکڑون ملتے ہین الزام کے دینے والے — ایک دو بھی نہین آرام کے دینے والے

میرے قاصد کو دیا اُسنے یہہ جھنجھلا کے جواب — کون ہوتے ہین وہ پیغام کے دینے والے

وعدۂ وصل پہ یہہ پختگی و استحکام — آفرین اے طمع خام کے دینے والے

جان نثارون کو ملا کرتے ہین اکثر دشنام — تم سلامت رہو انعام کے دینے والے

اِس خرابات سے وُہ اہل خرابات گئے — جام بھر بھر کے مئے گلفام کے دینے والے

آبرو عاشق بدنام کی کب رہتی ہی — نام رکھتے ہین مجھے نام کے دینے والے

عشق کے حکم سے ہو دست جنون سرکار
کام لیتے ہین سبھی کام کے دینے والے

ناتوانی پہ نہ جا تو کہ ہمین باقی ہین
سو دعائین تجھے دل تھام کے دینے والے

اب مگر سامنے خاموش ہین کیون کیا باعث
لب گستاخ سے دشنام کے دینے والے

وہی تو وعدہ دیدار کرینگے پورا
مجھکو دہوکے سحر و شام کے دینے والے

وہی اچھے وہی دانا ہین تمہارے نزدیک
مشورے تمکو بُرے کام کے دینے والے

آپ ہین جان کے ایمان کے لینے والے
آپ ہین درد کے آلام کے دینے والے

غیر کیا دیگا تمہین نقد دل و جان اپنا
نہین ہوتے کبھی اِس نام کے دینے والے

قتل عشاق کا وہ حکم نہ دیتے بیوجہ
کچھ سمجھ لیتے ہین احکام کے دینے والے

صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم

داغ عاصی کو ملے نعمت فردوس و نعیم
یا نبی دولت اسلام کے دینے والے

رضی اللہ تعالی عنہ

یہہ دل محبوب سبحانی کے صدقے
محی الدین جیلانی کے صدقے

میرے دل پر چلے وہ خنجر عشق
ملک ہون جس کی قربانی کے صدقے

تمہاری ذات سے ہے نظم عالم
جہانبانی کے سلطانی کے صدقے

نثار قبہ انور مہر و مہ
فرشتے قبر نورانی کے صدقے

تمہارے لطف پنہانی کے قربان
تمہارے فیض روحانی کے صدقے

یہہ زیبا ہے جو ہون لوح و قلم بھی
تمہارے اسم لاثانی کے صدقے

سبک روحی ہے کیا ہے لذت درد
دم بسمل گران جانی کے صدقے

یہہ دِل ہو اور جوشِ قُلزُمِ عشق
یہہ کشتی موجِ طوفانی کے صدقے

فدائے شمع پروانہ ہوا ہی **داغ**
ہم اپنے قُطبِ ربانی کے صدقے

محبت ہے مجھے اُس رہگذر سے
۸ جنازہ بھی مِرا جائے اُدھر سے

بچانا آفتِ تیرِ نظر سے
الٰہی یہہ بلا آئی کدھر سے

بچکتی ہے بہت بارِ نظر سے
ہمارے ہاتھ لپٹا لو کمر سے

نگہہ دل سے لڑے مژگان جگر سے
بندھا ہے مورچہ کیا گھر کے گھر سے

ٹپکتا ہے یہہ صاف اِسکی نظر سے
۸ بہت باتین ہوئین ہین نامہ بر سے

نہ رُوکا شامِ فرقت کو کسی نے
دوہائی دے رہا تہا مین سحر سے

کیا ہے ضبط جب دردِ محبت
گرے ہین ٹپ ٹپ آنسو چشمِ تر سے

اُنہین فرصت کہ اِسکا سر اُتارا
۸ ہمین فرصت کہ چھوٹے دردِ سر سے

ہم اپنی جان پر کھیلے ہوئے ہین
لڑائی ہو پڑی ہے چارہ گر سے

خدا کی دین ہے غم ہو کہ شادی
یہہ بندے لائے ہین کیا اپنے گہر سے

تمہارا دیکھنا کیونکر نہ دیکھون
۸ نظر کی چوٹ رُکتی ہے نظر سے

نرالی وضع زاہد نے بنائی
یہہ ہے انسان کیا جانے کدھر سے

ملی سوز و گدازِ ہجر کی داد
پُنچھے آنسو مِرے شمعِ سحر سے

شبِ فرقت تمہین اِتنے تو نالے
کہ مین باتین کرون دیوار و در سے

ندیکھا کر مجھے غصہ سے ظالم
تری آنکھون سے بھی کیون خون برسے

مزا آتا ہے اُنکے رُوٹھنے مین
ہمیشہ چھیڑ ہوتی ہے ادہر سے

دعا ہم سے کروگے آخر کار
یہہ ہم سمجھے ہوے تھے پیشتر سے

اُنہین تو حور ہی سے لاگ ٹھیری
کہیں لاون جنت کسکے گہر سے

رقیب روسیہ کیون دل پہ چڑھا ہے
اُسے صدقہ کرو تم داغ پر سے

لذت سیر دگر چشم تمنا لیگی
ایکبار اور بھی دنیا ابھی پلٹا لیگی

دل کا سرمایہ وہ دزدیدہ نظر کیا لیگی
اتنا دینا بھی پڑیگا اُسے جتنا لیگی

شکوہ دہر نہ بیداد فلک کی فریاد
حشر مین خلق خدا نام تمہارا لیگی

پردہ در ہوگی محبت یہہ خبر تھی کسکو
ہاتھہ مین دامن یوسف کو زلیخا لیگی

نہ کرین میرے لئے حضرت ناصح تکلیف
خود طبیعت دل بیتاب کو سمجھا لیگی

لُٹ چکی جان و دل و صبر و خرد روزِ وصال
کیا دھرا ہے شب غم آکے یہان کیا لیگی

ایک مُدت سے دبی ہے ہماری مٹی
دیکھیے کب ترے دامن کا سہارا لیگی

چارہ گر ہونگے تجھے کپڑے چھڑانے مشکل
آڑے ہاتون مری وحشت کبھی ایسا لیگی

خاص بخشینگے تمہین اپنے گنہگارون کو
بخشش عام نہ انکا کبھی ٹھیکا لیگی

[illegible] ون کو بہت ہمنے کیا ہے شیدا
ہمسے کیا بل کی تری زلف چلیپا لیگی

چین سے آپ رہین کچھہ مری پروا نہ کرین
کیا شب ہجر بلا ہے کہ مجھے کھا لیگی

دل کا سودا تری زلفون سے بنا رکھا تھا
کیا خبر تھی کہ نگہ مفت مین ہتیا لیگی

شب کو دیکھیگی جو یہہ داغ دل و چاک جگر
خوف سے کاہکشان دانتو مین تنکا لیگی

غیر ہی خواب شب وصل مین آہ رسا
کام پنچایگا سوتے کو اگر جا لیگی

اوپری دل ہی سے اسدل کی خبر لیتے ہین
جسکو تم لوگے اسی چیز کو دنیا لیگی

کام بگڑا نہ بنائے سے ہمیشہ بگڑے
میری تدبیر نہ تقدیر سے بدلا لیگی

درد و غم رنج و الم مول لئے کیا کیا کچھہ
اور کیا کیا نہ مری خواہش بیجا لیگی

گرم بازاری دل دیکھہ کے وہ کہتے ہین
ہم نہ لینگے اسے جس چیز کو دنیا لیگی

دل سودازدہ آزار محبت لیگا
عقل دیوانی نہین ہی جو یہہ سودا لیگی

## داغ

شاہ دیندار کا وہ فیض ہی جاری اہی
حشر تک جس سے مرے دین کے دنیا لیگی

جب سے لبسی ہوئی کسی گلگون قبا مین ہی
مین کیا کہون کہ نکہت گل کس ہوا مین ہی

گرویدہ اس ستم پہ بھی رہتے ہین سیکڑون
میری وفا کا رنگ تمہاری جفا مین ہی

خالی نہین ہی انکی شرارت سے شرم بھی
جو کچھہ شوخی ادا سے وہ شوخی حیا مین ہی

افسوس یہہ ہوئی نہ مقدر مین غیر کے
مضبوط جو گرہ ترے بند قبا مین ہی

گذری کبھی نہ چین سے ہمکو کوئی گھڑی
جو ابتدا مین غم تھا وہی انتہا مین ہی

ای خضر بادہ خوار کو کیا اسکی آرزو
کیفیت شراب بھی آب بقا سے ہی

آسودگان خاک کی آہین لگی نہ ہون
دامن دم خرام ترا کس ہوا مین ہی

چٹکی مین اُنکی تیر نگاہون مین اُنکی قہر
کیا جانے کتنی دیر ہماری قضا مین ہے

ہنگامہ دوست رہا بزم غیر مین
کب یہہ سنا کہ مجمع اہل وفا مین ہے

مرجاؤن مین اگر ہو وہان ناز مین کمی
اپنی تو جان ایک سراپا ادا مین ہے

کس طرح عرض حال کرے کیا کرے کوئی
تاثیر شکوے مین نہ اثر التجا مین ہے

سر پھوڑنا فضول ہے دم توڑنا عبث
دل پھیر دے بتونکا یہہ قدرت خدا مین ہے

پہلو مین دیکھکر مرے دل کو مچل گئی
اُنکو گمان تھا مری زلف دوتا مین ہے

دنکو کچھہ اور رنگ تو شب کو کچھہ اور ڈہنگ
تاثیر دو طرح کی ہماری دعا مین ہے

ہنگام سجدہ سر پہ قیامت بپا ہوئی
ہر ذرہ ایک فتنہ ترے نقش پا مین ہے

دل کو پھنسا رہی ہے وہ زلف سیاہ گون
یہہ مبتلا تو آپ ہی اپنی بلا مین ہے

یارب شب فراق نہ ہو دن تک کر خجل
اُسکی ادا کا ڈہنگ ہی کوئی قضا مین ہے

یہہ وحشت مزاج نہ اسوقت رنگ لائے
دامن قبول کا مرے دست دعا مین ہے

اب دیکھیے جو داغ کو وہ ہی نہین
سب رنگ چھوڑ چھاڑ کے یاد خدا مین ہے

ہم اس جہان سے ارمان لیکے جائینگے
خدا کے گھر ہی سامان لیکے جائینگے

یہہ ولولے تو مری جان لیکے جائینگے
یہہ ذوق شوق تو ایمان لیکے جائینگے

وقت نزع نہ آئینگے عدو کے کہنے سے
ہم اور غیر کا احسان لیکے جائینگے

بیان کرینگے ترے ظلم ہم قسم کہا کر
خدا کے سامنے قرآن لیکے جائینگے

چڑھی نہ تربت مجنون پہ آجتک چادر
ہم اپنا چاک گریبان لیکے جائینگے

ہمین یہہ فکر کہ دل سو جگر سمجھکر دین
اونہین یہہ ضد کہ اسی آن لیکے جائینگے

صنمکدے کے ہوے ہم نہ میکدے کے ہوے
یہہ داغ دل مین مسلمان لیکے جائینگے

بھرے ہین کعبہ دل مین جو حسرت و ارمان
مراد اپنی یہہ مہمان لیکے جائینگے

لگا کے لائے ہین غیرونکو آپ اپنے ساتھہ
یہان سے کیا یہہ نگہبان لیکے جائینگے

بغیر وصل کا وعدہ لئے ٹلینگے نہ ہم
یہہ عہد لیکے یہہ پیمان لیکے جائینگے

پھنسا رہیگا دل مبتلا تو دنیا مین
گناہ کس مین پھر انسان لیکے جائینگے

کچھہ آگیا مرے آگے دیا لیا میرا
یقین تھا وہ مری جان لیکے جائینگے

خدا کے سامنے جب آپ کی طلب ہوگی
وہان بھی آپ نگہبان لیکے جائینگے

نہین ہے تشنگی حشر کا کچھہ اندیشہ
ہم اشک شرم کا طوفان لیکے جائینگے

کرینگے روز جزا اہل حشر مین تقسیم
بہت سے ہم ترے ارمان لیکے جائینگے

کیا ہے سخت پریشان ناصحون نے مجھے
جب آئینگے مرے اوسان لیکے جائینگے

اس آستان پہ جو دی جان **داغ** بیکس نے
جنازہ آپ کے دربان لیکے جائینگے

وعدہ پہ اونکی بات بنائی ہوئی سی ہے
کھائی ہے وہ قسم کہ جو کھائی ہوئی سی ہے

کس بوالہوس کے خون مین رنگے ہین تم نے ہاتھہ
اوتری ہوئی حنا یہہ لگائی ہوئی سی ہے

چھایا ہوا ہے بزم عدو کا خمار سا
آنکھون مین تیری نیند سمائی ہوئی سی ہے

افسردہ خاطری میں بہی ہر آگ شوق کی
پوری بجہی نہین یہہ بجہای ہوئی سی ہر

تم دل سے مہربان ہوا اسکا یقین نہین
یہہ طرزِ التفات اُڑا ئی ہوئی سی ہر

دہویا ہر تمنے تیغ کو باقی ہر نم ابہی
یہہ خون مین کسیکے نہائی ہوئی سی ہر

ہر چشمِ نیمباز پہ دہوکا خمار کا
یہہ تو لڑی ہوئی سی لڑائی ہوئی سی ہر

میرا نشان جو کوچۂ جانان مین دیکہیے
اک مشتِ خاک وہ بہی اُڑائی ہوئی سی ہر

دستِ فلک سے ہاے مری سرنوشت بہی
موہوم اک لکیر مٹائی ہوئی سی ہر

چشمک زنی نہ کی ہو کسی چشمِ مست نے
نرگس کی آنکہ آج جو آئی ہوئی سی ہر

رنگت اُڑی ہوئی سی ہر کیا آج داغ کی
چہرہ پہ مردنی ہی تو چہائی ہوئی سی ہے

ہردم اُسی کی دُہن ہر اُسیکا خیال ہر
چہوٹے چہٹاے ربط پر اب تک یہہ چال ہر

لو دو ہی دن کے بعد یہہ اُنکا خیال ہر
چہوڑو یہی رسم و راہ کہا انکا وبال ہر

مین کیا کہون کہ جو مجہے شوقِ وصال ہر
تم دیکہہ لو فقیر کی صورت سوال ہر

جب ہو نہ اعتبار تو کہنے سے فائدہ
اللہ جانتا ہر جو اِس دل کا حال ہر

سنکر مری زبان سے برائی رقیب کی
غصے کو تمنے ضبط کیا یہہ کمال ہر

قسمت سے نبہہ گئی ہر چلو فیصلہ ہوا
میرا کمال ہر نہ تمہارا کمال ہر

لیل و نہار اپنے گذرتے ہین ایک شکل
جو شب کو خواب تہا وہی دنکو خیال ہر

مین ہون گدا ے میکدہ مجہپر ہو کیون حرام
قاضی کو بہی تو مفت کی واعظ حلال ہر

کس طرح لے سکون ترے ذر لخاسے دل
وہ کہہ رہے تھے بزم میں خنجر نکال کر
جینا ہی ننگ عشق تو مرنا خلاف عقل
کافر نہیں ہوں اور مجھ ہی بزم یار

اندیشہ ہو گیا کہ یہہ چوری کا مال ہی
اس دل کو لاؤ جسمین امید وصال ہی
یہہ بہی محال ہی مجھے وہ بہی محال ہی
اپنے کئے سے پہر مجھے کیوں انفعال ہی

ای داغ انکی رنجش بیجا کا کیا علاج
اپنے قصور پر بہی تو مجھہ سے ملال ہی

دل لے ہی چکے ناز سے شوخی سے ہنسی سے
مانگی ہین نمازین بہی مانگی ہین دعائین
آئینہ مین کیا دیکھتے ہو اپنی ادائین
ارشاد ہوا ہی کہ تجھے قتل کرینگے
معشوقوں کو عشاق نے بیدرد بنایا
ہم کیوں انہیں سمجھا کے عبث رنج اٹھائین
کہر ہونک دیے آتش الفت نے ہزاروں
ہوں محو تصور مری باتوں پہ نجاؤ
ایسا ہو فتانہ تو وہ کیوں غیر کو تاکین
دیکھی نہ بہار اور ثمر عشق کا پایا
در پردہ تو ہوتے ہین گلے انکے ہزاروں

اب انکی بلا آنکہہ ملاتی ہی کسی سے
اللہ بچائے مجھے تیری خفگی سے
اس ناز اس انداز کو پوچھو مرے جی سے
پہر یہہ بہی ہی تاکید کہ کہنا نہ کسی سے
انصاف تو یہہ ہی کہ ہوئی چوک ہمیں سے
کچھہ بات ہو مطلب بری سے بہلی سے
یہہ آگ قیامت کی لگی دل کی لگی سے
کچھہ بیخودی شوق مین کہتا ہوں کسی سے
الفت بہی مجھی سے ہی عداوت بہی مجھی سے
اس باغ مین پہل پیشتر آتا ہی کلی سے
دیکھا تو دعا صاف نکلجاتی ہی جی سے

وابستہ بھی رُو لیتے ہین اُس بزم مین جاکر
اندیشہ ہی مر جائین نہ ہم فرطِ خوشی سے

مہمان کہین جانیکو ہین آپ بھی تیار
بس لیجیے سلام اپنا بھی وعدہ ہی کسی سے

پہچانو تو کس نقشِ کفِ پا کی ہی یہہ خاک
اکسیر اُٹھا لائے ہین دشمن کی گلی سے

گستاخ ہوا جب نہ پذیرا ہوئی منت
نکلا تو سہی کام مگر بے ادبی سے

بھولے سے پیا بھی کوئی ساغر تو گنہ کیا
اِک عمر ہوئی توبہ کیے بادہ کشی سے

شہرہ تہا کہ ہی خنجرِ قاتل مین بہت آب
دم سُوکہہ گیا اُسکا مِری تشنہ لبی سے

مین وصل کا سایل ہون جواب اسکا تو دیجے
کیون چُپ ہو کیا پوچھنے جانا ہی کسی سے

وہ شامِ شبِ وصل سے برہم ہین الٰہی
آثارِ قیامت ہین نمودار ابھی سے

ابداع کرین وہ ستم ایجاد کہانتک
کیا ناک مین دم ہی تری ایذا طلبی سے

مشکل ہی اِن آنکہون سے خدا کو کوئی دیکھے
دیکھے تو بُتِ ماہ لقا کو کوئی دیکھے

اُس چشمِ فسونگر کی حیا کو کوئی دیکھے
اُس ظالمِ مظلوم نما کو کوئی دیکھے

میرے نفسِ سرد پہ ہین طعنہ زن احباب
اِسوقت زمانہ کی ہوا کو کوئی دیکھے

کہتے ہین کہے جائین برا حضرتِ واعظ
بیکار تو مے روح فزا کو کوئی دیکھے

کُھل کھیلیے کُھلجائیے دل کھول کے ملیے
کبتک گرہ بندِ قبا کو کوئی دیکھے

جب ذکر ہوا طولِ حیاتِ ابدی کا
وہ بولے مِری زُلف رسا کو کوئی دیکھے

تقریر سنے کوئی کہ تعریف تمہاری
انداز کو دیکھے کہ ادا کو کوئی دیکھے

کہتا ہے کہ مر جاؤ تو کچھ ہمکو یقین ہو — بیدرد کی اس شرطِ وفا کو کوئی دیکھے

اسواسطے لیجاتے ہین غیر انکو اُڑا کر — ایسا نہ ہو نقشِ کفِ پا کو کوئی دیکھے

اے پردہ نشین تنگ ہین سب اہلِ بصارت — کیا دخل ترے ناخنِ پا کو کوئی دیکھے

نیرنگیِ اندازِ [illegible]نم کو کوئی سمجھے — دلِ تنگیِ مردانِ خدا کو کوئی دیکھے

جو دیکھتے ہین چشمِ تحیر سے ترا حسن — اُن دیکھنے والون کی ادا کو کوئی دیکھے

اے داغ سُنے ہین بہت اگلے تو فسانے
کیا حال ہے اب اہلِ وفا کو کوئی دیکھے

دل جگر سب آبلے سے بھر چلے — مر چلے اے سوزِ فرقت مر چلے

کھنچتی ہے رگ رگ ہمارے حلق کی — دم مین دم جبتک رہے خنجر چلے

راہ ہے دشوار و منزل دور تر — پا شکستہ کیا کرے کیونکر چلے

جس جگہ ٹھیرا دیا ٹھیرے رہے — جس طرف کو لے چلا رہبر چلے

دیکھیے پس ماندگان پر کیا بنے — ہم تو اپنی سی بہت کچھ کر چلے

کیسی ہلچل ہے سرائے دہر مین — سب مسافر چھوڑ کر بستر چلے

حضرتِ دل تھی یہی شرطِ وفا — آپ میرے حق مین یہہ کیا کر چلے

کربلا ہے کوچۂ قاتل کی زمین — شام کو پہنچے وہین دن بھر چلے

غیر کیا جانے کہ پردے پردے مین — دار وہ جسپر چلے اُسپر چلے

لے گی قفس مین بوئے گل — ہم اسیرون سے ہوا بچکر چلے

در پردہ تو ہے

موجِ طوفانی و گردابِ محیط | اپنی کشتی کس طرف بچکر چلے

حسرتون سے کیون نہو دل پائمال | اس زمین پر سیکڑون لشکر چلے

منزلِ مقصود کے خواہان ہین سب | ساتھہ کس کس کو کوئی لیکر چلے

کیا دہرا تہا اس تہی خمخانہ مین | ہم بہی آکر اپنا بہرنا بہر چلے

ٹکنے دیتی ہی کہین وحشت ہمین | چہانکر جنگل پہر اپنے گہر چلے

جادۂ راہِ حقیقت چہوڑکر | قافلے کے قافلے اکثر چلے

داغ کے لب پر ہی مصرع درد کا
جبتلک بس چل سکے ساغر چلے

اب کیون نکرون نالہ مجہے ڈر تو نہین ہی | یہہ عرصۂ محشر ہی ترا گہر تو نہین ہی

## مطلع ثانی

گو وصل ہو لیکن مجہے باور تو نہین ہی | ہان دلمین نہو اُنکے زبانپر تو نہین ہی

پہر جائے تو پہر جائے بلا سے نہین پروا | کچہہ انکا دل میرا مقدر تو نہین ہی

کیون موردِ بیداد ہون کچہہ وجہہ بہی اسکی | لکہا ہوا عاشق مرے منہہ پر تو نہین ہی

چبہتی ہی تری بات مرے دلمین ہمیشہ | آخر یہہ زبان ہی کوئی نشتر تو نہین ہی

کس طرح نہ قدرت کا تماشا نظر آئے | آئینۂ رخ صاف ہی پتہر تو نہین ہی

جاتی ہی رہیگی یہہ پریشانیِ دل ہی | آشفتگیِ زلفِ معنبر تو نہین ہی

معشوق کا جب ذکر کیا مجہہ سے کسی نے | گہبرا کے یہہ پوچہا وہ ستمگر تو نہین ہی

پیغام غیر کی مجھے باتون کا یقین کیا
ای دل یہہ کچھہ ارشاد پیمبر تو نہین ہی

فرمائیے اب شوق سے جو مدّ نظر ہو
دل آپ کے فرمانے سے باہر تو نہین ہی

کرتا ہی امام آج بہت سہو کے سجدے
پوشیدہ جماعت مین وہ کافر تو نہین ہی

ہر ایک کو دیتے ہو فلک کیون درم داغ
ہر شخص کا روزینہ مقرر تو نہین ہی

آئینہ سے ہوجائیگی اُس رُخ کی صفائی
یہہ کینہ دارا و سکندر تو نہین ہی

احسان ہو ہمپر جو ہمین آپ بتا دین
دنیا مین کوئی آپ سے بہتر تو نہین ہی

پھر قصد صنم خانہ کب **داغ** جو تو نے
کمبخت ترے پانون مین چکّر تو نہین ہی

داد کس کی دون جو ہون دونون برابر سامنے
وہ جب آتے ہین تو آتا ہی مقدر سامنے

ہمکو کیا حاصل حسینون مین ہو گر تم آفتاب
شب کو ماہ آتے نہین رہتے ہو دن بہر سامنے

لین ہی مر کے لین کسی کافر نے کیا کیا چٹکیان
جب نظر آیا مجھے اللّٰہ کا گہر سامنے

تازہ ہنگامے دکہاتا ہی ہمین وہ فتنہ گر
روز ہوتا ہے نیا سامان محشر سامنے

ہم اگر مانگین تو اے زاہد یہہ بیشک ہی گناہ
بے طلب رکہدے جو کوئی بہر کے ساغر سامنے

سُن چکے بس لن ترانی ہو چکا ہمسے حجاب
آئیے اب آئیے اے بندہ پرور سامنے

یاالٰہی خیر ہو بیٹھے ہین وہ یون بزم مین
تیغ رکھی ہے برابر اور خنجر سامنے

جسطرح جی چاہتا ہی اُسطرح ہو بے حجاب
یون تو منہ نیکو وہ ہو جاتا ہی اکثر سامنے

دیدہ و دل کی یونہین تسکین ہوئی چاہیئے
ایک دلبر ہو بغل مین ایک دلبر سامنے

وہم ہے اُسکو کہین دامِ وفا مین آنہ جاؤن
اسلیئے رکھدی اُڑائی سب کی لکھکر سامنے

کوئی روکے سے کہین رُکتا ہون مین شوریدہ سر
توڑ ڈالون ہو اگر سدِّ سکندر سامنے

بت پرستی سے تو کی توبہ مگر یہہ حال ہے
سر پٹکنے کے لئے رہتا ہے پتھر سامنے

مجکو اُنکے جلوۂ دیدار سے غش آگیا
وہ یہہ کہتے ہین کیا بیخود اسے ساغر سامنے

اے نگاہِ شوق بس اتنی نہ تیزی چاہیئے
ہے یہی صورت تو ہونگے وہ مقرر سامنے

دیکھیئے اے داغ کیا ہوتی ہے پاداشِ عمل
دیکھنے والا ہو تو ہے روزِ محشر سامنے

نگاہِ شوخ جب اُس سے لڑی ہے
تو بجلی تھرتھرا کر گر پڑی ہے

اُسے بھی مجکو بھی ضد آپڑی ہے
خرابی بیچ والون کی بڑی ہے

لہو کی بوند مژگان سے جھڑی ہے
یہی گلزارِ دل کی پنکھڑی ہے

قیامت مین قیامت کر گیا کون
کہ دل تھامے صفِ محشر کھڑی ہے

کرین کیا رند توبہ مے سے زاہد
کہ یہہ تو اُنکی گھٹی مین پڑی ہے

قدم جمتا نہین تیری گلی مین
کسی بیتاب کی میّت گڑی ہے

عدو بھی تنگ ہے اُنکے ستم سے
اُسے اپنی مجھے اپنی پڑی ہے

ابھی مین نے کیا تھا یاد اُسکو
وہ آیا عمرِ قاصد کی بڑی ہے

بنا ہے مدعی پیغامبر بھی
جڑی ہے جب مری کھوٹی جڑی ہے

کیا ہے مین نے ضبطِ آہ جسدم
انی برچھی کی سینے مین گڑی ہے

گل بستر ستارے بنگئے ہین ترے تہے ما ہسے جب افشان چہڑی ہے
یہہ کہتا ہر مرا شوق شہادت تری تلوار پہ ہولو نکی چہڑی ہے
وہ روٹہین غیر سے تو ہم منائین پرائی آفت اپنے سر پڑی ہے
تجہے دیتا ہون اپنی جان بہی مین مرے دل سے مری ہمت بڑی ہے
ٹلین وہ کب جو دل لینے پہ اڑجائین یہہ کیا کچہہ کہیل چوسر کی اڑی ہے
الٰہی کب سحر ہوگی شب ہجر قیامت کی گہڑی ہر جو گہڑی ہے
بگڑ کر ہمنے سو الزام پائے اب انکی ہر طرح سے بن پڑی ہے

غزل اک اور بہی اے **داغ** لکہو
طبیعت اس زمین مین کچہہ لڑی ہے

نظر کعبے مین اس بت پر پڑی ہے کہان جاکر مری قسمت لڑی ہے
مجہے انجام الفت کی پڑی ہے یہہ غم آٹہون پہر چونسٹہہ گہڑی ہے
وہان مشق تغافل ہر گہڑی ہے پرائے دل کی انکو کیا پڑی ہے
ترے در پر تڑپتے کسکو دیکہا کہ ہر دیوار سکتے مین کہڑی ہے
پرائے مال پر اتنا تقاضا ۴ تمہین دل لینگے کیا جلدی پڑی ہے
مروت ہی ہو تیری آنکہہ مین کاش نشیلی ہر رسیلی ہر بڑی ہے
زبان تک آسکے کیا حرف مطلب ہماری آہ سینے مین اڑی ہے
خزان سے ہی بہار حسن محفوظ گل عارض کی کب پتی جہڑی ہے

نہ بیٹھی تیغ عشق اُس سنگدل پر — اُچٹ کر چوٹ مجھپر ہی پڑی ہے
حسینوں کو بُرا کہتا ہے ناصح — انہیں باتوں پہ مجھسے ہو پڑی ہے
جفائے آسمان کی انتہا کیا — بڑونکی بات جو کچھہ ہو بڑی ہے
خدا سے التجا ہے ناخدا کیا — مری کشتی بھنور مین جا پڑی ہے
اِدھر وحشت لئے جاتی ہے مجھکو — اُدھر جلّاد نے بیڑی گھڑی ہے
دل اپنا بیچتے پھرتے ہین لاکھون — محبت آجکل پیسے دھڑی ہے
جنازہ دیکھہ لو عاشق کا در پر — سواری اِس مسافر کی کھڑی ہے
ہمارا دم ہے خنجر مین دمِ ذبح — ہماری جان قاتل مین پڑی ہے
امانت رکھہ تو لون داغ محبت — مگر ڈرتا ہون یہہ جوکھون بڑی ہے
ڈبونا چاہتا ہے قلزم عشق — کنارے پر مری کشتی اڑی ہے
گھڑی ہے سو بلاؤن مین مری جان — یہہ تنہا ہے اکیلی ہے چھڑی ہے
وہی اک بات ہے لیکن تری بات — عدو سے نرم ہے مجھسے کڑی ہے

ملازم شاہِ آصفجاہ دام اقبالہ کے ہین
جناب داغ کی قسمت بڑی ہے

ناوک لگا جگر پہ تو دل پر سنان لگی — کاری لگی نظر تری کافر جہان لگی
ہم بھی دعا کے بعد پہنچتے تو خوب تھا — کیون چرخ تک زمین سے اک نردبان لگی
شام شب وصال ہین پھولی نہین شفق — تلوؤن سے تیرے آگ یہہ [illegible]

آتا ہے تمکو تلخئ دشنام مین مزا
اِس چاٹ پر لگی تو تمہاری زبان لگی

پوچھا جو عشق غیر کی تمکو لگی ہر چوٹ
آنکھون مین آنکھ ڈال کے بولے وہ ہان لگی

اچھا کہا جو حور کو کیا قہر ہو گیا
ایسی تمہارے دلکو بُری مہربان لگی

میرا فسانہ تونے جو ای پند گو سنا
کچھہ تیرے ہاتھہ بات بھی ای نکتہ دان لگی

پوشیدہ دل کی چوٹ قیامت کی چوٹ ہے
فرہاد کے تو سر پہ لگی یہہ کہان لگی

تقدیر نے نہ جمنے دیا اُس جگہہ سے مجھے
اُکھڑے قدم وہان سے طبیعت جہان لگی

رُو رُو کے کہہ رہے ہین وہ مُردے پہ غیر کے
کسکی بُری نظر تجھے ای نوجوان لگی

بیتاب مجھکو دیکھہ کے وہ پوچھتے ہین داغ
کمبخت تیرے چوٹ بتا تو کہان لگی

کل کچھہ طبیعت اپنی جو مشکوک ہو گئی
آج اُنسے دو ہی باتون مین دو ٹوک ہو گئی

ہوتا نہین ہے کم غم دو جہان سے بھی
ای دل یہہ کس بلا کی تری بھوک ہو گئی

کیون غیر کی طرح سے نہ ہم بیوفا ہوئے
اِس عاشقی مین ہمسے بڑی چوک ہو گئی

مدت سے رسم مہر و وفا مین کمی تو تھی
آخر ترے زمانے مین متروک ہو گئی

برسات ہی مین مست ہزارگن کی ہی صدا
کویل کی کوک اِسکے لئے کوک ہو گئی

سب کچھہ ہمارے دل کو ملا کیا نہین ملا
تیری نگاہ لطف جو مسلوک ہو گئی

ای داغ اب نہین درم داغ بھی نصیب
دنیا فلک کے ہاتھہ سے مفلوک ہو گئی

نمبر
خزان سے

ابروے یار کیون نہ کھینچے اس مثال سے
اسکے تو ناخنون مین پڑے ہین ہلال سے

رہتی ہی اطلاع انہین دل کے حال سے
ملتی ہین گالیان مجھے پہلے سوال سے

دل کو بچا رہا ہون بتون کے خیال سے
اللہ تو علیم ہے بندے کے حال سے

جانا کہ یہہ بہی ایک طرحکا لگاو ہے
ناخوش ہوا نہین کبھی اسکے ملال سے

جانین ترے خرام کو طاوس و کبک کیا
لینی تہی اسکی داد کسی پایمال سے

کیا شکوہ فراق کرون اسکی فکر ہے
بے لطفیان بڑہینگی ترے انفعال سے

حجت مین ان حسینون کو آتا ہے کیا مزا
وعدہ کیا ہے اسنے بڑی قیل و قال سے

ای محتسب نہ لوٹ اسے تو یہہ حکم دے
مسجد بناے پیر مغان اپنے مال سے

بخشش نہوگی غیر کی یہہ مجھسے پوچھیے
بندے کو اطلاع ہے عقبے کے حال سے

احوال چارہ گر سے کہانتک بیان کرون
دم ناک مین ہی روز کی اس دیکھہ بہال سے

دو چار وہ ہمین نے تو لٹکے بتا دیئے
مشہور تم جہان مین ہو جس کمال سے

احسان مانتا ہون ترا اے دل حزین
وہ شاد شاد ہین مرے حزن و ملال سے

ملتی نہین ہے راہ نکیرین کے لئے
کیا قبر اٹ گئی مری گرد ملال سے

بیجا ہے رشک غیر بجا ہے یہہ روٹہنا
جانے بہی دو ملال بڑہیگا ملال سے

کہتے ہین کیون خدا کو کیا یاد ہجر مین
فرصت بڑی ملی تجھے میرے خیال سے

سچ ہے کسیکا چاہنے والا ہو کوئی ہو
دوزخ کو عید ہوتی ہے کافر کے حال سے

تہک تہک کے بند ہوتی ہے یہہ چشم انتظار
آتا ہے شب کو خواب تمہارے خیال سے

ہوتا ہی خشک دامن تر کیا طلسم ہے / طوفان گریہ و عرق انفعال سے

اے دست وحشت اور تجھے چاہیے اگر / دامن فلک سے چھین گریبان ہلال سے

حیرت ہی اُس نے صبح کو مجھسے بیان کین / باتین جو کی تھین رات کو اُسکے خیال سے

اے داغ ہے دکن سے بہت دور لکھنؤ / ملتے امیر احمد و سید جلال سے

کیجیے انصاف یہہ ناحق کا جھگڑا ہمسے ہے / دل دیا ہے غیر کو اسکا تقاضا ہمسے ہے

وصل کا وعدہ کسی سے ہو وہ گویا ہمسے ہے / کیا یقین ہی جانتے ہین ہم یہہ ایما ہمسے ہے

مٹ گئے جب ہم تو جانو مٹ گئی ساری بہار / ہم ہین دنیا مین تو یہہ گلزار دنیا ہمسے ہے

وصف یوسف پر بتِ کافر نے جھنجلا کر کہا / ہم تو دیکھین اُسکی صورت کون اچھا ہمسے ہے

لیلی و مجنون کا قصہ کوئی سنتا ہی نہین / بحث عالم کو فقط یا تم سے ہی یا ہمسے ہے

دل یہہ کہتا ہی ہمارے دم سے ہین آثارِ عشق / درد ہمسے ہی تپش ہمسے ہی سودا ہمسے ہے

کیون نہ حیرت ہو کہ بغض و کینہ و رنج و ملال / ہمکو دشمن سے نہین ہی ہمکو جتنا ہمسے ہے

دل جلو نے آپ بل بھرتے ہین یہہ اچھا نہین / چرخ کجرفتار ہی گر ہے تو سیدھا ہمسے ہے

جا چکی تھی رسم الفت مٹ چکا تھا نام عشق / اب زمانے مین کچھ ان باتون کا چرچا ہمسے ہے

واہ کیا کہنا کیا اچھا دیا تمنے جواب / شکوہ بیجا کو سنکر نازِ بیجا ہمسے ہے

دلمین ہی آئے تصور مین بھی آئے بےحجاب / انگوٹھا ہی مین فقط آنکھونکا پردا ہمسے ہے

وہ وعدہ دیدار کیسا اور کیا پیمان وصل / کیا کہین کیونکر کہین جو قول اُنکا ہمسے ہے

چین کیجے عیش کیجے مجمع اغیار مین
آپ کو اب واسطہ مطلب غرض کیا ہمسے ہے

ہمسے جو ملتے نتہے اب اُنسے ہم ملتے نہین
جلسے تہی ہمکو شکایت اُنکو شکوا ہمسے ہے

دل ہی دل مین وہ گہبرا رہے ہین اور یہ ہے تُجہسے خبر مین
کہتے ہین کہہ ڈال جو کچہہ تجکو کہنا ہمسے ہے

یارب اُس سے ہین بہت وابستہ اپنی خواہشین
آسمان کو بہی کسی شی کی تمنا ہمسے ہے

صاف ہو جاؤ تو پہر ہو گفتگو بہی صاف صاف
جسقدر تکرار ہے یہہ رنجش باہم سے ہے

**داغ**

کوئی کافر ہی کہے اے داغ اُنکی آرزو
اے تری شان اب تمنا کی تمنا ہمسے ہے

ڈہونڈتے پہرتے ہین اک عالم مین شیدائی تجہے
لگ گئی کسکی نظر اے حسن زیبائی تجہے

یہہ بٹہی کیا خوب اچہے عاشق معشوق کی
ناشکیبائی مجہے دی اور رعنائی تجہے

تو مرے سر پر کہڑی رہتی ہے ہر دم اے اجل
اور پہر سارا جہان کہتا ہے ہرجائی تجہے

چہیڑ کا موقع کوئی ملتا نہ تہا اچہا ہوا
میرے دلمین آئی شوخی جب حیا آئی تجہے

دہن لگی رہتی ہے دوست کی آٹہون پہر
مین غنیمت جانتا ہون کنج تنہائی تجہے

شکوۂ بیداد کیسا کیسی فریاد ستم
رنج ہے جبر قیامت کیون اُٹہا لائی تجہے

الغرض اہل ہوس ہین ایکطرف ہین اہل عشق
بزم آرائی مین آتی ہے صف آرائی تجہے

جاتے ہی سینے مین آیا باہر اے پیکان یار
ہو گئی تہنے مین کس کسسے شناسائی تجہے

بے حجابی کا بہانہ کوئی تجہسے سیکہہ جائے
غیر کے آتے ہی ظالم آئی انگڑائی تجہے

جستجو جسکی ہے اپنے آپ مین تو دیکہہ لے
دیکہنے کو دی ہے اے غافل یہہ بینائی تجہے

تو اگر سن لے تو کیا جانے کرے کیا غرور — دیکھکر سمجھا ہی جو تیرا تماشائی مجھے

گر یہی جھگڑے رہے باہم تو ملنا ہو چکا — رنج تنہائی مجھے ہی فکر رسوائی تجھے

کاش تھمنے دے ٹھہرنے دے مرے دل کی تپش — گو بمشکل کھینچکر میری کشش لائی تجھے

دوست کو دشمن سمجھ لیتا ہی تو دشمن کو دوست — آ گئی ہے بانکپن کے ساتھ کجرائی تجھے

ہم کرینگے مرتے مرتے آپ ہی اپنا علاج — چارہ گر آتی نہیں ہی چارہ فرمائی تجھے

آئیں کیون میرے دل ویران مین فرماتے ہین وہ — کیا غرض ہمکو مبارک دشت پیمائی تجھے

تیری دانائی کے قائل تھے سب افلاطون فش — شاعری نے کر دیا ای داغ سودائی تجھے

جمع ہین پاک اک زمانے کے — ہائے جلسے شراب خانے کے

ذکر بیفائدہ نہ کر واعظ — اس زمانے مین اُس زمانے کے

دل سے کہتا ہی یہہ لب سوفار — تیر قربان اس نشانے کے

برق پھونکے اُڑائے باد خزان — چار تنکے ہین آشیانے کے

ہے مری داستان ہی کیا مرغوب — حرف بکتے ہین اس فسانے کے

شب وعدہ اُمید وصل کسے — ہم تو ہین منتظر بہانے کے

کعبہ و دیر مین دہرا کیا ہے — گرد ہین تیرے آستانے کے

شب فرقت ترے تصور سے — مشورے ہوتے ہین زمانے کے

تخم الفت سے ہی وفور اشک — لاکھہ دانے ہین ایک دانے کے

لعل لب اور گوہر دندان ۔۔ یہہ جواہر ہین کس خزانے کے

اہل جنت کے ہہی دلونپر داغ
نقش ہین اِس نگار خانے کے

رکھدین اگر شبیہہ بہی مجہہ بادہ نوش کی ۔۔ خالی بہری دُکان کرے میفروش کی
کیون ناصحونکو فکر ہے مجھہ بادہ نوش کی ۔۔ صدقہ وہ دین جواسونکا بنوائین ہوش کی
تربت پہ میری ڈالدین اُسکی گلی کی خاک ۔۔ حاجت نہین ہے اِسکے لئے قبرپوش کی
کب تک حجاب آنکہہ ملاؤ پیو پلاؤ ۔۔ کیفیت انجمن مین رہے ناؤنوش کی
ہنکار اُٹہے مست محبت تو ہے وہ راز ۔۔ بیہوشیون مین یہہ کبہی لیتا ہے ہوش کی
دل خون ہوگا توبہ سے عہد شباب مین ۔۔ واعظ یہی تو عمر ہے جوش و خروش کی
وہ دل کے ولولے وہ جوانی کے زور شور ۔۔ اِک داستان ہے اپنی طبیعت کے جوش کی
دیکہا جمال یار سنی داستان عشق ۔۔ دعوت یہہ ساری عمر رہی چشم و گوش کی
زاہد کی سرخ آنکہون سے معلوم ہوگیا ۔۔ رندونسے جو بچی تہی وہ حضرتنے نوش کی
تدبیر بار دل کی اگر پوچہتا ہون مین ۔۔ کہتے ہین پہلے فکر کرون بار دوش کی
پایاب ہے شناورِ دریاے عشق کو ۔۔ اے بحر اصل کیا ترے جوش و خروش کی
باہم تری نگاہ و حیا مین ہے کیون سلوک ۔۔ غمّاز سے کبہی نہ بنی عیب پوش کی

ہر خوبرو کو داغ جتاتا ہے عاشقی
عیّار ہے بہلی کہی اُس خودفروش کی

دلمین عاشق کے تصور سے کھٹک ہوتی ہے
ان حسینون کی غضب نوک پلک ہوتی ہے

اس بہلانے سے بہانے سرِ محفل آنسو
کہہ یا اُنسے کہ آنکھون مین کھٹک ہوتی ہے

جلوہ بے پردہ تو ہوتا ہے فقط ہوش رُبا
وہ قیامت ہے جو چلمن کی جھلک ہوتی ہے

سہمے جاتے ہین ڈرے جاتے ہین وہ عاشق سے
کم سِنی ہے ابھی اس سِن مین جھجک ہوتی ہے

دردِ فرقت بھی الٰہی نہ دغا دیجائے
آج یہہ کیا ہے کہ تھم تھم کے کسک ہوتی ہے

جسنے سونگھی ہے وہ خوشبو کوئی اُس سے پوچھے
باسی ہارونکے جو پھولون مین مہک ہوتی ہے

سادہ دِل ہین جو اُنھین آئینہ رُو کہتے ہین
آئینہ مین کہین بجلی کی چمک ہوتی ہے

پست ہمت کبھی پاتے نہین عالم مین عروج
قاعدہ ہے کہ زمین زیرِ فلک ہوتی ہے

کوئی تو غم ہے جو کی آپ نے آرائش ترک
سادگی اور مجھے باعثِ شک ہوتی ہے

جھومنا اور وہ ہنسنا ترے دیوانونکا
عجب انداز کی کچھ انمین لٹک ہوتی ہے

کون بیکس کا معاون ہے بجز ذاتِ خدا
غیب سے اُسکی مدد اُسکی کمک ہوتی ہے

آتش رنگِ حنانے تو جلا یا دل کو
اسکی تاثیر بھی سرد و خنک ہوتی ہے

وہ بُرائی سے بھی گو غیر کا مذکور کرین
بدگمانی مجھے بے شبہہ و شک ہوتی ہے

اس نزاکت پہ سنے کیا وہ ہماری فریاد
غنچہ چٹکے تو کہے سر مین دھمک ہوتی ہے

ہاتھہ رکھہ لیتے ہین وہ ڈر کے کمر پر اپنی
شاخِ گلبن مین ہوا سے جو لچک ہوتی ہے

دِل انہین ڈھونڈ ہی آتا ہے ہمیشہ اے داغ
چھان بین اسمین نہ کچھ چھان پھٹک ہوتی ہے

اچھی کہی کہ عشق میں بیمار کیوں ہوئے
اچھوں کے آپ درپئے آزار کیوں ہوئے

تیرے لبوں سے وصل کے انکار کیوں ہوئے
یہہ نازکی میں قابل گفتار کیوں ہوئے

پی کر نہ توبہ کی ہو تو واعظ زبان چلے
یہہ اعتراض کیا ہے کہ میخوار کیوں ہوئے

کیا یہہ شریر آنکھہ لڑائیگا کچھہ نہیں
تم اسکے بدلے لڑنے کو تیار کیوں ہوئے

کس کی مجال اُسنے کہے میرے باب میں
اقرار کیوں کئے تھے انکار کیوں ہوئے

ہم ذمہ دار ہو گئے اخفائے راز کے
عاشق ہوئے تو محرم اسرار کیوں ہوئے

کہتے ہیں تمنے مجھکو بنایا ستم شعار
الزام ہے کہ طالب آزار کیوں ہوئے

غفلت میں خوب چین سے سوتے تھے اپنی نیند
کسنے جگا دیا ہمیں بیدار کیوں ہوئے

یہہ کیا کہا فلک کو جلانا نہ آہ سے
اپنی تو کہیئے آپ ستمگار کیوں ہوئے

دیکھا نہیں یہہ شان یہہ جلوہ کچھہ اور ہے
بت کہکے تجھکو لوگ گنہگار کیوں ہوئے

منہہ مانگے دام بوسۂ لب کے نہ دینگے
پھر حضرت دل آپ خریدار کیوں ہوئے

کہتا ہے عاشقوں کو وہ کافر یہہ طنز سے
بندے خدا کے میرے طلبگار کیوں ہوئے

ہمکو دکھا کے جلوہ یہہ آواز کسنے دی
جلوہ دیکھا لیے نقش بہ دیوار کیوں ہوئے

ہوتا ہی تھا وصال جو ہوتا نہ تھا وصال
یہہ مرحلے تو سہل تھے دشوار کیوں ہوئے

خجلت تو کہہ رہی ہے نہایت بُرا کیا
رحمت نہ یہہ کہیگی گنہگار کیوں ہوئے

دل کہہ رہا ہے اُس سے کہو ماجرائے عشق
میں کہہ رہا ہوں کہکے گنہگار کیوں ہوئے

اپنا سا دوسرا نظر آنے لگا مجھے
جلتا ہوں میں وہ آئینہ رخسار کیوں ہوئے

کیا جانے کیا دکھائی دیا انکو خواب مین ۔ بیوقت آج شبکو وہ بیدار کیون ہوے

اے داغ اک زمانے کے دلمین ہے گھر ترا
وہ نام سنکے نام سے بیزار کیون ہوے

کاوش فلک تفرقہ پرواز ہمین سے ۔ کیون اے خلل انداز یہہ انداز ہمین سے

ہوتے ہین ادا عشق کے انداز ہمین سے ۔ یہہ سحر ہمین سے ہین یہہ اعجاز ہمین سے

ہر چند کچھہ ایسی ہی ہین باتین کہ نہ سنیئے ۔ کیا کیجئے کہتے ہین وہ سب راز ہمین سے

ہمسے ہی سر بزم چُراتے ہین نظر بھی ۔ لڑتی بھی ہے پھر چشم فسونساز ہمین سے

سو دیکھنے والے ہون تو یہہ آنکھہ کہان ہے ۔ تصویر تری کیون نہ کرے ناز ہمین سے

صیاد کی بیداد نہین کُنج قفس مین ۔ ٹوٹے ہین پھڑک کر پر پرواز ہمین سے

اُٹھتا ہے ترے کوچے سے کب شور قیامت ۔ لاکھون ہین یہان گوش برآواز ہمین سے

اشک آنکھہ کے پردے مین ہین باہر نہین آتے ۔ غمزے کی لیا کرتے ہین غماز ہمین سے

توقیر پھر اُس بزم مین اپنی ہے مساوی ۔ گر غیر ہوے صاحب اعزاز ہمین سے

ایجاد کئے رسم محبت مین ہمن نے ۔ انجام کو پہونچیگا یہہ آغاز ہمین سے

دیکھین تری طاقت تری تلوار کی بُرش ۔ دو چار اگر اور ہون سرباز ہمین سے

ہمنے ہی تو پالا دل مفسد کو بغل مین ۔ کرتا ہے دغا پھر یہہ دغا باز ہمین سے

ہنگامۂ محشر مین بھی اللہ کرے داغ
راضی ہو تو ہو وہ بت طنّاز ہمین سے

یہہ ٹپکتا ہی رنگ بسمل سے — ہولی کہیلیگا آج قاتل سے

نازِ اعدا اُٹھیگا مشکل سے — دل بدل لیجیئے مِرے دِل سے

ہو گئی یاس عہدِ باطل سے — ہمکو جینا پڑا مرے دِل سے

میری تصویر ہی وہ دیکھتے ہین — کس کُری آنکہہ کس بُرے دل سے

تیر تیرا ہے اور دِل میرا — اب چہٹیگا یہہ ساتھہ مشکل سے

کس نے مذکور کر دیا میرا — بگڑے بیٹھے ہین ساری محفل سے

اب زبان سے وہ پہر نہین سکتین — جو دعائین نکل گئین دل سے

کیون ہوا ناخدا کو اطمینان — ابہی کشتی ہے دور ساحل سے

بڑہہ گیا رُتبہ تماشائی — آنکہہ ملتی ہے پشتِ تیرِ دل سے

اب ادہر رخ کرے تو مین جانون — تیر تیرا کہٹک گیا دل سے

بات بگڑی بنی ہے قاصد کی — کام آسان ہوا ہے مشکل سے

ہے اک آندہی غبار مجنون کا — ساربان ہوشیار محمل سے

مٹ گئی ہم تعجب یہہ اُسنے کہا — تو نے شکوے کیئے تہے کس دل سے

صبر کرنا پڑا ہمین کو مگر — وہ نہ ٹہرا سے عہدِ باطل سے

جب سے دیکہا ہے مرے دِلکا داغ — اُنکو نفرت ہے ماہِ کامل سے

مین تو کیا ہون کہ تیغ و خنجر بہی — دم چُراتے ہین میرے قاتل سے

محتسب آ گیا تو اے ساقے — ہم اذان دینگے اُٹھہ کے محفل سے

آئینہ رکھدیا میرے آگے
کہ اسے رشک ہے مقابل سے

کیا کہوں وجہ بدحواسی کی
ہوش پران ہین تنگ محفل سے

طالب وصل جانکر پہلے
کرتے ہین وہ سوال سائل سے

جذب دل کھینچ لائیگا اُسکو
ایک کیا ہے ہزار منزل سے

آتش عشق مین مزا کیا ہے
پوچھیے اُسکو **داغ** کے دل سے

ملتا ہے محبت کا مزہ زہر فنا سے
کُلّی بھی کرین ہم نہ کبھی آب بقا سے

وہ دل پہ چھری پھیر گئے ناز و ادا سے
اب کوئی مرے کوئی جیئے اُنکی بلا سے

کیا وجہ بگڑنے کی میری آہ رسا سے
یہہ خوب ہوئی آپ تو لڑتے ہین ہوا سے

وہ کہتے ہین گھبرا کے مرے دست دعا سے
کیا عرش پہ جا پہنچینگے یہہ ہات ذرا سے

ہم تیرے سوا اور ہون کس چیز کے طالب
کیا چھوڑ دیا مانگنے والون نے خدا سے

معشوق سے چھوٹے یہہ کبھی ہو نہین سکتا
مجبور ہے وہ شیوہ بیداد و جفا سے

اب قامت زیبا نے اُٹھائی ہے قیامت
فتنے ہی ذرا سے تھے کبھی تم بھی ذرا سے

اللہ رے کیا فتنہ گری ہر دم رفتار
بجتی ہے قیامت ترے دامن کی ہوا سے

جائے طرف گور غریبان جو وہ قاتل
لبیک کا شور اُٹھے مزار شہدا سے

عاشق کو کسیطرح ملے جاے یہہ نعمت
کیا خون جگر کم ہے مئے روح فزا سے

شکوہ ہو بہانہ ہو کچھ اسکی نہین پروا
جو بات ہو وہ کیجیے انداز و ادا سے

کیا خاک اڑینگی میرے دل سے تری آنکھین | جو شرم سے جھکتی ہین جو چھپتی ہین حیا سے
کیا حشر کے دن مجھہ نہ توڑینگی قیامت | وہ چوکنے والے ہین کہین جور و جفا سے
دل مین ہی اسی طرح گرہ پڑ گئی ہوگی | یہہ عقدہ کھلا ہمکو ترے بند قبا سے
انسان یہہ شی اپنی خوشی سے نہین دیتا | اسواسطے دل لیتے ہین وہ مکر و دغا سے
گلزار محبت سے کبھی خوش نہین ہوتے | وہ کہتے ہین دم ناک مین ہی بوئے وفا سے
بیتاب ہون بیہوش نہین ہون جو نہ سمجھون | دم دیتے ہین یہہ آپ جو دیتے ہین دلاسے
ناوک ہی نہ برچھی ہی نہ خنجر ہی نہ تلوار | یہہ دیدہ و دل ہی ہین مرے خون کے پیاسے
مین بزم سے اٹھہ جاؤن نکلجاؤن چلا جاؤن | کیا بات ہوئی خیر تو ہی کیون ہو خفا سے
ابرو پہ شکن ہی کمان ہاتھہ مین ہی تیر | اس عہد مین مرنے کا نہین کوئی قضا سے

جب دیکھتے ہین **داغ** کو ہوتا ہی یہہ ارشاد
معلوم نہین زندہ ہے یہہ کسکی دعا سے

مرض عشق کی دوا ہی ہے | کچھہ مین دیکھو تو کچھہ رہا ہی ہے
کچھہ جفا ہی ہی کچھہ وفا ہی ہے | دل لگی کا یہی مزا ہی ہے
عاقبت مین ہی دلکو چین نہین | اس محبت کی انتہا ہی سے
زندگی اور اس زمانے کی | ایسے جینے کا کچھہ مزا ہی ہے
ڈبر کے جانیوالو نسے کہدو | تم مین اک بندہ خدا ہی ہے
تیری امداد کے لئے ای آہ | پیچھے پیچھے مری دعا ہی ہے

کیا یونہین مر گئے ترے عاشق | بخشوایا کہا سنا بہی ہے

مین سناؤن تو داستان اپنی | آپ کو بات کا مزا بہی ہے

رشک پر صبر ہو سکے کیونکر | یہہ کسی سے کبہی ہوا بہی ہے

تو نے پوچہا نہ ایکدن ہم سے | کچہہ ترے دل مین مدعا بہی ہے

چار دن کے شباب پر یہہ غرور | ابتدا ہے تو انتہا بہی ہے

دیکہکر دل کو پوچہتے ہین وہ | اس مکان مین کوئی رہا بہی ہے

رمز الفت بتائیے مجہے | آپ سے کوئی پوچہتا بہی ہے

کچہہ ہے بیجا عتاب بہی انکا | کچہہ یونہین سی میری خطا بہی ہے

ہان ذرا پہر قسم تو کہا لیجے | آجکل جہوٹ مین مزا بہی ہے

نہین سنتے وہ اپنے مطلب کی | یہہ کسی نے کہین سنا بہی ہے

سبکو ملتی ہے دولت دیدار | اسمین حصہ فقیر کا بہی ہے

حال دل کب ادا ہوا پورا | کچہہ کہا بہی ہے کچہہ رہا بہی ہے

کیون تجہے چپ لگی ہے اے قاصد | منہہ سے تو پہوٹ کچہہ کہا بہی ہے

ڈہونڈتی ہین تجہے مری آنکہین | اے وفا کچہہ ترا پتا بہی ہے

چتونین شوخ چلبلی تقریر | اس مین پہر شرم بہی حیا بہی ہے

اسکو عاشق ہی لوگ کہتے ہین
داغ کا نام دوسرا بہی ہے

مٹے داغ دل آرزو رہ گئی
چمن اڑ گیا اور بو رہ گئی

کہاں دل میں اب آرزو رہ گئی
وہ مدت سے بنکر لہو رہ گئی

شب وصل بس کر کیا کہوں داستان
زبان تھک گئی گفتگو رہ گئی

بہت ہو تمنے غم ہلا تین ملین
خدا جانے کسطرح تو رہ گئی

چلے ہم تری بزم سے تشنہ کام
لنڈھانے جام و سبو رہ گئی

بہت چل بسے یار اے زندگی
کوئی دن کی مہمان تو رہ گئی

کہاں لیے کہاں لے گیا ہمکو شوق
مگر رہ گئی جستجو رہ گئی

پھرے چاک دل میں نمک چارہ گر
اگر احتیاج رفو رہ گئی

میرا سر گیا ایک ہی وار میں
ہوس تجھکو اے جنگجو رہ گئی

نہ دھوئے اگر خون سے اپنے ہات
تو عاشق سے شرط وضو رہ گئی

پھرے ہیں تو کچھ دست نازک سے تیغ
پھر کیا ہوکے زیب گلو رہ گئی

کہا کر جھلک کون چلتا ہوا
نظر ڈھونڈتی چار سو رہ گئی

گیا دل گیا داغ اُس بزم میں
غنیمت ہوا آبرو رہ گئی

آئینے سے وہ کہتے ہیں تیری نظر ہوئی
ادہر چشم شوق ادہکی تجھے بھی خبر ہوئی

جو مجھپہ چشم لطف تھی اب غیر پر ہوئی
دنیا کی طرح یہہ بھی ادھر کی اُدھر ہوئی

محشر میں راز عشق خدا سے بھی یوں کہا
جسکی کانوں کان کسیکو خبر ہوئی

میری بلا سے ٹوٹ کے پیکان جو رہ گیا | حاصل مجھے تو لذت زخم جگر ہوئی

اسکا بھی اعتبار ہے گویا برائے نام | تیری نگاہ لطف بھی تیری کمر ہوئی

کچھ روز وعدہ یاس کی حالت عجیب تھی | کیا کہیے کسقدر یہ ہوئی کسقدر ہوئی

کرلیں گے حور کا بھی نظارہ دم اخیر | دنیا کی تاک جھانک سے فرصت اگر ہوئی

کہتے ہیں مجھسے مر نہ گئے میرے نام پر | کیا چاہ میں وہ چاہ جو منہ دیکھکر ہوئی

رکھا نگاہ میں جو دل بیقرار کو | اس دن سے اور شوخ تمہاری نظر ہوئی

کیا امتحان کروں کہ نہ چھوٹے گی جان پھر | اسکو خدا نخواستہ الفت اگر ہوئی

اب کہہ رہا ہوں اسکے تصور سے مدعا | پیغامبر کی یاد بھی پیغامبر ہوئی

دل کو بغل میں پال کے مجبور ہو گئے | دشمن کے ساتھ عمر ہماری بسر ہوئی

جا تو سہی دکھا تو سہی اسکو خط مرا | آگے سے آگے فکر تجھے نامہ بر ہوئی

بکتی تھی دخت رز کی حرمت کسیطرح | یہ نیک بخت ہار کے قاضی کے گھر ہوئی

کر عرض مدعا پہ زبان قطع کیوں نہ ہو | اب کیا چھٹے گی وہ جو خطا عمر بھر ہوئی

کہتے ہیں بار بار وہ مجھسے شب وصال | ہے ہے اگر نہ تیری دعا سے سحر ہوئی

ہمسایے میں یہہ شور ہے کل داغ کی خبر
کم بخت کو تڑپتے ہوئے رات بھر ہوئی

زاہد کو روز حشر پڑی امتحان کی | پیر مغان نے خلد میں جا کر دکان کی

دم بھر میں بار آہ تھی اک نوجوان کی | پیری کسیطرح نہ چلی آسمان کی

قاصد بھی اُسکو دیکھ کے دیوانہ ہوگیا
پوچھی زمین کی تو کہی آسمان کی

تعریف غیر سنکے جو مین نے دیا جواب
اِس بات پر خفا ہین کہ ہم سے زبان کی

کسکو گلہ نہین تری بیداد و جور کا
کیونکر زبان بند ہو سارے جہان کی

سر کاٹ کر لگاتے ہین گردن کے ساتھ پھر
کچھ رنگ ہی ہے اُنکو ہوس امتحان کی

گو جانتا ہون جھوٹ مگر اسکو کیا کرون
کہاتے ہین پیار سے وہ قسم میری جان کی

یہ شکوۂ رقیب پہ مجھکو ملا جواب
لوگون سے تو نے کیون مری خوبی بیان کی

آہٹ نہین کہ مجھے ڈھونڈ سے لیا
پسلی پھڑک اُٹھی تھی مگر پاسبان کی

روکا اسی بہانے سے اظہار شوق پر
معلوم ہو گیا نہین حاجت بیان کی

کب تک بنا بنا کے کہون ماجرائے دل
فرمایشین ہین روز نئی داستان کی

کیا پھر بھی دل کے دینے مین اے داغ عذر ہو
گر وہ قسم دلائیے تمہین اپنی جان کی

کبتک کھچے رہوگے کبتک تنی رہیگی
کسکی نہی رہی ہے کسکی نہی رہیگی

اُسکی نگہ سے ہر دم جی پر بنی رہیگی
برچھی وہین دل پہ ہوگا دل مین انی رہیگی

ملکر تو اُسنے دیکھین آیندہ جو مقدر
یا دوستی رہیگی یا دشمنی رہیگی

کشتہ کیا ہے اُسکے تیر نگہ نے مجھکو
میرے مزار پر بھی تیر افگنی رہیگی

ہر بندۂ خدا پر کب تک ستم رہیگا
یہ تیرے دل مین کافر کبتک ٹھنی رہیگی

تنگ آکے دل لگی سے تو ن چاہا تھا ہمنے مرنا
یہ کیا خبر تھی برسون یون جانکنی رہیگی

جلوہ اگر دکھاؤ تو پھر منھہ چھپاؤ — اک صاعقے کی باقی کیا روشنی رہے گی

بہہ جاے اُنسے اپنی جسطرح بنے غنیمت — یہہ جانتے ہین اکثر بگڑی بنی رہے گی

مر مر کے ہم جئیے ہین سو امتحان دئیے ہین — ای بدگمان کبتک یہہ بدظنی رہے گی

ہم سے نظر ملا کر بیتاب دل کو دیکھو — برقِ جہان سے کبتک چشمک زنی رہے گی

لوٹین گی وہ نگاہین ہر کاروانِ دل کو — جبتک چلے گا رستہ یہہ رہزنی رہے گی

ای داغ تیری صورت دیکھین گے وہ نہ ڈرکر
چھائی ہوئی جو منھہ پر یون مردنی رہے گی

جور کی خو ترے دل سے نہ ستمگار گئی — عمر بھر اپنی وغاسب یونہین بیکار گئی

آتے جاتے مری بالین پہ قضا ہار گئی — آئی سو بار شبِ وعدہ تو سو بار گئی

جسکو کہتے ہین اثر وہ نہ ملا سینے سے — کیا گئی آہ فلک پر بھی اگر پار گئی

تاک جھانک اپنی نگہہ کو رہی اُس کوچے مین — روزنِ در سے ہٹی تو سرِ دیوار گئی

جان کیا رکنے کی شی ہے کہ جسے روک سکین — نہ گئی آج اگر کل یہہ چلین ہار گئی

چین سے بیٹھے ہو کیا تمکو خبر ہے کہ یہین — آبرو آج عدو کی سرِ بازار گئی

رکھ لئے منھہ پہ عبث ہات حیا سے تمنے — لذتِ وصل ملی لذتِ دیدار گئی

اسکا منھہ دیکھتے ہی خواب مین ہم چونک اٹھے — اپنے ہات آئی ہوئی دولتِ بیدار گئی

نگہہ ناز کو ہمنے جو چھپایا دل مین — وہ یہہ کہتے ہین کہ چوری مری تلوار گئی

تیرے گھر خوف سے تھم تھم کے قدم رکھتے ہو — کیا ہوا اب وہ کہان شوخیِ رفتار گئی

سیر مرنے کی جو سُن کے کہا خوب ہوا
روز کا قصہ گیا روز کی تکرار گئی

اس قدر پاس ہا عشق کی رسوائی کا
خاک بھی میری نہ اوڑ کر سر بازار گئی

صدمے سہنے کے لئے ہی ہو توانائی شرط
اب طبیعت غم فرقت سے بہت ہار گئی

نگہہ شوخ مین تمکین ہی کبھی تھی ہے
بیقراری دل عاشق سے نہ زنہار گئی

تمکو نفرت ہو تو ہو دل سے یہ گھر ایسا ہے
چھوڑ کر اسکو مری روح نہ زنہار گئی

موت کے آنے سے سو طرح کی راحت پائی
جان کے جاتے ہی تکلیف دل زار گئی

جب اُٹھی کوچہ جانان سے قیامت کوئی
چلتے چلتے مرے دہمکانے کو للکار گئی

آمد آمد ہے پی گلگشت چمن ہی کسکی
پیشوائی کے لئے نکہت گلزار گئی

گالیان دینے لگے پھر عیادت آکر
دل کی تسکین گئی پرسش بیمار گئی

داغ خورشید قیامت نے قیامت کی ہی
آج کیا جانے کہاں اپنی شب تار گئی

جلا تھا دل جب کیا تھا نالہ جلینگے لب جب دعا کرینگے
جو وہ کیا تھا تو کیا کیا تھا جو یہ کرینگے تو کیا کرینگے

مزا اسی میں ہے دل لگی کا کہ شوخیان ہون شرارتین ہون
جو آپ ہمسے حیا کرینگے تو چھیڑ کر ہم خفا کرینگے

عجب طرح کا معاملہ ہی وہ سوچتے ہین بات پہرون
کبھی طمع ہے کہ لیجیے دل کبھی ہے فکر کیا کرینگے

عداوت انکو ہے آج جس سے اُسی پہ کل مہربانیان ہین
جو دشمنی کر سکین نہ پوری وہ دوستی ہمسے کیا کرینگے

ہزار ہین رنگ عاشقی کے جو انکو برتے وہ انکو جانے
تمہین کو ہم بیوفا کہینگے تمہین سے ہم التجا کرینگے

پیامبر کی مجال کیا ہی جو اُنسے کہکر جواب لاتا
بہت سنی ہمنے ایسی باتین بہت سی ایسی سنا کرینگے

ہوئے ہیں وہ خوگر جفا ہم یہ کہتے پہرتے ہیں جا بجا ہم
جو کوئی ہم پر ستم کریگا ہم اُسکے حق میں دعا کرینگے

جو رشک لقمان بہی چارہ گر ہو مسیح ثانی بہی ہو وہ اگر ہو
کسی سے اچھے ہوئے نہ ہونگے ہم آپ اپنی دوا کرینگے

خطا کرو گے جو بوسہ مانگا یہ کیا کہا پہر نہ ہمسے کہنا
خطا کرینگے خطا کرینگے خطا کرینگے خطا کرینگے

کوئی سہے رنج و غم کہانتک اٹہائے ظلم و ستم کہانتک
وہ حضرت **داغ** ہی نہیں اب جو تجھسے مہر و وفا کرینگے

وہ دل لیکے چپکے سے چلتے ہوئے
یہاں رہگئے ہاتہہ ملتے ہوئے

الٰہی وہ نکلے تو ہیں سیر کو
چلے آئیں مجھہ تک ٹہلتے ہوئے

نہ اترائیے دیر لگتی ہے کیا
زمانے کو کروٹ بدلتے ہوئے

عدم میں بہی ہم نیند بہر کر نہ سوئے
گئے حشر میں آنکھیں ملتے ہوئے

محبت میں ناکامیوں سے اسیر
بہت کام دیکھے نکلتے ہوئے

گلا کاٹ لوں میں ہی خنجر تو دو
تمہیں دیر ہوگی سنبھلتے ہوئے

مرے جذبِ دل پر نہ الزام آئے
وہ آتے ہیں آنکھیں بدلتے ہوئے

کریں وعدے پر وعدہ وہ ہمکو کیا
یہ ہیں چکمے یہ فقرے ہیں یہ چلتے ہوئے

ذرا **داغ** کے دل پہ رکھو تو ہاتھ لذتِ وصب
بہت تمنے دیکھے ہیں جلتے ہوئے

وہ لیتے ہیں چسکی دمِ گفتار ذرا سی
کیا دل کو مزا دیتی ہے تکرار ذرا سی

کیوں چاٹ نہ لوں خاکِ درِ یار ذرا سی
اکسیر ہے اکسیر کی مقدار ذرا سی

آتے تو چلے ہین وہ مری راہ پہ لیکن
باقی ہے ابہی منزلِ دشوار ذراسی

اندیشہ ہے اک صاحب تقوے کی نظر کا
مے چھوڑ دیا کرتے ہین میخوار ذراسی

اے شوخ غضب ہے تری ابرو کا اشارہ
کیا دیکھئے کرتی ہے یہہ تلوار ذراسی

دشنام پس بوسہ جو تو دے تو مزا ہے
تلخی بہی ہوا سے لعل شکربار ذراسی

اُس فتنۂ عالم سے یہہ کہتی ہے قیامت
دے ڈال مجہے شوخی رفتار ذراسی

موسیٰ کو تو جب بہی نرہی تاب نظارہ
جہلکی تہی پئے طالبِ دیدار ذراسی

اُس شانِ رحیمی نے بہت رنگ دکہایا
جو وقت جہکی چشم گنہگار ذراسی

زاہد مری خاطر سے مسلمان سمجہکر
دل توڑ نہ تو پی لے مرے یار ذراسی

سو ٹکڑے کرون دل کے تو لے کوئی خریدار
وہ کہتے ہین یہہ جنس ہے درکار ذراسی

کہلجاتے ہین اکثر ترے فقرے تری چالین
باقی ہے کسر تجہہ مین یہہ عیار ذراسی

ہمسائے مین وہ آئے تہے جب جہانکنا چاہا
اونچی رہی سر سے مری دیوار ذراسی

اکثر تو رقیبون سے مرے ہوتے ہین شکوے
تعریف بہی ہو جاتی ہے اک بار ذراسی

جب ہمکو مے تلخ میسر نہین ہوتی
افیون ہی کہا لیتے ہین ناچار ذراسی

بیدادِ فلک نے تو بہت زور دکہایا
کر تو ہی کمی اے ستمِ یار ذراسی

ساقی مجہے ترسا کے پلاتا ہے مے ناب
اِک بار بہت سی نہین ہر بار ذراسی

کہتا ہے وہ ہم داغ کو دل مین نہین رکہتے
مین چاہون جگہہ دے مجہے [illegible]

رہیگا عشق ترا خاک مین ملا کے مجھے
کہ ابتدا مین ہوئے رنج انتہا کے مجھے

دیئے ہین ہجر مین دُکھہ درد کس بلا کے مجھے
شب فراق نے مارا لٹا لٹا کے مجھے

ہوا ہے مد نظر اس طرح سے ترسانا
بناؤ کرتے ہین بدگمان بتا کے مجھے

عدو کے شکوے پہ یہہ انفعال بہی ہر نیا
وہ منہہ ہی منہہ مین سناتے ہین سر جہکا کے مجھے

نہ کی شکایت معشوق شرم عصیان سے
کہ اور حجب پڑی سامنے خدا کے مجھے

ہجوم ناز مین گہر کر دُہائی دی دل نے
یہہ لوٹے لیتے ہین تنہا غریب پا کے مجھے

ارادہ قتل کا ہے یا ہین شکل کے مشتاق
وہ گہورتے ہین بہت سامنے بلا کے مجھے

عجیب غیر کے افسانے مین ہے کیفیت
یہہ حال سنیئے ذرا سی کبہی پلا کے مجھے

مکدر اہل فلک میری مشت خاک سے ہین
بگاڑ ڈال دیا آدمی بنا کے مجھے

طریق مہر و وفا مین کمی کیئے ہی نہ
خیال تہا وہ نہ پچہتائے آزما کے مجھے

بغیر موت کے کس طرح کوئی مرتا ہے
یقین نہ آئے تو وہ دیکہہ جائین آ کے مجھے

بلائے عشق تو دشمن کو بہی نصیب نہو
ہمارا رقیب بہی رویا گلے لگا کے مجھے

کہا یہہ دل نے چلو آج کوئے قاتل مین
اجل کہان سے کہان لیگئی لگا کے مجھے

ہر ایک شخص کو حاصل جدا ہے کیفیت
جفا کے لطف تجہے ہین مزے وفا کے مجھے

ستم تو یہہ ہے کہ پہر اس خوشی کی قدر نہین
تم اپنے دل مین ہو خوش کسقدر ستا کے مجھے

غضب ہے آہ مری داغ نام ہے میرا
کہ یاد [illegible] جلا کے مجھے

# اشعار متفرقات

شق سے حسن ہی سر فراز تہا — کون نیاز مند تہا تو ہی تو بے نیاز تہا

یا آیا کہ تہا جرات کا کھٹکا — دیگر — رکا جب ہاتہہ قاتل کا مری آنکھوں مین دم اٹکا

آنکھین وہ مجھکو دیکھکر — دیگر — ایک رنگ آتا ہے اک جاتا ہے مجھہ رنجور کا

امری آنکھین ڈہانکسین — دیگر — کھیل ہے آنکھہ مچولی کا نرالا دیکھا

یا اقرار کیو نکر ہو گیا — دیگر — اور پہر اسپر یہہ حیرت مجھکو باور ہو گیا

ت دہو ہماری روسیاہی کو — دیگر — کہ آب غسل میت سے یہہ داغ اپنا نہ چھوٹیگا

ٹے منتظر ہین دشت وحشت مین — سنا ہم آج زندان سے ترا دیوانہ چھوٹیگا

ے ایسی ترے اشعار مین گرمی — دیگر — سنکر جسے آجائے سخنور کو پسینا

قاتل نادان جو ششدر تہا — دیگر — زبان تیغ پر بیساختہ اللہ اکبر تہا

دو ہر وہ کہہ گئے دیکہا نہین ہمکو — کیا لازم کہ تیرے سامنے تیرا مقدر تہا

ہلا عید کے دن ہی رمضان کا — دیگر — دشمن ہی رہا شیخ حرم پیر مغان کا

ل کا تماشا نرہا — جب کوئی دیکھنے والا نرہا

د آئینہ مدمقابل کیا ہوا — دیگر — آپ اپنی تو خبر لین آپکا دل کیا ہوا

یا گیا خوش ہون مگر اس بات سے — میرے دل کو کہہ رہے ہین وہ مرا دل کیا ہوا

ملنا ضرور تہا کہ نہ تہا — دیگر — کوئی تمہارے لئے ناصبور تہا کہ نہ تہا

ہ سر کیا صبر مہجان ہوگا — دیگر — اور ہی بعد قسم کے کوئی پیمان ہوگا

| | | |
|---|---|---|
| مجکو وعدے نے ترے جی سے گذرنے ندیا | دیگر | مین نے چاہا تہا کہ مرجاؤن |
| وعدہ لیتے ہی وہ باتون مین لگا یا ہنسے | | دیر تک اسکو کسیطرح |
| کیا مرے نام سے محشر مین نہ ڈگر ہوئی | | اس نے جہگڑا وہ کیا قید |

## ردیف تائے ہندی

| | | |
|---|---|---|
| ظالم یہ دیکہہ چوب پڑی میری آنکہہ مین | | کاری لگی ہے کیا تری |
| آگے آنکہون کے اندہیرا چہا گیا | | کچہہ دکہائی دے تو دکہ |

## ردیف جیم فارسی

| | | |
|---|---|---|
| ہر وقت دل کے یار ہین تشویش فکر سوچ | | ہر آن مین ہزار ہین تشویش |

## ردیف دال ہندی

| | | |
|---|---|---|
| چار دن کا ہے سب غرور گہمنڈ | | کہیجیے اپنے دل سے د |

## ردیف رائے ہملہ

| | | |
|---|---|---|
| جب شباب آکر زلیخا کے دوبارا دن پہرے | | کہل گئین آنکہین سبھی یوسف کی |
| سر ہی جائے تو نہ جائیگا یہہ سودا ہوکر | دیگر | مجہکو لپٹا ہے جنون جہاڑ کا کا |
| شامت مری دل اُنکو دِکہایا نکال کر | دیگر | چلتے ہوئے وہ جیب مین چہپکے |
| مرگ رقیب کا نہ زیادہ ملال کر | | ایزا کہ مرخیال ہے اپ |
| الفت کی ہم بلا مین پہنسے دیکہہ بہالکر | | دِل کو غضب مین ڈال د |
| مجہکو دیا ہے گرچہ لب یار نے جواب | | آنکہین یہ کہہ رہی ہے |

ہم اپنے دل کے ہاتھون مورد صد رنج و آفت ہین — دیگر — یہہ سب حضرت کی خوبی ہے جو کچھہ ہین حضرت ہین

عشق مین دل کہین حواس کہین — دیگر — ایسے رہتے ہین اپنے پاس کہین

کون پردے مین چھپ کے بیٹھا ہے — بھر کے جاتا ہے کیون گلاس کہین

مجھکو ہے اُس سے احتمال وفا — نہ غلط ہو مرا قیاس کہین

زہر کہاتے ہین تنگ آکر ہم — یہہ دوا آئے دل کو راس کہین

بزم مین داغ گر نہین تو نہو — یہین ہوگا وہ آس پاس کہین

## ردیف واو

تو ہمسے بدگمان تو دل مبتلا نہو — تیری برائی چاہینگے تیرا برا نہو

بے وجہ یہہ نیاز نہین غور کیجیے — کیون التجا کرین جو کوئی مدعا نہو

اول تو یہہ دعا تھی کہ وہ بھی ہو بیقرار — اب کہہ رہا ہون یہہ کہین میرا کہا نہو

دل جائے جان جائے قیامت ہی کیون نہ آئے — سب کچھہ مجھے قبول مگر تو خفا نہو

وہ نظر باز وقت نظارہ — دیگر — آنکھون آنکھہ مین لے گیا دل کو

مری طرح سے شب غم کوئی تباہ نہو — دیگر — کرون گواہ خدا کو تو وہ گواہ نہو

وفا ہے وعدہ خدا جانے آج ہو کہ نہو — دیگر — درست خیر سے اسکا مزاج ہو کہ نہو

گمراہ کیا ہے معشوق کی طلب واعظ — جب آدمی ہے تو پھر احتیاج ہو کہ نہو

## ردیف ہاے ہوز

بادہ کشی سے ایسی توبہ — یا مرے اللہ مری توبہ

| مصرع اول | | مصرع ثانی |
|---|---|---|
| میرے دلسے کوئی پوچھے غم الفت کے مزے | دیگر | کہ لگا رکہا ہے مدت سے اسے جان کے ساتہہ |
| جھگڑے لگے ہین یون تو بہت آدمی کے ساتہہ | دیگر | یارب نہو کسیکو محبت کسیکے ساتہہ |
| جب یہہ نہو تو کیون نہو دنیا و دین خراب | | سارے لگاو رہتے ہین دل لگی کے ساتہہ |
| کہدے ایمان سے تو غیر کے گہر جانے کی | | کہ فقط جائیگا ایمان ہی انسان کے ساتہہ |

## ردیف یاے تحتانی

| مصرع اول | | مصرع ثانی |
|---|---|---|
| بہرے بیٹہے ہو تم محفل مین ای داغ | | کہے دیتی ہے خاموشی تمہاری |
| جو بیٹہی آنکہین تو پلکین ہی کوئی پل کی ہین | | رہی ہین بس یہی آنکہون کی سیونیان باقی |
| ہلا یا جب مری آہ و فغان نے | دیگر | زمین بگڑی ہے کیا کیا آسمان نے |
| رقیبونسے ہے دوستداری تمہاری | دیگر | نبہے گی نہ ہرگز ہماری تمہاری |
| ہر رنگ مین ہے داغ سا ہمرنگ کہان سے | دیگر | بوڑہو مین وہ بوڑہا ہے جوانون مین جوان ہے |
| رنج دیتے ہین اسیکو آپ جو رنجور ہے | دیگر | یہہ کہان کی رسم ہے کس ملک کا دستور ہے |
| خاک مین تم ملانے آئے ہو | دیگر | یون بہی کوئی کسی سے ملتا ہے |
| ای داغ یہ کیا بات ہے ہمکو تو بتاؤ | دیگر | رہتا ہے وہان ذکر تمہارا کئی دن سے |
| ساقیا چاٹ لگی چاہیئے پیمانے کی | دیگر | ہم تو لے ڈالین گے مٹی ترے میخانے کی |
| کہتے ہین لوگ تیری طبیعت الٹ گئی | دیگر | یہہ جانتے نہین مری قسمت الٹ گئی |
| غضب ہے اس ستمگر پر دل امیدوار آئے | دیگر | کرم سے جسکو نفرت ہو وفا سے جسکو عار آئے |
| اپنی تقدیر پہ گریان جو شب غم ہوگی | دیگر | گل خورشید قیامت پہ بہی شبنم ہوگی |

دیگر

غیر پر اُنکی طبیعت آ آئی | گرچہ سچ ہے تو قیامت آئی

دل پہ اور ایک یہہ آفت آئی | یہہ گئی اور قیامت آئی

دیگر

ہم اپنے کاتب اعمال کو ملا لین گے | گناہ سہل ثبوت گناہ مشکل ہے

دیگر

یہہ کیا ہے حضرت ناصح ذرا سنو تو سہی | ہر اک سے کہتے ہو میری ذرا سنو تو سہی

دیگر

باطن مین کینہ اور بظاہر یہہ بات ہے | دنیا کہے کہ داغ پہ کیا التفات ہے

دیگر

محبوبیت کی شان نہین ہے ستمگری | محبوب ہوکے آپ دل آزار کیون ہوے

گر ہو نہو تو بیخودیِ شوق جرم ہو | کیا جانین ہم سزا کے سزاوار کیون ہوے

اپنے جمال ہوشربا کی خبر ہی ہے | کہتے ہو ہم سے طالب دیدار کیون ہوے

تھوڑے دنو نمین لطف اسیری ملا نہ تھا | ہم کیا کہین کہ چھٹ کے گرفتار کیون ہوے

دیگر

ملا کر آنکھہ سے آنکھہ اسکو گریان کر دیا کس نے | کہ اپنی آنکھہ نم کی قطرۂ شبنم سے نرگس نے

دیگر

اہل محفل سے ملائی آنکھہ جب اُسنے ذرا | مختلف سب سے اشارے ہو گئے بات کے

بولے وہ ماہ مصر کی تصویر دیکھکر | ہان خیر کچھہ درست ہے یہہ آنکھہ ناک سے

دیگر

تنہا جو آئیے مری آنکھون پر آئیے | ساتھہ اپنے غیر کو نہ کبھی لیکر آئیے

دیگر

دیکھا نہ وقت ذبح بھی اُس رشک حور کو | آنکھین اُلٹ گئین یہہ مصیبت تو دیکھیے

کرتا ہے داغ کوچۂ قاتل مین تاک جھانک | پردے پڑے مین آنکھونپہ غفلت تو دیکھیے

دیگر

ٹھیکری آنکھونپہ وانستہ جو مجنون رکھتا | لیلی پردہ نشین جامے سے باہر ہوتی

دیگر

اُسنے نگاہ ملتے ہی دلپر لگی وہ چوٹ | بجلی سی اپنی آنکھون کے نیچے چمک گئی

دل کو جو ایسا ہرنگا ہو نسے اوپر
دیگر آنکھوں مین بیٹھے ہین اٹھا ئی تو دیکھیے

آپ کی آنکھو ہین کس طرح نہ ٹیسو پہولے
دیگر زردی پہ چہرہ بیمار اثر کرتی ہے

خورشید میرے سامنے یا شمع طور ہے
دیگر آنکھین جو تیورا گئین یہہ کس کا نور ہے

اُس بدگمان کو نشہ سے کا گمان ہے
دیگر آنکھین چڑہی ہوئی ہین ہماری بخار سے

ہر طرف مجمع اغیار رہا دیکھا ہم نے
دیگر آنکھین دکھائین تری بزم مین کیا کیا ہم نے

ہفت افلاک سے تاثیر دعا مانگتی ہے
دیگر سات گھر بھیک یہ مانندِ گدا مانگتی ہے

چُھپکے بیٹھے ہو مرے دل مین یہہ پردا کیا ہے
دیگر دیکھنے والے سے پوچھے کوئی دیکھا کیا ہے

جو گھڑی عیش کی گذرے وہ غنیمت جانو
زندگانی کا مری جان بھروسا کیا ہے

بالین سے نہ اُٹھنا تھا کیا تم نے قیامت کی
دیگر لو بیٹھہ گئین آنکھین بیمارِ محبت کی

غمِ حسینؑ مین اُٹھیگا سرخرو ای داغ
دیگر یہہ بوجھ تو نے اُٹھایا علیؑ علیؑ کرکے

تو کرے الطاف دشمن پر ستم یہہ بھی تو ہے
دیگر غم غلط ہو غیر کا مجکو الم یہہ بھی تو ہے

کوے جانان مین اوڑا پہل تنِ لاغر مرا
ایک تنکا اے نسیم صبحدم یہہ بھی تو ہے

کیا تڑپنے ہی کو خالق نے طبیعت دی ہے
صبر دیگا وہی جس نے تری الفت دی ہے

بادشاہونکو ہی لوگ ہین دینے والے
یہہ فقیرون ہی کو اللہ نے ہمت دی ہے

## خمسہ بر غزل خود مصنف

کہتا ہے کیا کہ جاہل رندانے آدمی ہین
رندانے آدمی تو فرزانے آدمی ہین

جو آدمی ہو لیکن وہ جانے آدمی ہین
زاہد نہ کہہ بُرے یہہ مستانے آدمی ہین

تجھکو لپٹ پڑینگے دیوانے آدمی ہین

یہہ لوگ وہ ہین انسے الفت ہزار کیجے | انکو یہہ فکر ہر دم جو کہین تو وار کیجے
اُنسے جو ربط کیجے بیگانہ وار کیجے | غیرون کی دوستی پر کیون اعتبار کیجے

یہہ دشمنی کرینگے بیگانے آدمی ہین

یہہ سچ کہ لوگ جو ہین ستو درد وغم تمہارے | ظلم وستم کے کشتے اندوہ وغم کے مارے
منت سے پوچھتے ہین آزار و رنج سارے | جو آدمی پہ گذرے وہ اک سوا تمہارے

کیا جی لگا کے سنتے افسانے آدمی ہین

جب غیر کوئی آئے بے شبہ اُسکو ٹوکے | ہم روز کے سلامی کیون کہاتے ہم پہ دھوکے
اب جی ہین ٹہن گئی ہے جائینگے جان کہوکے | کیا چور ہین جو ہمکو دربان یہہ روکے

کہدو کہ یہہ تو جانے پہچانے آدمی ہین

دے جلد بہر کے ساغر جو کچھہ ہو خم مین باقی | غافل یہہ صحبت ہی ہے امر اتفاقی
کم ظرف جو ہون اُنسے کر تو یہہ خوش مذاقی | مے بوند بہر پلا کر کیا ہنس رہا ہے ساقی

بہر بہر کے پیتے آخر پیمانے آدمی ہین

قسمت پر اپنی مجھکو کیونکر نہ آئے حسرت | ناکارہ جہان ہون صورت نہ سیرت [illegible]
تمکو ہی کچھہ نرالی ایسی نہین کدورت | ہین وہ بشر کہ جنسے ہر آدمی کو نفرت

تم شمع وہ کہ تمپر پروانے آدمی ہین

بے محنت کہین کب کوئی مکان بنا ہے | دیکھو خلیل ہی سے کعبہ بنا ہوا ہے

ہے گرچہ ایک خرابہ لیکن تمہاری جا ہے
تم نے ہمارے دل میں گھر کر لیا تو کیا ہے
آباد کرتے آخر ویرانے آدمی ہیں

ہم عشق کے ہیں بندے کب عشق ہے پہ چھوٹا
صہبائے عشق کو بھی کہتے ہیں آپ بیجا
یہہ عشق کا مزا ہے ہو لب پہ جام صہبا
اے شیخ صاحب اِس جا کیجے ایسا
حضرت کو تا کہ کوئی یہہ جانے آدمی ہیں

ان شمد ستونکا ابھی حق لینگے روز محشر
پھر بندگی ہماری دیکھوگے بندہ پرور
دنیا میں جانتے ہیں جیسے فدا ہیں تم پر
جب داورِ قیامت پوچھیگا تم پہ کہکر
کہدینگے صاف ہم تو بیگانے آدمی ہیں

اے کشتۂ تغافل اے بسمل جدائی
کب ہوتی ہے کسی سے جو تو نے کر دکھائی
مجروح ناوک غم مقتول بیوفائی
شاباش **داغ** تجکو کیا تیغ عشق کھائی
جی کرتے ہیں وہی جو مردانے آدمی ہیں

## خمسہ بر غزل حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ

زین چہ رفتارست بیجا میسری
سیر روی وسبی مجا با میسری
بیخو دانہ مست صہبا میسری
سرو سیمینا بصحرا میسری
نیک بد عہدی کہ بے ما میسری

تا نی نظارہ رونے کو
جلوۂ دیدارِ محشر ہو تو ہو

کب ملا یہہ دن کلیم طور کو | اے تماشاگاہ عالم روئے تو
تو کجا بہر تماشا میروی

کون کر سکتا ہی تجھسے ہمسری | سب حسینون پر ہی تجھکو برتری
ہے حجاب و شرم طرز دلبری | روئے پنہان دار از مردم پری
تو پری رو آشکارا میروی

حسن تیرا غیرت شمس و قمر | ناز تیرا دلکش و جادو اثر
خوش ہو کیا ایسا کسیکو دیکھکر | گر تماشا مے کنی در خود نگر
کے نجوستر زین تماشا میروی

آدمی سے بولتا ہے آدمی | فکر یہہ کیسی ہے کیسی خامشی
منتظر ہون دیر سے کہہ تو ہی | مے نوازی بندہ را یا مے کشی
مے نشینی یک نفس یا میروی

ہے خرام ناز سے دل شاد شاد | گرچہ پامالی ہی ہو حد سے زیاد
عاشق پابوس کی آئے مراد | گر قدم بر چشم من خواہی نہاد
دیدہ بر رہ مے نہم تا میروی

جو ترا شیدا ہوا ور نخست | تیری فرقت مین رہا کب تندرست
داغ نے اچھا سنا یہہ شعر چست | دیدہ سعدی و دل ہمراہ تست
تا نپنداری کہ تنہا میروی

## سلام

انکو مجرا تھے جو زیر آسمان بیٹھے ہوئے
ہو کے پیاسے بے وطن بے خانمان بیٹھے ہوئے

شورِ ماتم سنکے اہل بیت کا سب اہلِ شام
شادیان کرتے تھے گھر مین شادمان بیٹھے ہوئے

شاہ اسپر ہی اُٹھا دیتے تھے اعدا کے قدم
تیر تن پر دل پہ داغ جانستان بیٹھے ہوئے

وا دریغا دست عابد مین تو ہو اُنکی مہار
اور اونٹون پر چلین کچھ ساربان بیٹھے ہوئے

کربلا سے شام تک دم دم کی جاتی تھی خبر
جا بجا تھے ڈاک پر سب خط رسان بیٹھے ہوئے

امتِ عاصی کے حق مین شاہ نے مانگی دعا
جانب قبلہ زمین پر نیم جان بیٹھے ہوئے

جب مدینہ مین شہادت کی خبر اُڑ کر گئی
کچھ کھڑے روتے تھے کچھ پیر و جوان بیٹھے ہوئے

کوفیون نے خود بلا کر یہہ ستم برپا کیا
اپنے گھر تھے چین سے شاہِ زمان بیٹھے ہوئے

حلق پر جب خنجر چلا سبطِ رسول اللہ کے
کھاتی ہین عابد نے غم کی برچھیان بیٹھے ہوئے

بیٹھے بیٹھے پشت زین پر ہی پڑھی شہ نے نماز
زخم کاری تھے بہت تا استخوان بیٹھے ہوئے

راہ تسلیم و رضا مین اہلبیت مصطفٰے
صبر کا کرتے تھے باہم امتحان بیٹھے ہوئے

کہہ رہے تھے العطش جس وقت سب اہلِ حرم
سب کی سنتے تھے شہ کون و مکان بیٹھے ہوئے

## قطعہ

حضرت عابد کو زندان مین بھی تھا اتنا لحاظ
ہم سے غافل ہون نہ در پر پاسبان بیٹھے ہوئے

رات کو جب چاپ ہوتی تھی کوئی دم کو اگر
پھر ہلا دیتے تھے اپنی بیڑیان بیٹھے ہوئے

شاہ کے ماتم مین روئے ہین بہت جو لوگ
دیکھنا جنت مین بھی ہونگے مکان بیٹھے ہوئے

حج زیارت کرچکے اب کربلا کو بھی چلو
داغ مدّت ہوگئی تمکو یہان بیٹھے ہوئے

سلام اسکو کیا جسنے نام چار طرف
اُسی کے نام درود و سلام چار طرف

پڑی تہی گہیرے ہوئے فوج شام چار طرف
حسین بیچ مین تہے روک تہام چار طرف

خضر بہی لا نہ سکے ایک بوند پانی کی
یہہ اشقیا کا رہا انتظام چار طرف

نکل کے جائین شہ دین نہ کربلا سے کہین
پہونچ گیا تہا یہی حکم عام چار طرف

جب ایکبار ہی ساری سپاہ ٹوٹ پڑی
کیا ہے شاہ نے کیا قتل عام چار طرف

مددکہین سے نہ پہنچے یہہ سبکو دہڑکا تہا
حسینؑ ابن علیؑ کا تہا نام چار طرف

یہہ عرض شاہ سے کی حرنے کیجئے اپنا
نہ بہٹکے یا مرے مولا غلام چار طرف

عدو کی جانبِ گرتی تہی ہرطرف بجلی
چمک رہی تہی جو تیغِ امام چار طرف

اِدہر تو خیمۂ اطہر مین ہرطرف ماتم
اُدہر خوشی کی پڑی دہوم دہام چار طرف

قضا بہی آئی تو مرمر کے آئی مقتل مین
عجب طرح کا رہا اژدہام چار طرف

درآیا جب صفِ اعدا مین ابنِ شیرِ خدا
تو بہاگتے نظر آئے تمام چار طرف

بلا بلا کے کرین کربلا مین شہ کو شہید
پہونچ گئے تہے یہہ خفیہ پیام چار طرف

ہزار قتل کئے ذو الفقار حیدرؓ نے
قضا نے خوب کیا اپنا کام چار طرف

کہڑی ہوئی تہین شہیدونکے واسطے حورین
لئے ہوئے مئے کوثر کے جام چار طرف

محبّ آلِ محمدؐ محبّ حق ہوگا
یہہ مشتہر ہے نبیؐ کا کلام چار طرف

[illegible]

مثال خلط عناصر تھے متفق دشمن — اگرچہ پھیلے ہوئے تھے تمام چار طرف
رہیگا حشر تک اے داغ ربع مسکوں میں — غم حسین علیہ السلام چار طرف

## رباعیات

بے مہری چرخ سے دل سرد ہوا — جو حوصلہ تھا پست ہوا گرد ہوا
جو صاحب درد ہو کرے داغ کی قدر — بیداغ ہوا کوئی تو بیدرد ہوا

## ولہ

بیفائدہ انسان کا گھبراتا ہے — ہر طرح اُسے رزق تو پہنچاتا ہے
قارونکے خزانہ سے بھی ملجائیگا — منظور جو اللہ کو دلوانا ہے

## ولہ

صد شکر پہنچ فخر زمان تک تو ہوئی — معراج مجھے ایسے مکان تک تو ہوئی
پستی سے فلک نما پہ آیا اے داغ — اونچی مری تقدیر یہان تک تو ہوئی

## ولہ

دریا کو اگر گوہر خوش آب دیا — گردونکو اگر مہر جہانتاب دیا
اے داغ وہ اُنکا تھا یہہ تیرا حصہ — اللہ نے حاتم تجھے نواب دیا

## ولہ

ہے صاحب اقبال وقار الامرا — ہے مظہر اجلال وقار الامرا
اے داغ عجب کیا ہے یہ ہیں تیرے دن — ماضی کو کہتے حال وقار الامرا

وله

شہرت ہے بڑی شان سے آئے نواب
اقبال کے سامان سے آئے نواب
جان آگئی ملے داغ ہمہ تن مین
جب ہمنے سنا کان سے آئے نواب

وله

دریائے سخا کان عطا کون کہ آپ
مشکل کے مری عقدہ کشا کون کہ آپ
داغ اپنی پریشانی دل کس سے کہے
نواب وقار الامرا کون کہ آپ

وله

مجھسا نہو دکھہ درد کا سہنے والا
بیفائدہ بیقاعدہ رہنے والا
حضرت سے مرا شوق حضوری جو کہے
اب نہین ملتا کوئی کہنے والا

وله

ذی مرتبہ ذیشان ہے خان خانان
ہر چشم مین انسان ہے خانِ خانان
ہر سینہ مین دل ہے اور دل مین امید
قالب مین مری جان ہے خانِ خانان

وله

گنجینۂ دولت سے سخاوت بڑھکر
ایثار و سخاوت سے شجاعت بڑھکر
نواب وقار الامرا کے اوصاف
بڑھکر ہین زمانے سے نہایت بڑھکر

وله

نواب غم و رنج سے آزاد رہے
اللہ کرے صاحبِ اولاد رہے
اے داغ ہمیشہ یہہ دعا ہے اپنی
تا دورِ فلک خوش رہے آباد رہے

مہدی کو اگر خیر زمان کہتے ہین
زیبا ہے کہین محسن عالم ای داغ

وله

یا محسن ملک اسکو یہان کہتے ہین
جو چاہیے کہنا وہ کہان کہتے ہین

اس خیر کا انسان کوئی ہو تو سہی
ہر شخص کی ملحوظ ہے خاطر داری

وله

ذی مرتبہ ذیشان کوئی ہو تو سہی
یون دل کا نگہبان کوئی ہو تو سہی

ہے باغ شجاعت کا شجر افسر جنگ
ذی مرتبہ ذی حوصلہ ذیشان ذی عقل

وله

ہے بحر سخاوت کا گہر افسر جنگ
ای داغ نہین کوئی مگر افسر جنگ

خورشید سے انور ہی تری اے منیر
نواب منیر ملک یکتائے زمان

وله

امید سے بڑہکر ہے ترا فیض کثیر
آپ اپنا جواب اپنی مثال اپنی نظیر

یہہ کہکے ڈراتے ہین مجھے سب اغیار
ایمان کی ای داغ جو پوچھو یہہ ہے

وله

دلوا دو جو کچھہ ہمکو تو ہو وصل نگار
ہین راشی و مرتشی تو دونون فی النار

## وله

سلطان دکن کے ہوے اشفاق بہت
دلی کو اگر جاؤن تو ملکر جاؤن

اشخاص نے مجھسے کئے اخلاق بہت
مین آپ کے ملنے کا ہون مشتاق بہت

جبتک ہین ضیا بخش مہ و مہر منیر
دلشاد رہے خوش رہے آباد رہے

وله

جبتک کواکب سے فلک پر تنویر
نواب قدیر جنگ یارب قدیر

جبتک ہر جہان مین دو ساقی باقی
باقی کی نہ کیون ہو عمر و دولت کو بقا

وله

جبتک ہے لذت تلاقی باقی
فانی فانی ہے اور باقی باقی

# قطعات

## قطعۂ تاریخ تہنیت مسند نشینی جناب مستطاب نواب محمد مشتاق علیخان بہادر فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ والی ریاست مصطفےٰ آباد عرف رامپور

زہے نشاط زہے خرمی زہے عشرت
بنا ہے غیرتِ فردوس مصطفےٰ آباد

جہان جہان ہے خوشی عیش انبساط سرور
زبان زبان سے ادا نغمۂ مبارکباد

نگہ نگہ سے ٹپکتا ہے بادۂ عشرت
نفس نفس سے یہہ آواز ہے کہ آئی مراد

دہن دہن سے دعائے بقائے دولت و عمر
سخن سخن مین ہے شکر و سپاس جلد سے یاد

عروج دولت و اقبال و شان و شوکت سے
بنا ہے عالم بالا یہہ عالم ایجاد

ہوا وہ سادہ نشین روز جمعہ کو نواب
نمازیون نے دعا دیکے دی مبارکباد

زہے طراوت آب و ہوائے گلشن دہر
قدم جما کے سنبھلتا ہے باغمین شمشاد

وہ جوش رنگ ہے ہو آب نیشتر ہی شہاب
جو فصد لے رگ شاخ نہال کی فصاد

مثال خاطر شگفتہ ہے گل امید
برنگ غنچۂ نشگفتہ ہے گل فریاد

سب اعتدال سے ہین اب عناصر اربع
سب اتفاق سے ہین آب و خاک و آتش و باد

مزاج اہل زمانہ مین ہے وہ یک سوئی
مریض کے بھی مرض مین نہ جمع ہون اضداد

چڑہا کے ساغر صہبائے عشق کو صوفی
پکار اٹھتے ہین نشے مین ہر چہ بادا باد

قضا قضا کرے لیلیکے ہچکیاں پیہم
کسی مریض کو بھولے سے بھی جو آئے یاد

شرار برق بہی دانتوں میں ڈسے لے تنکا
ہوا سے عدل سے ہو صرصر خزاں برباد

تیرے سکون طبیعت قیام دولت سے
کہے نہ اب سے زمانہ کو کوئی بے بنیاد

فروغ نیّر اقبال سے عجب کیا ہے
پڑھے اگر خط تقدیر کور مادرزاد

تیرے زمانہ میں دل ہو گئے ہیں آئینہ
ہوا تہا صاف سکندر کے عہد میں فولاد

گدا کو بہی وہ تمول ہے عہد دولت میں
جو اس زمانہ میں ہو خسروی کرے فرہاد

ترا اشارۂ ابرو کلید قفل امید
تری نگاہ دل آرزو سے جان مراد

ڈلی ڈلی کو نمک کی ترستے ہیں اعدا
مٹا ہے عہد میں تیرے وہ نام شور و فساد

اب اسکو سہو کہیں ہم کہ حافظہ ٹہرا ہیں
ہمیشہ تجھکو رہا دیکھے بہول جانا یاد

بہت قدیم نمکخوار معتمد ممتاز
یہہ **داغ** مدح سرا ساکن جہان آباد

جگر فگار و دل افگار و مضطر و غمناک
قتیل خنجر اعدا و کشتۂ حساد

اسے خدا نے باعزاز و آبرو کہا
مدام شاد رہا یہہ بفضل رب عباد

امیدوار ترحم ہے خواستگار کرم
نگاہ لطف رہے خلد آشیاں سے زیاد

دعائیں دیکے یہہ لکھتا ہے مصرع تاریخ
جلوس خسرو عالم پناہ نیک نہاد
ھ ۱۳۰۱

## قطعۂ تاریخ مدار المہامی جنرل اعظم الدین خان بہادر

اعظم الدین خان بہادر کو
جاہ و منصب ملا بآسانی

یہہ مدار المہام عالیجاہ | مستقل ہے بحکم سلطانی
کیون نہوتا یہہ فوج کا جنرل | ہے شجاعت مین رستم ثانی
عدل و انصاف و داد و فیض و کرم | عہد دولت مین با فراوانی
داغ آشفتہ ہو گیا مجبور | ہے یہہ آزار دشمن جانی
تن ہے آلودۂ ہزار امراض | دل ہے مجموعۂ پریشانی
مانگتا ہر دعائین صحت کی | پہلو بچہ لو بہ فضل ربّانی
اپنے جرنیل کو دیا عہدہ | ہے یہہ نواب کی ہنر دانی

اِس نیابت کی یہہ کہی تاریخ
آصف اعظم جہانبانی
سنہ ۱۳۰۳ھ

قطعۂ تاریخ سالگرہ مبارک حضور پرنور حضرت نظام الملک آصفجاہ نواب میر محبوب علیخان بہادر بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی دام دولتہ و صولتہ و سلطنتہ و حشمتہ

مسعود و مبارک ہو تجھکو ای خسرو دوران سالگرہ
یہہ سالگرہ ہے سالگرہ کہتے ہین اسے ہان سالگرہ
بڑھکر ہو کلاوہ کاہکشان ہر ایک گرہ نجم تابان
اللہ کرے ہو لاکھہ برس یون لایق و شایان سالگرہ

یہہ چاند ربیع الثانی کا یہہ پیر کا دن تاریخ چھٹی
ہی فضل خدا تیئیسوین ہی ابلیشہ ذیشان سالگرہ

ادریس و مسیح الیاس و خضر دین ہی کلاوہ رشتہ عمر
تا روز شمار اسکا ہو شمار ایسی ہو فراوان سالگرہ

یہہ جشن سجا یہہ دہوم مچی عالم کو ملا ہی گنج گہر
ہی عقدہ کشائے بخت جہان دُر بار و زر افشان سالگرہ

وہ شور مبارکبا دہو اسب گونج رہے ہین ارض و سما
کیا حور و پری کیا انس و ملک گاتے ہین خوش الحان سالگرہ

ہر وقت خوشی ہر آن خوشی ہر لحظہ خوشی ہر لمحہ خوشی
ہے عیش کا سامان جشن طرب ہی جشن کا سامان سالگرہ

آراستہ ہین بازار و مکان پیراستہ ہین سب پیر و جوان
ہے زینت بلدہ سالگرہ ہی رونق ایوان سالگرہ

اے داغ دعا سلطان کو دے تاریخ لکھہ انکی یون
جاوید ہمایون بیحد ہو محبوب علیخان سالگرہ
سنہ ۱۳۰۶ھ

## تاریخ دیگر

سالگرہ نظام
۱۳۰۷ھ

## قطعہ

ہوئی ہے سالگرہ آج شاہ والا کی
خجستہ فال ہے یہہ اور نیک فال گرہ

یہہ جشن وہ ہے کہ کہتی ہے ساری خلق اللہ
کھلے نصیبون کی یارب ذوالجلال گرہ

ہزار دانہ یاقوت کی بنے تسبیح
بڑھے کلاوہ مین ہر سال ایک لال گرہ

لکھا ہے **داغ** نے یہہ اسکا مصرع تاریخ
ہزارون سال مبارک یہہ جشن سالگرہ
سنہ ۱۳۰۷ھ

## قطعہ مبارکباد در تقریب ولادت باسعادت دختر نیک اختر حضور پرنور حضرت میر محبوب علیخان بہادر نظام آصفجاہ دام اقبالہ و ملکہ

اے خسرو جم حشم فلک قدر
ہے عہد ترا با مبارک

اللہ رکھے تجھے سلامت
ہو عشرت جانفزا مبارک

اللہ نے دی ہے شاہزادی
اللہ کی یہہ عطا مبارک

چلہ ہے سکندر النسا کا
یہہ رسم کرے خدا مبارک

اس دن کی دعائین مانگتے تھے
یہہ دن ہے بہت بڑا مبارک

ہوتی ہے ولادت اسمین مسعود
ہے ماہ صیام کا مبارک

آئی رمضان مین عید گویا
سب عیدون سے ہے سوا مبارک

دیکھے چھٹی چلّے شادیان سب
جلسون کا ہو دیکھنا مبارک

ہے مطمر بہ فلک طرب ساز ۔۔۔ آتی ہے یہی ندا مبارک
سب اہل زمین و اہل افلاک ۔۔۔ کہتے ہین جدا جدا مبارک
پھولین پھلین نونہالِ شاہی ۔۔۔ مقبول ہو یہہ دعا مبارک
سرسبز رہے ریاضِ اولاد ۔۔۔ اِس باغ کی ہو فضا مبارک
عالم کو خوشی ہر کہہ رہے ہین ۔۔۔ سب دوست سب آشنا مبارک
تقریب سعید و جشن فرخ ۔۔۔ دنیا مین ہے جابجا مبارک

تاریخ کہی ہے **داغ** نے آج
نو رس تجھے بادشا مبارک
سنہ ۱۳۰۵ھ

## قطعہ مبارکباد سالگرہ شاہزادی اعلیحضرت حضور پر نور نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہٗ و خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ

ہوئی ہے سالگرہ آج شاہزادی کی ۔۔۔ رہے ہمیشہ الٰہی بہارِ سالگرہ
برائے نذر شہنشاہ **داغ** لکھہ تاریخ ۔۔۔ زیادتا بہ ابد ہو شمارِ سالگرہ
سنہ ۱۳۰۵ھ

## تاریخ حصول شرف حضوری حضور پر نور اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ

قدمبوس حضرت کا حاصل ہوا ۔۔۔ بڑے شوق سے اور ارمان سے

حضوری کی تاریخ پوچھیں اگر | یہہ کہدو ملے داغ سلطان ہے
سنہ ۱۳۰۵ھ

تاریخ تصنیف و طبع دیوان جناب مستطاب خادم حضرت ختمی پناہی حاجی حرمین شریفین مشیر قیصر ہند نواب کلب علیخان بہادر فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ رئیس دلاور اعظم طبقۂ اعلائی ستارۂ ہند والی مصطفےٰ آباد عرف رامپور دام ملکہم و اقبالہم

برس سن مین کہا دیوان ایسا میرے آقا نے | سخن ہر نام اسکا طبع نیکو اسکو کہتے ہین
کہین ہین داغ نے اک بیت مین دو اسکی تاریخین | یہہ ہر وہ بیت رشک بیت ابرو اسکو کہتے ہین
یہہ اول مصرع تاریخ ہر تالیف دیوان کا | زہے معجز بیانی عطر اردو اسکو کہتے ہین
سنہ ۱۲۹۲ھ

جو پوچھے کوئی سال طبع پڑہ دون مصرع ثانی
چھپا مطبع مین اچھا نقش جادو اسکو کہتے ہین
سنہ ۱۲۹۳ھ

ایضاً

کیا خسرو آفاق نے دیوان کہا ہر | اللہ رے اللہ رے یہہ دستگہہ نظم
کسطرح یہہ دیوان نہو سامعہ افروز | کہتے ہین اسے مہر سخن ہر یہہ مہ نظم
ہر روح فزا دل کو یہہ عیسی فصاحت | ہے راہنما شوق کو یہہ خضر رہ نظم

اے داغ ہوا طبع کلام شہ والا

اس نظم کی تاریخ کہی مین نے شبہ نظم
سنہ ۱۲۹۵

## ایضاً

خسروِ عہد کا چھپا دیوان
کیون نہو عرش پر دماغ کمال
سخن تازہ اسکو کہتے ہین
تر و تازہ ہے اس سے باغِ کمال
ملگیا اس کلام سے اے داغ
ورنہ معدوم تہا سُراغ کمال

یہہ نتیجہ ہے طبع روشن کا
اسکی تاریخ ہے چراغِ کمال
سنہ ۱۲۹۵ھ

## تاریخ طبع کلیات میان منیر صاحب

چہ خوب طبع شد این بے نظیر کلیات
خوشا تجلی طبع جہان فروز منیر
خوش ست مصرع سال شروع طبع اے داغ
طلوع شد بادہ مہر نیمروز منیر
سنہ ۱۲۹۵ھ

## ایضاً

جب یہہ دیوان ہوچکے مطبوع
ہوگئی نظم و نثر عالمگیر
داغ نے اسکی یہہ کہی تاریخ
آفتابِ منیر و بدرِ منیر
سنہ ۱۲۹۶ھ

## قطعۂ تہنیت خلعت ریاست نواب مشتاق علیخان بہادر والی رامپور

نواب کو ہو حصول یارب — دارین مین برتری بلندی
خلعت کا ہے داغ عیسوی سال — تشریف شریف ارجمندی

۱۸۸۸ع

## تاریخ وفات فرزند جناب راجہ گردہاری پرشاد بہادر

راجہ بنسی نغز گو باقی تخلص نیک خو — ذی حشم ذی رتبہ عالی منزلت عالی دماغ
از فلک افسوس یون ہو مبتلائے حادثات — اسطرح برباد ہو جائے یکایک اسکا باغ
سال بہر مین دونون فرزند آگے پیچہے چل بسے — آفتاب خاندان وہ تہا تو یہہ گہر کا چراغ
سچ ہے ہستی کے لئے لازم ہوئی ہے نیستی — تنگنائے دہر مین حاصل نہین ہوتا فراغ
ایکدن عشرتکدہ چالیس دن ہے غمکدہ — اس جہان پر الم مین کوئی کیا ہو باغ باغ
آدمی کو چاہیئے صبر و شکیبائی کرے — جو خدا کے بہید مین ملتا ہے کب اُنکا سراغ
داغ نے یہہ عیسوی سنہ مین لکہی تاریخ آج — آہ باقی کو ہوا اب دوسرے بیٹے کا داغ

۱۸۸۸ع

## تاریخ ناول منشی ریاض احمد صاحب خیرآبادی

یہہ فسانہ کسقدر رنگین ہُوا — ہو سکے کیا ہمسے تعریف ریاض
داغ لکہدو اُسکا سال عیسوی — ناول نادر ہے تالیف ریاض

۱۸۸۹ع

## تاریخ طبع دیوان مرزا محمد قادر بخش تخلص صابر

تجھے آفرین عاقل خوش بیان — کیا اپنے اوستاد کا حق ادا
یہہ تاریخ اسکی کہی داغ نے — خوشا پاک دیوان صابر چھپا
سنہ ۱۳۰۴ھ

## ایضاً

شہ سخن سخن شاہزادہ دہلی — چہا فصیح و بلیغ ست و شستہ و معقول
بگفت داغ چنین سال طبع دیوانش — بسا نتیجۂ افکار صابر مقبول
سنہ ۱۳۰۴ھ

## تاریخ وزارت نواب رفعت جنگ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر بشیر الدولہ سر آسمانجاہ محمد مظہر الدین خان بہادر مدار المہام سرکار عالی

پہلے سلطان ابن سلطان خسرو ملک دکن — پھر بشیر الدولہ عادل امیر ابن امیر
قابل مدح و دعا ہین لایق وصف و ثنا — بادشاہت بے بدل ہی تو وزارت بے نظیر
یہہ دلاور ہی سکندر وہ بہادر تہمتن — شاہ عالمگیر دستور معظم شیر گیر
حبذا خاقان دوران مرحبا نواب عہد — اس سے جان آرام مین ہی اس سے دل راحت پذیر
یہہ ہی شمع سلطنت تو وہ چراغ انجمن — مالک اقبال روشن صاحب راے منیر
یہہ اگر ابر کرم ہی وہ ہی دریاے نوال — کیون رہے ملک دکن مین نام کو بھی اب فقیر

داغ تاریخ وزارت اتفاق شہ سے لکہہ

مہر و ماہِ آسمانِ نورہیں شاہ و وزیر
سنہ ۱۳۰۵ ہجری

## تاریخ خلعت سر آسمانجاہ بہادر

ملا آج نواب کو خاص خلعت
کہی داغ نے خوب تاریخ اسکی
ہوئی دُہوم سی دُہوم ماہی سے تا ماہ
وزیر شہنشاہ سر آسمان جاہ
سنہ ۱۳۰۵ھ

## تاریخ خطاب میجری نواب میجر افسر جنگ بہادر

قدر دان ہے قیصرِ ہندوستان
ہو مبارک یہہ خطاب میجری
اے بہادر پاکدل پاکیزہ خوی
قدر دان تیرا رہے شاہِ دکن دام اقبالہٗ
کر دیا میجر ز راہِ معدلت
تجکو اے نواب والا مرتبت
مدح کے قابل ہے تیری ہر صفت
شاہ کیناث شاہ فخرِ سلطنت

مصرع تاریخ لکہا داغ نے
میجر افسر جنگ عالی منزلت
سنہ ۱۳۰۵ھ

## تاریخ۔ بااختیار شدن راجہ ہرکشن سنگہ بہادر والی کشن کوٹ ملک پنجاب

جیو ہیرہ ہرکشن سنگہ جی
کہی داغ نے آج تاریخ سال
سُنا ہے ملا اختیار آپ کو
مبارک کشن کوٹ راجہ کو ہو
۱۳۰۵ھ

## ایضاً

راجہ صاحب ذرا اِسے سُنیئے
یہہ ہزارون مین ایک ہے تاریخ
آپ کے اختیار ملنے کی
بخت بیدار ونیک ہے تاریخ
سنہ ۱۳۰۵ھ

## تاریخ تیاری مکان وباغ نواب قادر اللہ بہادر

میر نور الحسین خانِ ذی جاہ
کرد قصرِ رفیع و باغ بنا
داغ یک مصرع و دو تاریخ است
خوش جا قصر — باغ روح فزا
سنہ ۱۳۰۵ھ — سنہ ۱۳۰۵ھ

## قطعہ تاریخ صحت اعظم الدین خان بہادر مدار المہام ریاست رامپور

کرم گستر داغ جنرل بہادر
ترا منصب و جاہ و ثروت مُبارک
شنیدم چو این مژدہ تاریخ گفتم
مبارک ہر آئینہ صحت مبارک
سنہ ۱۳۰۵ھ

## تاریخ انتقال نواب دلاور النساء بیگم

جملہ نثر تاریخی

نواب دلاور النساء بیگم پاکدامن نے انتقال کیا
سنہ ۱۳۰۵ ہجری

## ایضاً

قصر جنت مین ہوئین زینت بخش | بیگم رابعۂ اوصاف خصال
بہر تاریخ یہہ کہدے اے داغ | پنجشنبہ مہ ذی الحجہ سال

سنہ ۱۳۰۵ھ

## ایضاً

شب پنجشنبہ کو ذی الحجہ مین | یہہ واقع ہوا واقعہ جانگہڑی
یہہ تاریخ اسکی کہی داغ نے | دلاورنساطاغنی جنتی

سنہ ۱۳۰۵ھ

## قطعہ تاریخ انتقال آفتاب بیگم نوراللہ مرقدہ

بہشت بادنصیب آفتاب بیگم را | کزین جہان بجہان دگر خرامان شد
نوشت داغ جگر تفتہ مصرع تاریخ | عجیب زیر زمین آفتاب پنہان شد

سنہ ۱۳۰۵ھ

## قطعۂ تاریخ رحلت حضرت محمد عبدالنبی شاہ صاحب مجذوب قدس سرہٗ واقع ہنمکنڈہ ضلع ملک دکن

زہے درگاہ فیض آثار و پرنور | کہ از ماہی منور گشت تاماہ
برائے چشم و دل وقت زیارت | زعرشش آید صدائے نوراللہ
دریجا ہر کہ حاجتمند آمد | مراد خویش حاصل کرد دلخواہ
بحق سورۂ انا فتحنا | چہ فتح الباب گشتہ باب درگاہ

| | |
|---|---|
| بعہد میر محبوب علیخان | شہ دیندار و آصف جاہ ذیجاہ |
| بسعی کار پردازان دولت | چہ خوش تعمیر شد الحمد للہ |

بگو داغ از سر اخلاص تاریخ
مزار اشرف عبد النبی شاہ
سنہ ۱۳۰۵ھ

**تاریخ رحلت حضرت سید حسن رسول نما قدس سرہ العزیز**

| | |
|---|---|
| چو گل خاک شود زیب دیدہ بینا<br>سنہ ۱۱۰۳ھ | بعین عبد بود آشکار سر سما<br>سنہ ۱۱۰۳ھ |
| حبیب پاک ببین نور یثرب و بطحا<br>سنہ ۱۱۰۳ھ | ز قبر اطہر سید حسن رسول نما<br>سنہ ۱۱۰۳ھ |

**ایضاً**

**افکار داغ**
سنہ ۱۳۰۷ھ

**تاریخ طبع دیوان منشی اقبال حسین صاحب وکیل راجہ بیکانیر**

| | |
|---|---|
| عجب روح افزا و فرحت فزا ہے | بہار سخن سے گلستان عاشق |
| تم اے داغ یہ اسکی تاریخ لکھدو | تصانیف اقبال دیوان عاشق |

## تاریخ طبع دیوان جناب نواب احمد علیخان بہادر رونق

| | |
|---|---|
| سخن سنج نواب احمد علیخان | سخن را کز و ہست سامان رونق |
| ہویدا شد اعجاز جادو طرازی | زگفتار رونق بدیوان رونق |
| ہمہ زیب معنی ہمہ معنی آرا | زہے رنگ رونق خہے شان رونق |
| چو پرسیداز داغ تاریخ طبعش | بگفتہ شمیم گلستان رونق |
| | سنہ ۱۳۱۰ھ |

## تاریخ مراجعت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی از ہنمکنڈہ

| | |
|---|---|
| ہوئے زیب بلدہ جو شاہ دکن | ملا دیدہ و دل کو نور و سرور |
| کہو خیر مقدم کی تاریخ داغ | ہنمکنڈے سے آگئے آپ حضور |
| | سنہ ۱۳۰۷ھ |

## قطعۂ تہنیت تسمیہ خوانی شہزادہ والاتبار میر عثمان علیخان بہادر ولیعہد شاہ دکن

| | | |
|---|---|---|
| شہزادہ ہوا ہے زیب مکتب | | سحبان ہو ثانی ولیعہد |
| سورۂ اقرأ کی آج سن لی | | سلطان سے زبانی ولیعہد |
| اللہ کرے کہ شاہ دیکھے | آمین | پیری و جوانی ولیعہد |
| اس رسم کی داغ تو ہی تاریخ | | لکھ تسمیہ خوانی ولیعہد |
| | | سنہ ۱۳۱۰ ہجری |

## تاریخ وفات محمد تاج الدینخان صاحب شاہجہانپوری رجسٹ میجر افواج سرکار نظام

جمعہ ثانی مہ شوال بود
داغ سال ارتحالش زد رقم

کز جہان شد آہ آن یکتائے عہد
بود تاج الدین خان دانائے عہد

سنہ ۱۳۰۷ھ

## ایضاً

در مہ شوال روز جمعہ وا سے
داغ سال رحلت از ہاتف شنید

این جہان پدرود کرد آن نوجوان
دید تاج الدینخان حال جنان

سنہ ۱۳۰۷ھ

## قطعہ تاریخ تہنیت عید ذیحجہ

میر محبوب علیخان خسرو ملک دکن
عید ذی الحجہ کی یہ تاریخ لکھی داغ نے

یا الٰہی خوش رہے صبح و مسا شام پگاہ
عید حج اسعد مبارک ہو شہ گیتی پناہ

سنہ ۱۳۰۷ھ

## تاریخ سند یافتن فیض محمد خان وکیل ہسا کن بلند شہر

چون فیض محمد امتحان داد این بار
بنوشت دو تاریخ بیک مصرع داغ

بگرفت سند برائے کار سرکار
مختار جزو کل — وکیل مختار

سنہ ۱۳۰۷ھ سنہ ۱۳۰۷ھ

## قطعہ تاریخ دیوان جناب مولوی ممتاز احمد صاحب مقیم جوناگڈھ

| داغ تاریخ طبع دیوان گفت<br>بارک اللہ محامد احمدؐ | گر ممتاز چون بصدق و یقین<br>جلوہ پرداز نعت سرورؐ دین<br>۱۳۰۸ھ |
|---|---|

## قطعہ تاریخ ولادت باسعادت شہزادہ بلند اقبال بادشاہ دکن طول عمرہ وقدرہ

| ولادت ہوئی شاہزادہ کی آج | کہ جس سے ہوئے شاد سب خاص و عام |
|---|---|
| اسی دن کی سب مانگتے تھے دعا | دعاگو ہیں اسکے دعاگو تمام |
| الٰہی یہہ مولود مسعود ہو | بحق محمدؐ علیہ السلام |

یہہ سال ولادت کی آتی ندا
کہ اے داغ لکھدے شبیہ نظام
۱۳۰۸ھ

## تاریخ ہذا در نثر

مبارک کیا دسالگرہ مبارک بندگانعالی آصفجاہ دام ملکہٗ
۱۳۰۸ھ

## وله

| تبارک اللہ اب آئی یہہ ساعت مسعود | مبارک ای شہ عالی تبار سالگرہ |
|---|---|
| سعید و فرخ و مسعود و سعد و اسعد ہو | حضور کو مرے پروردگار سالگرہ |
| ہزارون بار ہون دربار جشن سلطانی | ہزارون بار ہو ای شہریار سالگرہ |

شگفتہ غنچۂ خاطر ہی باغ باغ ہی خلق — ہوئی ہی باغ جہان کی بہار سالگرہ
زمانہ آج کے دن فیضیاب ہوتا ہے — کہ ہے زمانے مین یہہ یادگار سالگرہ
کشودِ کار کا یہہ دن ہے کیا تعجب ہے — جو کھولے آپکے مری ماہوار سالگرہ

کہا ہے **داغ** دعاگو نے مصرعِ تاریخ
اِسی رَوِش سے ہون اَسّی ہزار سالگرہ
۱۳۰۸ھ

## تاریخ سرفرازی خطاب نواب داور الدولہ داور الملک داور جنگ داور مرزا علیخان بہادر

یہہ سرفرازی مبارک زیب ہی با عز و شان — سازگار آئے الٰہی متفق لیل و نہار
۱۳۰۸ھ — ۱۳۰۸ھ
**داغ** نے زیبا کہا ہی سال اِس بہبود کا — میرزا صاحب ملا ہی یہہ خطاب یادگار
۱۳۰۸ھ — ۱۳۰۸ھ

## تاریخ سرفرازی خطاب نواب آصف نواز جنگ آصف نواز الدولہ آصف نواز الملک سیّد عبد الرزّاق علیخان بہادر معتمد صرف خاص سرکار نظامِ دکن دام اقبالہ

اِک خطاب آصف نواز الدولہ آج — شاہ نے بخشا نہایت اِنتخاب
دوسرا آصف نواز الملک بھی — جسکی قدر و منزلت ہی بیحساب
اِن خطابون کے تھے شایان آپ ہی — سیّد والا حسب عالی جناب

**داغ** نے تاریخ اِسکی یہہ کہی

معتمد صاحب ہوئے زیبا خطاب
سنہ ۱۳۰۸ھ

## تاریخ سرفرازی خطاب نواب انتصار جنگ وقار الدولہ وقار الملک مولوی مشتاق حسین خان بہادر

از انتصار جنگ بہادر وقار ملک
دایم وقار دولت و زیب وسادہ باد
تاریخ این عطای خطابات داغ گفت
افزایش خطاب مبارک زیادہ باد
سنہ ۱۳۰۸ھ

## تاریخ صید افگنی حضرت بندگانعالی متعالی مد ظلہ العالی بادشاہ ملک دکن

میر محبوب علیخان خسرو آفاق کو
بخت اسکندر دل رستم دیا اللہ نے
داغ اس شیر افگنی کا سال اگر پوچھے کوئی
کہدے اچھا شیر مارا شاہ آصفجاہ نے
سنہ ۱۳۰۸ھ

## ایضاً

رستم دوران شہ ملک دکن
گر نہیبش شیر چرخ آمد ستوہ
کرد چون شیر افگنی بنوشت داغ
بادشاہ شیر افگن باشکوہ
سنہ ۱۳۰۸ھ

## وله

ایک ہفتہ کا ہے حساب ستکار
داغ کی تم زبان سے سن لو

کہی کہنستی کی ایک ہی تاریخ | شاہِ آصف نے شیر مارے دو
۱۳۰۸ھ

## قطعۂ تاریخی ترتیبِ دیوان شہزادہ رحیم الدین حیا

طبعِ شہزادہ رحیم الدین | ہست کان آداوحبانِ حیا
کرد نواب قدر دان محمود | تا ابد شہرۂ زبانِ حیا
زیب ترتیب دادہ جملہ کلام | کہ بماند از و نشانِ حیا

داغ ہنوشت سالِ دیوانش
شاہد شوخی بیانِ حیا
۱۳۰۸ھ

## ایضاً

خوشا تو جہ نواب قدر دانِ محمود | سخن کی قدر یہہ ہر قدر کی بنا یہہ ہے
کیا ہے جمع کلامِ حیا بسعیِ بلیغ | کلام کیا ہے کہ معشوقِ دل ربا یہہ ہے
کلام صاف پہر اسطرح کا فصیح و بلیغ | کسی نے آنکہہ سے دیکہا ہو دیکہا یہہ ہے

کہا ہے داغ نے سُن لو یہہ مصرعِ تاریخ
سخن طرازیٔ شہزادۂ حیا یہہ ہے
۱۳۰۸ھ

## قطعۂ تاریخ تصنیف دا سوخت منشی نجیب الدین صاحب نجیب ملازم ریاست کوروائی

نجیب الدین کیا کہنا تمہارا — بنا دلبرزہا ینکا یہہ واسوخت
کہی ہے داغ نے تاریخ اسکی — ہوا جلنے جلانیکا یہہ واسوخت
سنہ ۱۳۰۸ھ

## قطعہ تاریخ تقویم میر حیدر علی صاحب حیدر آبادی

کنون حیدر علی استاد کامل — نوشتہ دور شمس و ماہ و ہفتہ
بگفتم مصرع تاریخ اے داغ — زہے نقش جہان تقویم حیدر
سنہ ۱۳۰۹ھ

## تاریخ طبع دیوان مشفقی میر ضامن علیصاحب جلال

دیوان بامذاق سخن سنج طبع شد — یارب رسد نوید بہر صاحب کمال
برجستہ گفت مصرع تاریخ طبع داغ — آہنگ طبع نازک ضامن علی جلال
سنہ ۱۳۰۱ھ

## قطعہ تاریخ رحلت طوبی آشیان مرزا محمد سلطان فتح الملک شاہ فخر الدین ولیعہد بہادر گورگانی انار اللہ برہانہ

غم فتح ملک سلطان چہ بلا بجان و دل شد — دہدش مقام جنت ز کرم کریم غفار
چو بداغ سال رحلت دل دردمند پرسید — بکشید آہ حسرت دو صد و دوازدہ بار
سنہ ۱۲۷۲ھ

## قطعہ تاریخ مقتول شدن جنرل محمد اعظم الدین خان بہادر جنرل ریاست رامپور

محمد اعظم الدین خان بہادر | عظیم الشان معظم اعظم عصر

وزیر رامپور و جنرل فوج | امیر با وقار و اکرم عصر

حکیمی ماہر طرز زمانہ | فہیمے واقف کیف و کم عصر

سوم تاریخ ماہ صوم در شب | بغفلت کشتہ شد آن ضیغم عصر

بعمر چہل و پنج افسوس افسوس | رہائی یافت از قید غم عصر

عجب نبود اگر تا عرش اعلی | رسد فریاد اہل ماتم عصر

بفکر سال داغ از ہاتف غیب
ندا آمد مزار رستم عصر
سنہ ۱۳۰۸ھ

## تاریخ رحلت مانی بیگم مرحومہ صبیہ محمد ابراہیم خان لمبردار لونی ضلع میرٹھ

گشت این حادثہ در ماہ ربیع الثانی | در دوشنبہ بشمار آمد بست و چارم

سال مرحومہ و مغفورہ چنین داغ نوشت | کاملہ رفت بفردوس زمانی بیگم

سنہ ۱۳۰۸ھ

## برائے نواب محبوب یار جنگ بہادر نوشتہ شد

اے داغ آج دیدۂ جوہر شناس میں | جو آبرو ہے بینش بہادر کے واسطے

اس سے زیادہ ہو سر و سامان و آب و تاب | محبوب یار جنگ بہادر کے واسطے

## تقریظ مثنوی ضیائے دکن مصنفہ مولوی سید باقر حسن خانصاحب المتخلص بہ ضیا معتمد مجلس عالیہ سرکار عالی

وہ عالی نسب میر باقر حسن — وہ سید وہ آل شہ ذو المنن

وہ اولاد دستور شاہ جہان — مخاطب بہ نواب اسلام خان

وہ سرکار آصف مین ہین باوقار — معزز مکرم بڑے عہدہ دار

عدالت کی مجلس مین ہین معتمد — نہین عدل و انصاف کی جنکی حد

طبیعت منور تخلص ضیا — کہین جسکو کالشمس و بدر الدجیٰ

وہ شیرین زبان اور شیرین مقال — کہ پانی بھرے جسکے آگے زلال

ہنرور ہنرمند کے جوہری — شفیق و کرم گستر داغ بھی

کہی مثنوی کیا عدیم المثال — محرم کے لشکر کا ہے جسمین حال

وہ چمکی جہان مین ضیائے دکن — کہ ہر بیت سورج کی ہے اک کرن

یہہ تاریخ بھی قابل دید ہے — اسی جام مین جام جمشید ہے

ہر اک سطر گیسوے دلدار ہے — ہر اک نقطہ خال رخ یار ہے

ضیائے دکن پر پڑے گر نگاہ — تو قربان ہون روز و شب مہر و ماہ

بیان صاف صاف اور ایسا متین — پھسلتا ہے جسپر دل سامعین

زبان وہ زبان جو فصاحت کی کان — بیان وہ بیان جو بلاغت کی جان

نہین اسمین مضمون الجھے ہوئے — ہزارون بکھیڑے ہین سلجھے ہوئے

ہزارون ہین مضمون جدت کے ساتھہ
ہر اک لفظ بیساختہ دلنشین
مضامین کی ایسی بندہی ہے لڑی
مرصع وہ ترکیب الفاظ کی
پری بھی ہے حور خوش انداز بھی
فسون ساز ہے ہر اک ڈہنگ مین
کوئی اسکا مصرع بگڑتا نہین
ہر اک مصرع شوخ آیسا کہا
کہین کچھہ کہین کچھہ کہین کچھہ ہے رنگ
سنو کیا کہا اور کیسا کہا
گل اسپر ہے بلبل یہہ ایسا ہے باغ
طبیعت روان ایسی دیکھی نہین
کہین رستمی کر گئے رزم مین
جو ہے عیش کی شکل جنت کی ہے
نرالے مضامین ہے نئے رنگ ڈہنگ
چھلاوہ ہے بجلی ہے طبع روان
طبیعت کی طراریان دیکھیے

الٰہی پھر ایسی فصاحت کے ساتھہ
مگر پھر کوئی بے رعایت نہین
کہ ساون کی گویا لگی ہے جھڑی
کہ جیسے جواہر جڑے جوہری
یہہ جادو بھی ہے اور اعجاز بھی
یہہ ہے شعبدہ باز ہر رنگ مین
حریفون سے بھی اپنے لڑتا نہین
ادہر منھہ سے نکلا ادہر دل مین تہا
مگر ہے زبان کا وہی ایک ڈہنگ
بجا کر کہا سب سے جتنا کہا
چراغ اسکا پروانہ یہہ وہ چراغ
روانی مین رو ہے کہ رکتی نہین
کہین خسروی کر گئے بزم مین
مصیبت بھی ہو تو قیامت کی ہے
طبیعت عجب چلبلی شوخ و شنگ
ابھی یہہ یہان تھی ابھی ہے وہان
عمرو کی سی عیاریان دیکھیے

کسیکو میسر یہہ حسن نہین ۔ نہین اسکی بندش مین سستی نہین

نزاکت مین گل سے بہی بڑہکے ہے ۔ رسائی مین تخت سکندر سے ہے

بلندی مین ہے آسمان بلند ۔ منور مہ و مہر سے ہی وہ چند

زبان سے ہر اظہر بیان کی صفت ۔ بیان سے ہر باہر زبان کی صفت

دِل صاف سے آئینہ منفعل ۔ زبان پاک ایسی کہ مؤمن کا دِل

سخنور اگر قدر اسکی کرین ۔ ضیا کا دہن موتیون سے بہرین

سزاوار اسکا نہین ہر کوئی ۔ دِکہائے تو دو شعر لکہکر کوئی

جو کاغذ فلک کہکشان ہو قلم ۔ سیاہی شب قدر کی ہو بہم

صفت اسکی لکہین فرشتے اگر ۔ نہ پوری ہو توصیف المختصر

یہہ کیونکر نہ مطبوع و مرغوب ہو ۔ جب اسکے لئے عہد محبوب ہو

سلامت رہین پادشاہ و وزیر ۔ رکہے جمع اہل ہنر بے نظیر

سنین اسکی تاریخ اہل سخن ۔ منور نہین ہو ضیاء سے وکن

۱۳۰۸ھ

## قطعۂ تاریخ میلاد شریف مصنفہ وزیر الدین صاحب خیبلار

اللہ کرے قبول اسکو ۔ کیا خوب وزیر دین نے لکہا

ای داغ یہہ لکہدے اسکی تاریخ ۔ میلاد شریف خوب و زیبا

۱۳۰۹ھ

قطعہ مبارکباد جشن عید الفطر در مدح حضرت بندگانعالی حضور پرنور رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ السلطان ابن السلطان میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ تعالیٰ ملکہ و دام اقبالہ

اے شہ عالی ہمم — بادشہ ذی حشم — تو ہے جہان کرم — تجھسے جہان فیضیاب
مالک ملک و سپاہ — خسرو گیتی پناہ — رستم دوران نظام — آصف ثانی خطاب
بخت میں اقبال میں — جاہ میں اجلال میں — آپ ہی اپنا عدیل — آپ ہی اپنا جواب
آج تری نیکیاں — کس سے گنی جائینگی — کل یہ مقرر ہوا — اسلئے روز حساب
بارش ابر کرم — جیسے ہوئی دمبدم — کون پریشان ہے — کسکی ہے مٹی خراب
مصلحت خاص اگر — صلح پہ ہو رہنمون — شیر و شکر ہو رہین — رستم و افراسیاب
پرتو نور نظر — چھائے جو قطبین پر — ایک بنے آفتاب — ایک بنے ماہتاب
شیر فلک خوف سے — ماہی بے آب ہے — شہرۂ شیر افگنی — سنکے ہوا زہرہ آب
تو جو حمایت کرے — وہ ہو قوی ناتوان — باد مخالف سے ہی — سینہ سپر ہو حباب
شیوۂ حضرت نظام — ہے یہ پئے انتظام — قہر و سیاست بدیر — رحم و عنایت شتاب
عید میں تیرے ملے — راحت عیش و سکون — دہر کو پھر کیا ہین — جب نہ رہے انقلاب
شہر ہے گلزار یون — خلق ہے گلرنگ یون — جیسے چمن در چمن — باغمیں پھولے گلاب
بلدہ کا اک اک مکان — امن میں دار الامان — شہر کی اک اک گلی — جادۂ راہ صواب

شاہ کے بدخواہ کو | گر نہ جلا کر ڈبوئے
ہات دشمن کے گم | دولتِ دنیا ہو یون
کثرتِ اولاد سے | پھولے پھلے بادشاہ
رزم مین ہو دلنواز | نعرۂ تکبیر و حمد
عید کا دربار ہے | ہوتی ہین اکثر عطا
ایک زمانہ ہوا | آج ترقی پذیر
شاہ سلامت رہے | تا بقیامت رہے

بحر مین کیون موج ہو | نار مین کیون التہاب
آنہ سکے جسطرح | جا کے دوبارہ شباب
اے میرے ربِ کریم | ہو یہ دعا مستجاب
بزم مین ہو دلفریب | نغمۂ چنگ و رباب
منصب و جاگیر و زر | خلعت و جاہ و خطاب
داغ ہوا خواہ بھی | ذرہ سے ہو آفتاب
عدل و سخاوت سے روز | لوٹے ہزارون ثواب

جشن شہنشاہ کا مصرعِ تاریخ ہے

عید مبارک تجھے اے شہِ آصفجناب

۱۳۰۸ ہجری

قطعۂ تاریخ مبارک باد ولادت باسعادت فرزندِ ارجمند نواب رفعت جنگ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر بشیر الدولہ سر آسمانجاہ محمد مظہر الدین خان بہادر مدار المہام سرکار عالی

دیا آسمان جاہ کو حق نے بیٹا | یہہ عالی نسب فخر ہے خاندان کا
اس اختر سے ہر برج اقبال روشن | یہہ ہے روشنی بخش کون و مکان کا
یہہ بحر کرم کا دُرِ بے بہا ہے | یہہ ہے پھول اُمید کے گلستان کا

کھلا غنچہ آرزوے خلایق
کھلا عقدہ بخت پیر و جوان کا
ملے اسکو عمر ابد یا الٰہی
یہہ لوٹے مزا عشرت جاودان کا
پھلے پھولے یہہ نونہال امارت
تر و تازہ جبتک ہے گلشن جہان کا

جب اے داغ ہاتف سے تاریخ پوچھی
ندا آئی ۔ خورشید ہے آسمان کا
۱۳۰۸ ہجری

## قطعہ تاریخ سالگرہ مبارک حضرت بندگان عالی متعالی حضور پرنور دام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ

محبوب علیخان شہ ملک دکن کو
اللہ سلامت رکھے دنیا کی بقا تک
ہو عمر دراز اس شہ والا کی الٰہی
دیتے ہین دعا پیر و جوان زن و کودک
یہہ روز وہ فیروز ہے یہہ وہ ساعت مسعود
منقسم ہے خوشی دل سے غم و رنج ہے منفک
دربار دُربار ہے سلطان دکن کا
سب اہل حشم جمع ہین فرزانہ و زیرک
گر دیکھتا جمشید بھی یہہ جشن تو کہتا
ایسا نہین ساماں میسر مجھے بیشک
دیکھا نہین ایسا تو زمین کو کبھی پرنور
کرتا ہے فلک چشم کواکب سے یہہ چشمک

ہاتف نے کہا داغ سے یہہ مصرع تاریخ
سب نیک گھڑی سالگرہ جشن مبارک
۱۳۰۹ھ

## ایضاً

وہ آج دن ہی مبارک وہ ساعتِ مسعود
عشیرِ دکن کی ہوئی شاہوار سالگرہ

جہان کیون نرسے منتظر ہیہ وہ دن ہے
کہ جسکی آپ تہی امیدوار سالگرہ

کسیکی سرخ قبا ہے کوئی گلابی پوش
دکہا رہی ہے یہہ رنگین بہار سالگرہ

خطاب و منصب و جاگیر آج ملتے ہین
ہوئی ہے باعثِ عز و وقار سالگرہ

زمین سے تا بفلک دہوم دہام ہی اسکی
سعید تر ہو یہہ پروردگار سالگرہ

مرے حضور کو یارب یونہین مبارک ہون
ہزار سالگرہ سو ہزار سالگرہ

لکہی بلا کے سرِ الف داغ نے تاریخ
ہمیشہ شاہ کو ہو سازگار سالگرہ
سنہ ۱۳۰۹ھ

## قطعہ تاریخ صحت اعلیحضرت بندگانعالی متعالی حضور پُرنور دام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ

رہے شاہ دکن یارب سلامت
ضیا حاصل ہی جبتک مہر و مہ کو

لکہی یہہ داغ نے تاریخ صحت
مبارک دورِ صحت بادشہ کو
سنہ ۱۳۰۹ھ

## دیگر

مرے حضور الٰہی جئین ہزار برس
شفا ہے جسکی سکون ہر دل زمانہ کو

لکہا ہی داغ نے یہہ سالِ صحتِ سلطان
خدا نے دی ہی شفا عادل زمانہ کو
سنہ ۱۳۰۹ھ

## قطعہ تاریخ انتقال حکیم محمود خان دہلوی نور اللہ مرقدہ

| | |
|---|---|
| خان محمود مسیحا دم و لقمان حکمت | رفت ازین دار فنا از طلب رب ودود |
| داغ این مصرع تاریخ شنید از ہاتف | جاے محمود شود خوب مقام محمود |

## قطعہ تاریخ شکار شیر افگنی اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مد ظلہ العالی حضور پُر نور دام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ

| | |
|---|---|
| سلطان دکن رستم دوران دلیر | ایسا ہے زبردست کرے شیر کو زیر |
| لکہا سر آغاز سے یہہ داغ نے سال | بالفعل جہاندار نے مارے دو شیر |
| | سنہ ۱۳۰۹ھ |

## قطعہ تاریخ ولادت باسعادت شاہزادہ نامور بلند اقبال طول عمرہ

| | |
|---|---|
| شاہزادے کی ولادت کا ہمایوں سال ہر | یا فروغ دیدہ لکہوں یا چراغ دودمان |
| | سنہ ۱۳۰۹ھ سنہ ۱۳۰۹ھ |
| مجھسے ہاتف نے کہا اے داغ یہہ تاریخ لکھ | چاند سا بیٹا مبارک اے شہ کیوان مکان |
| | سنہ ۱۳۰۹ھ |

## قطعہ تاریخ ولادت باسعادت شاہزادہ دیگر طال اللہ عمرہ

| | |
|---|---|
| چاند سا فرزند اور شاہ کو حق نے دیا | غلغلہ تہنیت چار طرف ہے کمال |
| رب کریم اسکو دے سایہ محبوب مین | بخت سکندر کی طرح عمر خضر کی مثال |
| خسرو ملک دکن دیکہے بہار چمن | پہولے پہلے تا ابد عیش مین یہہ نونہال |

شاہ کا ہے فیض عام ہین متمول تمام
کوئی نہین خستہ دل کوئی نہین خستہ حال

داغ دم فکر سال غیب سے آئی ندا
یہہ کہو — پیدا ہوا اختر جاہ و جلال

۱۳۰۹ھ

## قطعۂ تاریخ نو تعمیر محلہ

شاہ محبوب کا مکان بنا
غیرت قصر و قیصر فغفور

اس سے بہتر ہے اور کیا تاریخ
کہدے اے داغ سیر گاہ حضور

## قطعۂ تاریخ طبع دیوان معز

ہر کہ بیند این کلام نغز را گوید ہمین
وہ چہ خوش ترکیب الفاظ است انداز سخن

مصرع تاریخ طبعش گفت داغ دہلوی
چاپ دیوان معز شد از اعزاز سخن

۱۳۰۹ھ

## قطعۂ تاریخ طبع دیوان عصمت

واہ عصمت مآب کیا کہنا
کیا ہی اچھی کہی ہے نعت نبی

تپش دل کی آگ ہے اس مین
اور اک لاگ ہے محبت کی

کیا فصیح و بلیغ ہے یہہ کلام
کہین تمکین ہے تو کہین شوخی

جسطرح رنگ و گل ہون نشہ و مل
یون ہے پیچیدہ لفظ سے معنی

بندش اچھی زبان اچھی ہو
یہی شعر و سخن کی ہے خوبی

رگ مجذوب ہے خطِ مسطر | کاغذ اسکا ہے یا دلِ صوفی
ہے دوات اسکی یا ہے دیدۂ حور | خامہ اسکا ہے یا ہے بالِ پری
حقتعالیٰ اسے کرے مقبول | بطفیلِ محمدِؐ عربی

طبع دیوان کا سال تو اے داغ
کہدے ۔ مطبوع عشقِ پاک خفی
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ تعمیر مسجد حاجی جہانگیر بخش صاحب واقع کانپور

مسجد بنائی خوب جہانگیر بخش نے | حاجی کو بہت رب سے محبت جو ہر کمال
اللہ اکبر اسکی عمارت ہر وہ بلند | پہنچے نہ جسکے طاق تک اندیشہ و خیال
فرزند پانچ اسکو خدا نے عطا کیے | باتخت و جاہ و طنطنۂ و عزت و جلال
مثلِ حواس خمسہ رہیں اتفاق سے | مسجد مین ہیجگانہ پڑہین پانچون نونہال

اے داغ گر زمانۂ تاریخ کی ہے فکر
لکھ ۔ کعبۂ جدید جہانگیر بخش ۔ سال
سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تہنیت تسمیہ خوانی فرزند قاضی حسین میاں صاحب بہادر رئیس منگرون ملک کاٹہیاوار

اے زہے شادمانی و شادی | جسکو فرحت فزاے جان کہیے
اے زہے بزم انبساط و سرور | جسکی خوبی جہان جہان کہیے

خوب شادی کا یہہ منڈھا چھایا | نور کا جسکو آسمان کہیئے
چتر اقبال کہیئے تحریر | ابر رحمت کا سائبان کہیئے
تختۂ گلستان اسے کہیئے | چادر ماہتاب ہان کہیئے
یہہ سلیمان کا تخت اور ستون | سبز پریان ہین بیگمان کہیئے
لالہ کہیئے ہر اک کنول کو اگر | چوب کو شاخ ارغوان کہیئے
کیا کمانون سے بھر گیا منگرول | غیرت خانۂ کمان کہیئے
ابروون کی ہین دو ہلال کی ایک | سو کمانین ہین یون کہان کہیئے
ہر کمان ہین ہے روشنی ایسی | جسکو ہمشکل کہکشان کہیئے
جلوہ برق و مہر و مہ کہیئے | اختر بخت خسروان کہیئے
فرحت افزا ہے ہر گلی کوچہ | غیرت کشت زعفران کہیئے
بدر دین کی ہوئی ہر بسم اللہ | کہ جسے بدر آسمان کہیئے
اُس سے پوچھون جو ہو بڑا سیاح | کہین دیکھا ہے یہہ سمان کہیئے
آئے ہین اپنا گھر سمجھ کے رئیس | میہمانون کو میزبان کہیئے
بٹ رہا ہے طعام کوسون تک | وہین موجود ہو جہان کہیئے
عطر بزم طرب کی خوشبو کو | نکہت گلشن جنان کہیئے
بینڈ باجے کی ہے صدا دلکش | ایسے نغمہ کو دلستان کہیئے
رقص کرتی ہے چرخ پر زہرہ | اُتر آئے ابھی یہان کہیئے

ایسے دربار کی صفات و ثنا — جاودان سنئے جاودان کہئے
اسکا چرچا کہان کہان کیجیے — یہہ حکایت کہان کہان کہئے
یہی سنئے جو داستان سنئے — یہی کہئے جو داستان کہئے
مین کہے جاؤن یون مبارکباد — دوست فرمائے جائین ہان کہئے
جلوہ گر ہین یہان حسین میان — جنکو خورشید آسمان کہئے

یہہ ہے وہ میزبان خدا رکھے
داغ کو جسکا میہمان کہئے

## ایضاً

ہم تجھے دیتے ہین نوشاہ مبارکبادی — کرے مقبول یہہ اللہ مبارکبادی
دہوم سی دہوم ہی شہرت سی ہی شہرت اسکی — پہونچی ماہی سے تا ماہ مبارکبادی
چہچہے بلبل گلشن کے سنے تو کوئی — شادیانہ ہے کبھی گاہ مبارکبادی
تن پہ ہر مو ہو زبان اور زبان سے ہر وقت — دون تجھے نوشہ ذیجاہ مبارکبادی
آج شب گشت مین ہین نغمہ سرا اہل طرب — گاتے جاتے ہین سر راہ مبارکبادی
تمکو اللہ کی درگاہ سے ہو عیش نصیب — دے ہر اک بندۂ درگاہ مبارکبادی
کیا تعجب ہے کہ گلشن مین چٹک کر غنچے — گائین بلبل کے جو ہمراہ مبارکبادی

وجد کیونکر نہ کرے سنکر اسے اک عالم
داغ بے مثل ہے واللہ مبارکبادی

## دیگر

| | |
|---|---|
| مبارک ہو یہہ سنت اور بسم اللہ کی شادی | ہوئی ہے آج بدرالدین شہنشاہ کی شادی |
| خوشی اسکی سنانے کو ہوئی ہے عید سے بڑھکر | بڑے ارمان کی ہے آرزو کی چاہ کی شادی |
| کرے اللہ عمر و دولت و اقبال روز افزون | خدا وہ دن دکہائے لوگ دیکہیں بیاہ کی شادی |
| قیامت تک حسین نامور کا نام ہو یارب | کہ جسنے خوب ہی اک ہولکر دلخواہ کی شادی |
| فلک پر شادیانے زہرہ گائے قاف مین پریان | زمین سے آسمان تک ہو رہی نوشاہ کی شادی |

دعا ہے **داغ** کی یہہ رات دن ہر وقت ہر لحظہ
مبارک ہو تمہیں فرزند عالی جاہ کی شادی

## مبارکباد ولادت باسعادت فرزند دلبند نواب نصرت جنگ عمدۃ الملک عمدۃ الامرا امیر کبیر بشیر الدولہ سر آسمان جاہ محمد مظہر الدین خان بہادر مدار المہام سرکار عالی کی دام ظلہم العالی

| | |
|---|---|
| شادیان روز ہوں سرکار مبارک تمکو | طالع فرخ و بیدار مبارک تمکو |
| آسمان جاہ تمہیں حق نے دیا ہے فرزند | ماہ اقبال کا دیدار مبارک تمکو |
| وہ دن اللہ کرے لائے دلہن یہہ دولہا | وہ سہاگ اور ہو وہ پیار مبارک تمکو |
| بزم جشن و طرب و عیش ہمایون ہو تمہیں | روز دربار گہر بار مبارک تمکو |
| صد و سی سال ہے گلبن باغ اقبال | پہلا پہولا ہوا گلزار مبارک تمکو |
| تم سلامت رہو اللہ سلامت رکہے | اور فرزند پرانوار مبارک تمکو |

داغ مداح یہہ دیتا ہے مبارکبادی
تہنیت نامہ کے اشعار مبارک تمکو

## سہرا بتقریب شادی میرزا سراج الدین احمد خانصاحب نبیرہ نواب ضیاء الدین احمد خان بہادر انار اللہ برہانہ

جوہری لایا اِدھر لائی ہے مالن سہرا — مایۂ کان گہر حاصل گلشن سہرا
ہے مبارک تجھے نوشاہ سراج الدین خان — دے رہا ہے رخ پرنور پہ جوبن سہرا
مردم دیدہ کو بھی تاب نظارہ نہ رہی — دیکھیں مژگان کی نہ کیوں ڈال کے چلمن سہرا
اِس صفائی سے بڑھی عمر گل و گوہر کی — آ گیا ہے جو ترے تا سر دامن سہرا
ہر لڑی گوہر و یاقوت و زمرد کی گندھی — چشم بد دور جواہر کا ہے معدن سہرا
شہر طور سے کیا پھول گندھے ہیں اِسمین — ہمنے دیکھا نہیں اِس طرح کا روشن سہرا
سب نے جانا کہ یہہ چلتا ہے زمین پر خورشید — رخ نوشہ سے جو سرکا سر توسن سہرا
حور کو بھی یہہ تمنا ہے کہ مالن بنتی — اِسمین یہہ شرط ہے گوندھے گی سہاگن سہرا

بھر دیئے داغ نے گلہائے مضامین اِسمین
کیا عجب گائے اگر بلبل گلشن سہرا

## دیگر

بنا ہے نوشۂ ذیشان کا سہرا — سراج الدین احمد خان کا سہرا
سر نوشاہ پر ہے تاج اقبال — یہہ شاہانہ سروسامان کا سہرا

یہہ ہر چشم تماشائی کی حسرت
کہ بن جائے میری مژگان کا سہرا

نہین پہولا سماتا آپ مین آج
خوشی سے یہہ گل خندان کا سہرا

ہوا مقیش کے سہرے سے ظاہر
شعاع نیر رخشان کا سہرا

رخ نوشاہ پر نور علی نور
سحاب ہے گوہر غلطان کا سہرا

ثریا طرہ بدر ہی کہکشان ہے
منور اختر تابان کا سہرا

مبارک سب عزیزون کو الٰہی
بڑی چاہت بڑے ارمان کا سہرا

نہ کہتا داغ تو پہر کون کہتا
نہال باغ عارف خان کا سہرا

## سہرا
## بتقریب شادی نواب محمد ممتاز حسین خان بہادر دام اقبالہ رئیس پاٹودی

عید آئی ہے کہ آئی ہے گہڑی سہرے کی
کیا گلے ملتی ہے ایک ایک لڑی سہرے کی

خان ممتاز حسین آج بنا ہے دولہ
ہو گئی اس لئے توقیر بڑی سہرے کی

موئے کاکل رگ دل رشتۂ جان تار نظر
سبکو حسرت ہے نہین آج لڑی سہرے کی

جوہری کو ہے جو دعوی تو ہے مالن کو بہی ناز
گفتگو ہوگئی آپس مین کڑی سہرے کی

کیا عجب لے رخ نوشہ کی بلائین چٹ پٹ
بنکے انگشت جو ہر ایک لڑی سہرے کی

مٹ گئی تاب قمر تاب گہر کے آگے
چاندنی رات مین جب بات پڑی سہرے کی

نظر بد نہ پڑے تاکہ رخ نوشہ پر
ہوگئی بیچ مین [illegible] کہڑی سہرے کی

ہر فریون کا کان جواہر سے جو ابر خانہ
نہین رہنے کی کسیطرح اڑی سہرے کی
گل نے بلبل سے کہا نغمۂ شادی سنکر
منہہ ہی چھوٹا سا تراپات بڑی سہرے کی

ہے دعا داغ کی نواب کی ہو عمر دراز
سب عزیزون کو مبارک ہو گہڑی سہرے کی

## ایضاً

مبارک ہو نوشہ کو زیبا ہی سہرا
یہہ دولہا ہے وہ دولہا یہہ سہرا ہے سہرا
نہین پہول پہولے سماتے خوشی سے
کہ مشکل سے مالن نے گوندہا ہی سہرا
یہ کہتی ہین کہل کہل کے پہولونکی کلیان
ہمین فخر ہی یہہ ہمارا ہے سہرا
گہر لعل یاقوت ہیرا زمرد
جواہر لگا کر سجایا ہے سہرا
کرن سے جو سورج کی اسکو ملایا
فرشتے پکار اٹھے اچھا ہی سہرا
دکھاتی ہین لڑیان ہی لہرا کے موجین
عجب آب گوہر سے دریا ہے سہرا
ہوا شمع کا لوز کا نور کیسا
مگر روے نوشہ سے سرکا ہی سہرا
خط کہکشان سے جو بالا ہے بدہی
تو عقد ثریا پہ طرا ہے سہرا
تمنا ہے نوشاہ کے پانون چومے
کہ قدمون سے لپٹا ہی جاتا ہی سہرا
پہلے پہولے نواب ممتاز یارب
یہ ممتاز ممتاز اسکا ہے سہرا
ہر اختر بنا روزن در فلک پر
یہہ ہے تاک حورونکو کیسا ہی سہرا
یہہ کہتا ہے اے داغ جوش محبت
تمہارا ہی حق تہا جو لکہا ہے سہرا

ِلگیا کیا کہیں اس دشت سے ایمن
عکس افگن جو ہوا سبزہ کہسار و دمن
جیسے بہیکی پڑی فردوس کی بہی نہر لبن
لہلہاتے ہوئے سبزہ کا نرالا جوبن
ہے اس انداز کا ہر ایک بت سیمین تن
کہ زمیں پر نظر آنے لگے پرویں پروین
ــــ وہں سے ہر طرف شہر و چمن
باغ کی مدح میں گل کہلتے ہیں گلشن گلشن

زر بخل
ہر اختر
شیر
ے

م ثانی

نی دینے لگے یوسف کا یہاں چاہ ذقن
ہسے کوتاہ ہے گلچیں کا سرا سر دامن
ہے خلعت نوروز بہار گلشن
ے یہ تقاضا ہے کہ ہشکن ہشکن
پہنچتی ہے کمر سرو کو بہی شاخ سمن
گوہر شبنم شاداب سے بہر لے دامن
ڈالئے پرتو رخ کو تو اُگے سیب ذقن
نیلی پیلی ہو غضب دیکہہ کے اسکو سوسن

پر پروانہ جلے پہولون کا پنکہا ایسا
کہ دیئے شمع کی ہی دل کی لگن دل کی جلن

کیا عجب پہونچے وہانتک اثر فیض ہوا
فلس ماہی بہی کہلین صورت گلہائے چمن

گر یونہین فصل بہاری کو رہا جوش عروج
شاخ طوبی مین عجب کیا ہی کہلے نسترون

کس طرح دست حنائی نکرے نخل حنا
تیغ اردی سے بہا پہرتا ہی خون بہمن

شہر اس شہر کا ہے نام ہی بلدہ ہے
فخر کلکتہ و مدراس نظیر لندن

ثانی خلد و ارم بانی تزئین چشم
روکش چین و ختن غیرت بغداد و عدن

چہپ گئی سقف فلک یون تہ ایوان بلند
تشتری ڈہانکدے جسطرح کوئی زیر لگن

روشنی ایسی جواہر کی دکانون مین عیان
جنکے نظارے سے ہو چشم تماشا روشن

ایسے عشرتکدہ مین کیون نہو خلقت دلشاد
آ بسے امن مین نہ کیونکر [illegible] امن

شحنہ عدل کا وہ خوف ہے بازارون مین
نہین ممکن کہ جو [illegible] سے بہی کوئی گرہ کترن

ہاتہہ باندہے ہوئے پہرتے ہین یہان دست دراز
لب سیئے رہتے ہین بیہودہ سرا وقت سخن

ذی خرد اتنے ہین ذی فہم ہین اتنے کہ یہان
کیا قباحت ہی اگر نا کی جگہہ بولے لئین

ناظم و ناثر و فرزانہ و دانا و ادیب
عالم و عاقل و علامہ ہر اک ماہر فن

حیدرآباد کا بجتا ہی جہان مین ڈنکا
نوبتین کیون نہ بجین دہوم سے باون باون

طفل مکتب بہی پڑہاتا ہی فلاطون کو سبق
خلق ہوتا نہین اس شہر مین کوئی کودن

حیدرآباد سے کیون جائے کہین عیش ابد
خوشتر از ملک سلیمان نہو کیون [illegible] تک پہونچ گیا ہے

[illegible] کو وہ چمن و شہر کی اللہ رے
ایسی تشبیب کو زیبا ہے [illegible] خوش ہوتا ہے کہ عمر کا پیالہ لبریز ہو جائے

چمن آرائے دکن خسرو فیاض و جواد — جسنے شاداب کیا آب کرم سے یہہ چمن
مدح مین اسکی پڑہون مطلع رنگین ایسا — جس سے ہی داغ ہو شرمندہ بہار گلشن

## مطلع ثالث

خسرو تیر فگن تیغ فگن شیر فگن — میر محبوب علیخان ملک ملک دکن
دادگر دادده و دادرس و دادرسان — فخر دین فخر نگین فخر زمان فخر زمن
پاک دل پاک نفس پاک نظر پاک نہاد — نیک خو نیک سیر نیک روش نیک چلن
قدر دان قدر کن و قدر فزا قدر شناس — حاکم علم و عمل بادشہ فہم و فطن
آفتاب شرف و اوج مہ عز و علا — شمع کاشانۂ دین اختر بخت روشن
قاطع بغض و حسد قامع بیداد و ستم — بانی عیش و طرب ماحی آلام و حزن
مجمع جود و سخا مصدر الطاف و عطا — معدن حلم و حیا مخزن اوصاف حسن
صاحب جاہ و حشم وارث دیہیم سریر — مالک سیف و قلم ظل قدیر ذو المن
تیرے انوار کا پرتو ہی کہ ہی پرتو مہر — تیرے اخلاق کی خوشبو ہی کہ خوشبوی چمن
ہات ڈالا ہی محالات مین بخشش نے تری — کہہ سکے کون عطا کو ترے مہا امکن
وہ گہربار ترا دست کرم ہے شاہا — آگے اس فیض کے پانی بہر بہادونکی بہرن
ہن برستی ہی دکن مین یہہ مثل مشہور ہی — تونے برسائے گہر فیض سے معدن معدن
ہر کوہ و بیابان کو ہی ہنگام نثار — لیتے ہین لعل و گہر دونون بچھا کر دامن
اس عہد مین کیا ممکن ہے — موم سے بڑہ کے ہوا نرم مزاج آہن و سنگ

اُسے [۱۲] غیر کے پاس سنتے نہیں ہیں
زیادہ ہمیں ہوش سے بھاگئے غش

میں تو دیوانہ ہوں مومن کا کہ ہے اس شخص کو
اس قدر وحشی مزاجی پر بھی اک عالم سے ربط

چکھتے ہیں شورِ محبت کا مزا اللہ نصیب
تجھ سے اے ناصح کہے کیا کوئی غم کھانے کا حظ

مجھ پہ ہنستے تو ہیں پر دیکھنا رو دینگے رقیب
لبِ خنداں کی قسم دیدۂ گریاں کی قسم

خوش نہ کیونکر ہوں میں کافر کو مسلماں کر کے
مومن اُس بت نے دلائی مجھے ایماں کی قسم

بچا کدورتوں سے تری دم ہے ناک میں
رل جاؤں کاش پر اسی کوچے کی خاک میں

مضمون [۱۳] بسمل ان سے کہوں کیا عتاب میں
قاصد کی لاش آئی ہے خط کے جواب میں

دستِ [۱۴] جنوں کے جائیے صدقے کہ جیب سے
پھیلائے پاؤں ہم نے گریباں کے چاک میں

ساقیا [۱۵] زہر دے ہجراں میں کہ بیہوش ہوں میں
کاسۂ عمر ہو لبریز تو مے نوش ہوں میں

نہ کیوں اُٹھ جائیں اس محفل سے جب یہ طور ہم دیکھیں
لڑائے آنکھ تو غیروں سے بیٹھا اور ہم دیکھیں

ہے لطف بناوٹ کا ہم خوب سمجھتے ہیں
یہ طور لگاوٹ کا ہم خوب سمجھتے ہیں

مجھکو کیا کام کہ آئینہ کی حیرت دیکھوں
دیکھ تو آئینہ اور میں تری صورت دیکھوں

جیوں یا مر چکوں یوں نزع کب تک
اِدھر ہو جاؤں یا رب یا اُدھر میں

نہ ہو تو بیٹھے بٹھائے خراب اے مومن
لڑا نہ اُس بتِ خانہ خراب سے آنکھیں

---

[۱۲] ہمیں ہوش سے زیادہ غش پسند ہے۔ کیونکہ حالت غش میں محبوب کا رقیب سے اختلاط تو سننے میں نہیں آتا۔

[۱۳] اُس سفاک نے میرے خط کے جواب میں بگڑ کر قاصد کی لاش بھیجی ہے اس سے زیادہ پھڑکتا ہوا مضمون اور کیا ہوگا۔ [۱۴] یعنی دست جنوں کے طفیل میں گریبان کا چاک بڑھکر پاؤں تک پہونچ گیا ہے

[۱۵] یعنی ہجر میں شراب کی کیسے خواہش ہے۔ زہر دے کہ بیہوش ہو جاؤں غش میں میرا مے نوش ہونا یہی ہے کہ عمر کا پیالہ لبریز ہو جائے

مری تربت پہ کیا ہے کام شمع و گل کا اے یارو [۱۶]
یہاں پروانہ و بلبل کے اک دو چار پر رکھو

خوش آئے مجھکو صبا کب گلوں کی باغ میں بو
بھری ہوئی ہے یہاں اور ہی دماغ میں بو

بہائیں کیا کہیں اب دیدۂ اعدا سے ہم آنسو [۱۷]
کہ بن کر بہ گئی اپنی [illegible] ہم آنسو

یارو کسی صورت سے تو احوال جتا دو
دروازے پہ اسکے مری تصویر لگا دو

میں تو بولا ہی نہیں کس نے کیا ہے شکوہ
جھوٹ سو ہاں نہ اٹھا خیر ہے ہم مست ہو

گریۂ شب نے بھگویا ہے اب اے آہ سحر [۱۸]
تیری گرمی سے جو بستر نہ جلے خشک تو ہو

یہ حالت بن گئی مومن ذرا کچھ منہ سے تو بولو
تمھیں کیا ہو گیا یہ دل دیا کس شوخ کافر کو

ہو صورت خاک دل لگنے کی جنت میں بھلا مومن
مری نظروں میں ہے شاہجہاں آباد کا نقشہ

سنگ مرقد سے مرے فیض ہے سب کو مومن [۱۹]
ہوں تہ خاک بھی طوطی پس آئینہ

نہ جان و دل پیام یار کی تعظیم کی ہم نے
سلام اسکا کہا قاصد نے جاں تسلیم کی ہم نے

اسے ماتم فراق اجل سے بچا بچا [۲۰]
رکھا تھا میں نے جان کو کیا تیرے واسطے

اس نے نامہ لکھا نصیب پھرے
نامہ بر کیا پھرا نصیب پھرے

جہاں لے جوں خاک ہم کو روندا تم گئے تھے نہ ایسے بہتر
ہو دل بھی خراب کیا کیا تم سے ملتے نہ ایسے بہتر

---

۱۶ پروانہ و بلبل کے پر اس امر کی علامت ہونگے کہ یہ عاشق کی قبر ہے۔ شمع و گل سے عاشق کو کیا کام ہے۔

۱۷ ہماری چشم نم آنسو بن کر بہ گئی۔ اب کیا ہم رقیبوں کی آنکھوں سے روئیں۔

۱۸ گریۂ شب کے باعث میرا بستر بھیگ گیا ہے۔ اے آہ سحر اگر تجھ میں اتنی گرمی نہیں کہ بستر کو جلا دے تو کم از کم اس کو خشک تو کر دے۔ ۱۹ اپنے سنگ مرقد کو آئینہ اور اپنے آپکو طوطی قرار دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے مزار کی برکت سے لوگ سخن گو بن جاتے ہیں۔ ۲۰ ماتم فراق سے ہوا اجل کا سبب ہے۔ مدعا مطلب یہ ہے کہ جان نذر دوست کے لئے رکھی تھی۔ تیرے لئے نہیں۔

عہد مین تیرے جو معدوم ہی کیا ہی یہہ ہیے
کاوش و کینہ و آزار و غم و رنج و محن

جود سلطان سے وہ ممنوع ہوے طرز سوال
زخم پھیلاے جو دامن تجھسے تر دامن

وہ بہی چھپ چھپ کے یہان فی یکتا ہی ہی عیب
زخم مین ٹانکے ہین یا درد کے در پیرہن

حکمت آموز فلاطون ہی تری عقل سلیم
بات پختہ ہے تری راے تری مستحسن

ریشۂ بیخ ز قوم اسکو بنا تی ہی زمین
تیرے اعدا کا نہ بیکار گیا تار کفن

آتش قہر سے رستم کا بہی ہو زہرہ آب
شمع کی طرح سے گہلجائے تن رویین تن

تیرے مداح ہین سب اہل نظر اہل کمال
آنکھہ مین گہر ہی ترا تیرے زبان پہ مسکن

سو زبانین گل صد برگ سے لے قرض اگر
تو کرے لاکہہ طرح سے وہ تری مدح سخن

ہین ترے عہد عدالت مین شکستہ احوال
دل شکن عہد شکن توبہ شکن روزہ شکن

بتکدو مین ہی یہہ ماتم تری دینداری سے
بانگ ناقوس پہ ہوتا ہے یقین شیون

چہریان پڑگئین آخر کو رخ توبہ پر
عصمتی اسکو سمجھتے ہین جو تہے توبہ شکن

منہہ چڑہے کون تری تیغ کے یہہ کونسا وقت
تیر شکن صف شکن آہن شکن البرز شکن

ایک ہی وار مین تلوار کرے دو ٹکڑے
مغفر و بکتر و چار آئینہ خفتان جوشن

تنی حاصل ترے اعدا کو سبکدوشی ہے
تیری تلوار اڑا دیتی ہی تن سے گردن

## تعریف اسپ

ترے اسپ پریوش کی کرون مین تعریف
خوب سے خوب خوش اسلوب ہے اسپ یمن

نہ چوڑا ہی نلی چوڑی ہی سم چوڑے ہین
جتنی چہوٹی ہی کمر اتنی ہٹاتے ہین مزید

یال و دم پاؤن شکم کان کنوتی پٹھے
ڈھلگئے حسن کے سانچے مین سب اعضائے بدن

جست مین برق ہے اُڑنے مین ہے گشت مین چرخ
پھر سکے وصفِ بوئے بہا کہ گلشن

نہ بندھے اسپِ فلک سیر فلک سے ہرگز
گر بنے قوس قزح اُسکی پچھاڑی کی رسن

اللہ اللہ رے اِس تیز روی کی تاثیر
نام لے اُسکا تو ہو صاف زبانِ اَلکن

اِتنی سرعت سے نہ ہرگز خبر آتی جاتی
تار برقی مین ہے آمیزشِ نعلِ توسن

## صفت فیل

فلک آسا وہ ترا پیل کہ جسکے آگے
ریزۂ سنگ و خزف سے ہین سبک کوہ دمن

ہین ترے فیل کے دانتو پہ سنہری چوڑے
یا سرِ طور پہ کافور کی شمعین روشن

یون سرِ فیل سیہ زر دعماری تابان
شبکو جسطرح سے ہو چرخ پہ مہ جلوہ فگن

ڈر کے رکھتا ہی قدم برجِ اسد مین خورشید
دیکھکر فیل شکاری کو ترے شیر فگن

طمطراق اور تری فوج کا وہ زرق و برق
لیس ہر طرح سے ہر ایک رسالہ پلٹن

دکنی و عربی کابلی و پنجابی
ہر سپاہی ترے لشکر کا ہے رشکِ بیژن

داغ مداح و ثناخوان و ستایش پیرا
اِس دعا پہ تری کرتا ہی بس اب ختمِ سخن

جبتلک آفاق مین ہو دولت و ثروت کی نمود
جبتلک افلاک پہ ہون اختر و انجم روشن

جبتلک انداز پہ ہے حسن و جمال دلکش
جبتلک اظہار پہ ہی رنگِ گل و نسترن

جبتلک آوازۂ اقبال ہو آویزۂ گوش
جبتلک اندازۂ عشرت ہو باندازِ حسن

انجام کو پہونچے فلکِ پیر کی عمر
جبتلک آفت سے ہون محفوظ زمین اور زمن

جبتک اِسلام کا ہی نام جہان مین قایم | جبتک اِس نام سے آباد ہی یہہ دارِ کہن
بلبلین شیفتہ جبتک ہون بہارِ گل پر | اور پروانہ نثارِ سرِ شمعِ روشن
حسن معشوق مین جبتک ہو کمالِ تاثیر | دلِ عاشق مین کہبی جاتی ہو تیکہی چتون
تو سلامت رہے آباد رہے شاد رہے | زار ہو خوار ہو ناچار ہو تیرا دشمن
تیری اولاد کی کثرت ہو تری نسل بڑہین | جیسے اک دانہ سے پیدا ہون ہزارون خرمن

سرخرو داغ ہو یون ظلِ کرم سے تیرے
پرتو مہر سے جس طرح بنے لعلِ یمن

## قطعہ مدحیہ در تہنیت عید الفطر بنام حضرت بندگانعالی متعالی رستمِ دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ و اقبالہ

آج وہ روز مبارک ہی وہ ہی یوم سعید | کہ گلے ملتی ہی خود شاہ کے اقبال سے عید
دہوم سی دہوم خوشی سی ہی خوشی چار طرف | تشنگان مے گلگون کی بر آئی امید
آج میخانہ پہ رندون کی چڑہائی دیکہو | توڑ ڈالین نہ کہین میکدہ کی سدِ سدید
آج یون قفلِ درِ میکدہ وا ہوتا ہے | دستِ زاہد مین عوض پیرِ مغان کے ہی کلید
آج وہ دن ہی کہ پیتے ہین اُسے صبح و شام | کی ہی دو چار برس پہلے جو ساقی نے کشید
ہان یہہ بادہ کشو دیکہین تو کسکا دم ہی | خود ہی ساقی سے [illegible] ہین [illegible]

تلخی بادہ ہو وہ آج کے دن لذت بخش
ہونٹ چاٹا کرے اک گھونٹ جو پی جمشید

زاہد خشک کے منھہ مین بھی بھر آئے پانی
دست ساقی مین بھرا دیکھے اگر جام نبید

حسن مین تلتے ہین یون ڈالکے جھولا مہوش
جسطرح برج مین میزان کے فلک پر ناہید

اعتدال آب و ہوا کا ہے عجب روح فزا
زہر ہو لے سے کوئی کہائے تو وہ بھی ہو مفید

ذہن کیا کند ہو ہو تے نہین ہتیار بھی کند
مثل یونان نہین بلد سے مین کوئی شخص بلید

خبث نفس اہل دکن مین نرہا نام کو بھی
نہ ملے پھر دوا ڈھونڈئے گر خبث حدید

نبض خورشید مین پائے جو حرارت تو فلک
تخم سے قطرۂ شبنم کے بنائے تبرید

دیدنی ہی یہہ بہار چمن بوقلمون
دیدۂ دل سے کرے غور جو ہو فرصت دید

چمن دہر مین سو بار خزان آئے تو کیا
نہو پژمردہ و افسردہ گل وصف حمید

جو ہے بیگانہ تعلق سے یگانہ ہے وہی
کہ عجب شی ہے زمانہ مین تفرد تفرید

نیک و بد کا ہو ہر اک بات مین انسان کو خیال
دوست سے وعدہ واثق ہو تو دشمن سے وعید

وہی شہزور رہا جسنے دبایا اسکو
نفس سرکش کو سمجھیے کہ یہہ ہے دیو مرید

بس خبردار ہوا ہی **داغ** ذرا ہوش مین آ
پند عطار کی اس طرح مین کیسی تقلید

دیدۂ دل سے اٹھا پردۂ غفلت غافل
دیکھہ سامان شہانہ کہ یہہ ہے قابل دید

آج دربار گہربار شہ والا ہے
چھائی ہے کیا در و دیوار پہ دربار مین عید

آتے ہی یہہ مطلع مرے لب پر آیا
کی فرشتون نے بھی مضمون کی جسکے تائید

## مطلع ثانی

جشن آراستہ شاہ کی مدت ہے مدید | کیا عجب دیکھے اگر جیکے دوبارہ جمشید

شاہ وہ شاہ سلیمان حشم و آصف جاہ | شاہ وہ شاہ فریدون فر و ضحاک عجید

صاحب بخت خوش و فرخ و فیروز و سعید | میر محبوب علیخان شہ یکتا و وحید

غصہ و قہر ہے کم سہو و خطا اُس سے بہی کم | رحم و الطاف فزون داد و دہش اُس سے مزید

گم ہوا عہد عدالت مین تشدد ایسا | نہ لکھین رسم کتابت مین بہی کاتب تشدید

وقت انصاف کرے تہوڑی خطا پر بہی نظر | وقت الطاف و کرم عفو کرے جرم شدید

سیدہے ہو جاتے ہین اس عہد مین بانکے ترچھے | کہین سجتے نہ ابروے حسینان کی کشید

شمع اقبال سے یون چہرۂ زیبا روشن | جیسے والشمس کی تفسیر سے قرآن مجید

تیرہ باطن نظر آئے نہ کوئی کور سواد | دل کی قندیل مین روشن ہے چراغ اُمید

حیدرآباد ہے شاہ کے دم سے آباد | جس سے ہے صورت اسلام نمودار و پدید

مسجدون مین ہے یہان شور اذان و تکبیر | خانقاہون مین یہان سلسلۂ حمد حمید

کہین تعلیم و تعلم ہے بدرس و تدریس | کہین قرآن کی تلاوت ہے بحسن تجوید

ہے کہین تذکرۂ عینیت ذات و صفات | ہے کہین مشغلۂ ذکر شہود و توحید

کیون نہو محکم و مضبوط بناے اسلام | شاہ دیندار کو ہر دم ہے لحاظ تشیید

مدح حاضر مین پڑہون مطلع روشن ایسا | کہ چمک جاے مرا بخت بہی مثل خورشید

## مطلع ثالث

یون سلاطین دکن مین ہے ترا دور سعید | جسطرح سارے مہینون مین ہے بہتر عید

چار آنکھیں ہیں زمانے کی زمانے مین ترے
چشم لطف ایک تری ایک تری چشم امید

مانے جاتے ہین ترے اے جہان آرا کو
اہل تفہیم مین ہوتی ہے جہان گفت و شنید

یون تری رائے کے پیرو ہین تمام اہل خرد
جسطرح اہل تسنن ہین سب اہل تقلید

دس ہے دس لاکھ جو بنجائین عقول عشرہ
کر سکین وہ نہ تری رائے کی ہرگز تردید

ہوگیا تیرے زمانے مین فلک کم آزار
درد ہوتا نہین عشاق کے دل مین بہی شدید

چرخ کانپ اٹھے لرز جائے زمین ہیبت سے
الامان وقت سیاست جو کرے تو تہدید

رسیان باندہ کے رکہے جو عدو اپنی عمر
تو بہی ہرگز نہ بنے حبل متین حبل ورید

تیرے بدخواہ کو دولت بہی اگر حاصل ہو
جب بہی مردود ہو ملعون ہو مانند یزید

قطعہ

آج وہ طنطنۂ و دبدبۂ شاہی ہے
یون تنفر وہ ہون ترے نام سے بدخواہ و عنید

سنکے لاحول و لا قوۃ الا باللہ
جسطرح بہاگ کے فی النار ہو شیطان پلید

تیرے بدخواہ تہیدست ازل آئے ہین
کنجفہ مین بہی حریفون کو نہ ہرگز ہو سپید

تیری تلوار ہی مقراض اجل ہے گویا
سکی کرے قطع و برید

درصفت

ہو بہی جائے جو سودا مین ترے اسپ شطر
با دصبا دیر تا کید

چہو سکے دامن زین کو نہ کبہی ست خیال
طے کرے ب د حرب کی وہ یون رہ بعید

قطعہ

جس زمین پر ترے گھوڑے کا قدم پڑتا ہے
چاٹ لے خاک وہاں کی جو کوئی پیک و برید

اسکی تاثیر سے وہ تیزروی حاصل ہو
برق و صرصر سے بھی ممکن نہیں جسکی تقلید

ابلق لیل و نہار اور بھی جوبن لایا
تیرے اصطبل میں جاری ہوئی جسوقت خرید

خلد سے باہر اسیواسطے گندم نکلا
ملتی رہتی ہے ہر طویلے میں جو گھوڑوں کو خوید

## در صفت فیل

فیلخانہ میں ترے جمع ہیں عالم کے پہاڑ
ایک اک فیل زمین پر ہے مگر چرخ جدید

ایک مہرہ میں اڑا دے وہ اسے صورت کاہ
گر مقابل میں ترے فیل کے ہو کوہ حدید

اسکے خرطوم کا مضمون درازی نہ بندھا
دونوں کوتاہ ہوئیں بحر طویل اور مدید

تو وہ ممدوح معرف ترے شاہان زمین
مین وہ مداح کہ قایل ہیں مرے سحبان لبید

تجھ سے آسایش مخلوق خدا کا ایجاد
مجھسے آرایش انداز سخن کی تجدید

ہیں سپہدار ہزارون ترے منقاد و مطیع
سیکڑوں اہل سخن سحر بیان میرے مرید

اسطرح حکم میں تیرے نہیں ہوتا اجمال
جسطرح شعر میں میرے نہیں ہوتی تعقید

تجکو شایاں ہے ہری رتبہ فزائی کے امور
مجکو زیبا ہے تری مدح و ثنا کی تمہید

نہیں جنچتے مجھے اشراقی و مشائین کچھ
تیرے فلاطون و ارسطو ہیں مرے شاگرد رشید

ہے وہ ٹکسال سے باہر جو کسوٹی نہ چڑھے
نقرۂ ماہ نہ لون میں نہ طلاۓ خورشید

شاہ سے مرتبہ و منصب و خلعت کی عطا
داغ سے ہے مرحمت نعمت شاہی کی رسید

بنگیا داؤ وہ بالیدگی سبزۂ سر راہگذر
زور سے جسکے اکھڑ جاتے ہیں ہر بید

خسروا تجھسے پہونچتی ہے زمانے کو مدد — تو مؤید ہے من اللہ برائے تائید

شاہ کا لطف و کرم اُسکے لئے ہے درکا — سب ہین آسودۂ غمخوار قدیم او جدید

تیری سرکار سے کوئی نہین جاتا محروم — تیرے دربار سے کوئی نہین پھرتا نومید

حبذا وصاف اگر ہو تو کرے حصر کوئی — میرے امکان سے باہر ہین تیرے وصف حمید

روز نوروز ہو ہر شب ہو شب عیش و نشاط — رات دن جشن ہون فرخندہ و فیروز و سعید

دل عارف مین ہون اسرار نہانی جبتک — تیرے چہرے سے ہون اقبال کے آثار پدید

تجھسے عشرت کو بھی ہر وقت ہو عشرت حاصل — تجھسے اُمید کی ہر لحظہ بر آئے اُمید

تو رہے تا بہ ابد نامور و نام آور
تیری اولاد ہو سب صاحب اقبال سعید

## قصیدہ در مدح حضرت بندگانعالی متعالی حضور پُر نور رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ دام اقبالہ و خلد اللہ ملکہ و سلطنتہٗ

کیا جوان بخت و جوان سال ہوا ہے عالم — فلک پیر بھی کہتا ہے جوانی کی قسم

ہو گئی فصل بہاری مین بھی آکے برسات — جوش سے ابر بہاران کے ہوا ہے عالم

چرخ پر چھائی ہین اسطرح گھٹائین کالی — جسطرح ہون رخ معشوق پہ زلفین برہم

قطعہ

ہے

گرد افلاس کو بھی ابر کرم دھوتا ہے
تار بارش مین ہر موتی کی لڑی کا عالم

جوش پر رحمت باری ہے تعجب کیا ہے
چاہ بابل کا دھوان بھی جو بنے ابر کرم

کہین بادل کی گرج ہے کہین بجلی کی کڑک
کہین بوندونکی پھوارین کہین برسے چھم چھم

نعرۂ مست کا بادل کی گرج مین انداز
نگہ شوخ کا بجلی کی تڑپ مین عالم

ابر نیسان سے ہوئی ایسی تری خشکی مین
گائین دیپک تو اُٹھے شعلہ کی جا موجۂ یم

آب شمشیر مین جوہر ہے بشکل ماہی
آب آئینہ مین غواص ہے عکس آدم

پسلیان اب نہین دریا کی دکھائی دیتین
خوب تن تنکے روان ہونے لگے موجۂ یم

کشتیون مین کہین جلسے ہین چڑھے دریا کے
ہو رہی ہین کہین تیراکو مین شرطین باہم

قوت نامیہ ایسی ہے تو کچھ دور نہین
دوڑین اُٹھ اُٹھ کے زمین پر سے اگر نقش قدم

خاک مین جان ہے ایسی کہ نہین اسکا عجب
زندہ ہو جائین اگر زیر زمین اہل عدم

نار دوزخ بھی بنے آج گلستان خلیل
اخگر سوختہ بھی ہون گل گلزار ارم

بات کی شاخ مین بھی آج وہ ہے استحکام
توڑنا چاہین تو ٹوٹین نہ کبھی قول و قسم

اثر باد بہاری سے تعجب کیا ہے
گلفشان صورت گلزار ہو نخل ماتم

ارض کو فوق سما پر ہے اسی موسم مین
کہ زمین لوح زمرد ہے فلک ہے نیلم

وقت انشاء اثر تازگی مضمون سے
شاخ سرسبز بنے ہات مین کاتب کے قلم

خط گلزار ہو قرطاس پہ کھینچین جو لکیر
ہو بہ رنگ رگ گل ریشۂ سوراخ قلم

ہے وہ بالیدگی سبزہ سر رہگذر
زور سے جسکے اُکھڑ جاتے ہین رہرو کے قدم

شوخیِ رنگ سے مہندی کے ہے رنگِ شفق
لالۂ باغ پہ ہے لال پری کا عالم

کہین طاؤس چمن کی ہے نوائے دلکش
کہین آتی ہین پپیہون کی صدائین پیہم

ہے کہین گل کی مہک تو کہین بلبل کی چہک
کوک کویل کی ہے ارگن سے بھی خوشتر ہر دم

نکہتِ گل کا اثر ہو نفسِ مطرب مین
گائین اِس فصل مین گر رام کلی اہلِ نغم

بھینی بھینی ہے وہ خوشبو کہ معطر ہو دماغ
ٹھنڈی ٹھنڈی وہ ہوائین ہین کہ دل ہو خرم

بوسے لیتا ہے شگوفے کے شگوفہ کہلکر
شاخ سے شاخ گلے ملتی ہے کیا کیا باہم

روز ہر باغ مین ہین گلبدنون کے جلسے
چُندریان ساڑیان سُرخ اُسپہ ترشّح کم

یہان ہے موجود وہ معدوم یہ تازہ وہ کہن
باغِ محبوب کہان اور کہان باغِ ارم

بزمِ عشرت کا عجب رنگ ہے اِس موسم مین
گاتے ہین گوند ملار اہلِ طرب اہلِ نغم

سبعہ سیارہ کو بھی مین شرف حاصل ہے
معتدل آ چکے دن چارون عناصر باہم

نہ ہے گرمی نہ کہین حد سے زیادہ سردی
حیدرآباد مین ہے فصل کا ایسا عالم

دو نوروز ہے وہ فرخ و مسعود و سعید
کہ زحل کی بھی سعادت نہین جس سے کم

عکس بھی اِسکا کرے بیضۂ فولاد کو چور
بیضۂ بازی نوروز ہے وہ مستحکم

آج وہ قدر ہے اِسکے مقابل کیجے
تاجِ پرویز کے موتی نہ خریدے عالم

بیضۂ مرغ کو گر بیضۂ گردون سے لڑائین
خطِ محور سے لکیر اُس مین ہو ثابت ہر دم

شور ہے قلقلِ مینا کا چلو آؤ پیو
مغبچون نے بھی پکار کہی ہے کیا کیا اودھم

لاے میخانہ پہ کیا آج قدم ہی پہلے
پہلے مومن کا جو ایمان تو ہندو کا دھرم

تیرے بدخواہ کو ہر طرح سے غمگین پایا
اُسنے اُلٹا ہی اَلَم کو تو مِلا وہی اَلَم ہے

حشر تک قبرِ عدو سے یہہ صدائین آئین
ہاے غم واے اَلَم ہاے غضب واے ستم

یون ہے مردود عدو بارگہ عالی سے
جسطرح رکھہ نہ سکے چرخ پہ ابلیس قدم

سامری فن بھی عدو ہو تو نہو اُسکا گذر
چوب دربان مین ہی موسیٰؑ کے عصا کا عالم

ہے ازل سے یہہ ترے در کا سلامی شاہا
پشت ہی پیرِ فلک کی اِسی تسلیم سے خم

نام سیل کیا ہو جو ترے عہد مین کوئی برباد
کہ پرِ کاہ کو رکھتی ہے بھگو کر شبنم

خسروا نام آباد ہے جنت سے سوا دار الامن
کھاکے گندم نہ یہاں سے کبھی نکلے آدم

## تعریف اسپ

شاہ کے اسپ کی کیا تیز روی ہو تحریر
ہاتھہ سے کاتب اعمال کے چھٹتا ہی قلم

صورتِ کاغذِ بادی وہ اُسی دم اُڑ جاے
لکھیے گر صفحۂ قرطاس پہ نام اُسکا رقم

کولب نامہ کا غذ پہ نہ پہنچے کہ یہہ مانند خیال
طے کرے آن مین صد و محیطِ عالم

جاٹ لے خاک قدم کی اگر اِسکے وہ کبھی
پشتِ ماہی پہ سجے گا وہ زمین کا نہ قدم

جسکے جلو سے ہے جو ترے اسپ کی صورت ہوتی
گنج قارون مین ذرا نام کو تھمتا نہ درم

بدل مین عدل ہی

## تعریف فیل

ایسی سطوت ہو کہ تھرا تے ہے کوہ جواہر کہیے
رودِ الماس مین دانت اور بدن ہے نیلم

شاہ کا حرف سیاست ہے تو ہے دل گاوِ زمین
مست ہو کر جو چلے وہ تو ہو عالم برہم

ہیبت شاہ سے کہسار سے پڑے بوجھہ ایسا
ماہیِ بر زمین کا ہی تو دبش جاے شکم

سر چشم ہی رنگ اسکا مگر صانع نے ‏ جبل طور ترا شا ہی زسر تا بقدم

مدحت خسرو آفاق ہو کیونکر پوری ‏ الٰہی طاقت نہ زبان میں نہ ہی یارائے قلم

سایۂ عاطفت شاہ دکن ہی جب سے (دام اقبالہ) ‏ کہاں تے ہیں قیصر و فغفور میرے سر کی قسم

باب عالی کی حضوری سے وہ حاصل ہی شرف ‏ جبین آتا ہی کہ خود چوم لوں میں اپنے قدم

اے جبین فرش رہ خسرو دوران ہی بجا ‏ اے سر عجز جھکا اس راہ میں تو بنکے قدم

اے زبان تو ہو ثنا ساز و ستایش پیرا ‏ اے دہن تو بھی ہو مداح خدیو عالم

اے نگہ تجھکو میسر رہے انوار جمال ‏ اے مژہ دست دعا بنکے دعا کر پیہم

حوصلہ میری دعا کا تو یہی کہتا ہی ‏ اور اونچا ہو کسی طرح سے عرش اعظم

وہ دعا جس سے ہوئے زینت گفتار و کلام ‏ وہ دعا جس سے مشرف ہوئے قرطاس و قلم

وہ دعا جسکو فرشتے کہیں سنکر آمین ‏ وہ دعا حرز دل و قوت جان آدم

وہ دعا جسکے شجر سے ہیں شجر تک مشتاق ‏ وہ دعا جسکا اثر آج ہے عالم عالم

وہ دعا یہہ ہی خدا اسکو سلامت رکھے ‏ تخت شاہی پہ رہے شاد بصد ناز و نعم

تجھکو اے ظل خدا عیش خدائیگاں ملے ‏ تیرا حامی و مددگار رہے شاہ امم صلعم

خضر و الیاس و مسیحا سے بھی ہو عمر دراز ‏ قیصر و خسرو و جم سے ہو سوا جاہ و حشم

زیر فرمان حکومت رہے ربع مسکون ‏ اور منقاد رہیں اہل عرب اہل عجم

اِس دعا گو کی دعائین ہون الٰہی مقبول
داغ مداح رہے مورد الطاف و کرم

## قصیدہ در تہنیت عید الفطر و مدح اعلیحضرت بندگانعالی متعالی حضور پرنور رستم دوران افلاطون زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ السلطان ابن السلطان میر محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

ہے عید کے دن دلکشا — صحن زمین سطح فلک — اے حبذا اصل علی — صحن زمین سطح فلک

پاک ابر رحمت نے کیا — صحن زمین سطح فلک — ہے شامل اہل صفا — صحن زمین سطح فلک

رخصت سے ماہ صوم کی — بدلے یہہ تحت و فوق ہی — عید آتے ہی کچھہ اور تہا — صحن زمین سطح فلک

ہے عید کا سامان جو چند — آئینہ ہون پست و بلند — کر صاف اے باد صبا — صحن زمین سطح فلک

ہر ذرہ اک خورشید ہے — خورشید کو بہی عید ہے — ہے کسقدر رونق فزا — صحن زمین سطح فلک

خوش جیسے آدم زاد ہین — قدسی بہی سب دلشاد ہین — ہے عید سے کیا پر ضیا — صحن زمین سطح فلک

یہہ سبز سبزے ہین کہ — رنگ آسمان کا اخضری — تختہ زمرد کا بنا — صحن زمین سطح فلک

یہہ سبزے کی روئیدگی — اللہ رے بالیدگی — ہر برگ بڑہکر ہوگیا — صحن زمین سطح فلک

اسمین کہلے گلہاے تر — اسمین ستارے جلوہ گر — ہے اک بساط خوشنما — صحن زمین سطح فلک

ہم رنگ مے گل کا ورق — تو زعفرانی ہے شفق — عشرت فزا فرحت فزا — صحن زمین سطح فلک

ہے خوشۂ گندم یہان — ہے خوشۂ پروین وہان — سامان ہے کیا کیا رزق کا — صحن زمین سطح فلک

دربار آصف جاہ ہے — روشن جمال شاہ ہے — جلوے سے جسکے بہر گیا — صحن زمین سطح فلک

فرش منقش سے عیان — اک چاندنی کا سا سمان — ہے آج کیا کیا خوشنما — صحن زمین سطح فلک

| | | | |
|---|---|---|---|
| روشن ہین فرشی جہان پا اِدہر | عقد ثریا ہے اُدہر | پرنور اک اک سے ہوا | صحن زمین سطح فلک |
| مسند نشین ہے بادشہ | ہے شامیانہ رشک مہ | کیونکر نہ اترائین بھلا | صحن زمین سطح فلک |
| وہ شاہ کا نورِ نظر | پرتو ہے جسکے سر بسر | شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ | صحن زمین سطح فلک |
| بحرِ کرم ہے موج پر | سلطانکا طالع اوج پر | کرتے ہین فخر اسکا بجا | صحن زمین سطح فلک |
| اسکو ہے تمکین تخت سے | اسکو تعلی بخت سے | تہے درحقیقت ورنہ کیا | صحن زمین سطح فلک |
| محبوب سلطان دکن دام اقبالہ | ہے ظل رب ذو المنن | پرتو ہے جسکے پر ضیا | صحن زمین سطح فلک |
| مطلع بمضمون بدیع | اک لکھ بن شان رفیع | جسپر ہون شیدا و فدا | صحن زمین سطح فلک |

## مطلع ثانی

| | | | |
|---|---|---|---|
| جسکا فروغ شہ سے کیا | صحن زمین سطح فلک | [illegible] | صحن زمین سطح فلک |
| [illegible] تیرا اثر | پہر اسپہ تیرا حوصلہ | اتنا بڑا جتنا بڑا | صحن زمین سطح فلک |
| اسپر ترا نقش قدم | اسپر ترا خط علم | کیسا نگارین بن گیا | صحن زمین سطح فلک |
| ہیہ تیرے گوہر کے لئے | وہ تیرے اختر کے لئے | اسواسطے پیدا ہوا | صحن زمین سطح فلک |
| گوہر کی اسمین آب ہے | اختر کی اسمین تاب ہے | روشن ہین اپنی اپنی جا | صحن زمین سطح فلک |
| بدخواہ کی ہین تاک مین | ملکر ملائین خاک مین | ہین گرچہ ظاہر مین جدا | صحن زمین سطح فلک |
| قہر عدو ہو اسمین گر | سر پر گرے وہ ٹوٹ کر | پاتے نہ کیون نشو و نما | صحن زمین سطح فلک |
| منظور ہو گر شاہ کو | پیسین سر بدخواہ کو | ملکر برنگ آسیا | صحن زمین سطح فلک |
| شاہ دکن کی نگہبان دام اقبالہ | لکہتے جاتین بے گمان | گر صفحہ ہو قرطاس کا | صحن زمین سطح فلک |

| | | | |
|---|---|---|---|
| یون شہ کا قلب صاف ہے | یون پاک یون شفاف ہے | جیسے پری ابر و ہوا | صحن مین سطح فلک |
| وسعت ہے قلب شاد کی | کوئی کرے کیا روکشی | چھپتے ہین ذرے سے سوا | صحن مین سطح فلک |
| کیسے پلنگ و شیر نر | لے نسر طائر کی خبر | دو صید گہہ مین جا بجا | صحن مین سطح فلک |
| دست کرم ہی زر فشان | بخت سا اختر نشان | ان دولتون نے بہر دیا | صحن مین سطح فلک |
| گم ہو گئی ہے مفلسی | محتاج بہی ہین اغنیا | کیونکر ہون نہ برگ و نوا | صحن مین سطح فلک |
| دست سخاوت دیکہ کر | پہیلا ہوا ہے کسقدر | ہر دامن حرص و ہوا | صحن مین سطح فلک |
| اس دور مین ظلمت کہان | ہے جا بجا امن و امان | رکہتے ہین تاثیر شفا | صحن مین سطح فلک |
| آب و ہوا کا ہے اثر | پہیلی ہے حکمت کسقدر | خود مین اشارات و شفا | صحن مین سطح فلک |
| عالم مین تیری خوبیان | آخر سمائینگی کہان | کیا بڑہ گئے ہوگا چوگنا | صحن مین سطح فلک |

## تعریف اسپ

| | | | |
|---|---|---|---|
| وہ اسپ چالاک ہے | بجلی سی جسکی ہانک ہے | اک آن مین اڑ کر گیا | صحن مین سطح فلک |
| جب گرم ہو تیز اسمند | اڑجا سب پست و بلند | ہے اسکے آگے چیز کیا | صحن مین سطح فلک |
| گشت سمند باد پا | گر ہو نہ دم مین جا بجا | بیکار ہے کس کام کا | صحن مین سطح فلک |
| نعل سم توسن یہان | ظاہر مہ نو ہی وہان | رد کش ہی کیا کیا دیکہنا | صحن مین سطح فلک |

## در تعریف فیل

| | | | |
|---|---|---|---|
| ہاتہی بہی سیار و مند | اسپر عماری بہی بلند | اونچا ہوا اونچا ہوا | صحن مین سطح فلک |
| سرخ وردی فوج کی | جسوقت عکس افگن ہوئی | مانند لالہ کہل گیا | صحن مین سطح فلک |

بارک اللہ زہے حسن کہ دل ہو بیتاب
تو کشش اللہ رے جلوہ کہ ٹھہرے نہ نگاہ

رنگ وہ رنگ نہ پائیں گل و ریحان جسکو
نور وہ نور کہ پہونچے نہ جسے مہر نہ ماہ

اُس پری چہرہ خوش انداز کا وہ حسن و جمال
حور بھی جسکو کہے دیکھ کے ماشاء اللہ

غمزہ وہ تیر کہ نخچیر ہوں ترکانِ ختن
عشوہ وہ سحر کہ تسخیر ہوں گردانِ ہراہ

عشوہ وہ ناوکِ دلدوز نہیں جس سے امان
غمزہ وہ تیغ جہانسوز نہیں جسکی پناہ

شوخ گفتار کہ بلبل بھی کہے صلِّ علیٰ
تیز رفتار کہ محشر بھی کہے بسم اللہ

بانکے انداز سے کیا ترچھی ادائیں دلکش
ہو گیا گوشۂ ابرو سے طرف کلاہ

سرو و شمشاد و صنوبر سے بھی زیبا قامت
سرخ تر لالۂ گل سے بھی قبا اور کلاہ

تنِ نازک کو گراں ہو جو چھوے بادِ صبا
چہرہ صاف ہو میلا جو پڑے گردِ نگاہ

نوکِ منقار سے لے فصد رگِ گل بلبل
اِس نزاکت کا ہو سودا اگر اُسکو ناگاہ

رخِ پر نور وہ روشن ہے کہ جسکے آگے
مہرِ تاباں ہو تو آ ماہ میں خالِ سیاہ

اللہ اللہ وہ تجلی ہے رخِ روشن کی
دیکھکر سورۂ والشمس پڑھیں اہل اللہ

دولتِ حسن کی کرتی ہیں حفاظت زلفیں
اِس خزانہ کے نگہبان ہیں یہ دو مارِ سیاہ

اُسکے عشق رخِ پُرنور کا دل شاہد ہے
اُسکے حسنِ نظر افروز کی آنکھیں ہیں گواہ

اُسکے خوشبو سے معطر ہے دماغ دل و جان
اُسکے رنگ گل رخسار سے رنگین ہے نگاہ

شوخیوں میں وہ شرارت کہ الٰہی توبہ
چتونوں میں وہ قیامت کہ عیاذاً باللہ

ترکِ چشم ایک جفا سنج ہے یا ترکِ فلک
فوجِ مژگان ہے کہ چنگیز کی خونریز سپاہ

نرگس چشم کی تسخیر بعینہ جادو — خط عارض میں سراسر اثر مہر گیاہ

ساتھ لاکھے کے وہ مسّی کی دھڑی اُس لب پر — شفق شام شب وصل ہم سرخ و سیاہ

رخ پرنور ہے خورشید تو ابرو ہیں ہلال — جو مہ فرد دہن ہے تو کمر تار نگاہ

دل کو اُس چاہ زنخدان سے وہی تشبیہ — پہلے گرنے سے جو یوسفؑ کو خطر تھا لب چاہ

سامعہ اُسکی حکایت سے بشارت اندوز — باصرہ اُسکے نظارہ سے منور دلخواہ

نہ وہ بے چشم نہ بیدرد نہ بے مہر و دغل — صاف چہرے سے ٹپکتے تھے وفا اور نباہ

ہوش افزا طرب افزا خرد افزا کیا کیا — حیلہ و مکر و دغا تھے نہ جفائے جانکاہ

لطف و اخلاص و محبت سے نہایت رغبت — کینہ و بغض و عداوت سے بغایت اکراہ

مہربانی سے وہ دے اُسکو دلاسا کیا کیا — حال دیکھے کسی مشتاق کا اپنے جو تباہ

اپنے ہاتھوں سے بڑھائے اُسی جانب دامن — دست مشتاق پڑے گر کسی صورت کوتاہ

حور جنت ہے مگر عالم اسباب میں ہے — وصل اسکا ہے ثواب اور فراق اسکا گناہ

اُسکی شوخی وہ قیامت کہ جسے دیکھتے ہی — لوٹ جائے دل مشتاق تڑپ جائے نگاہ

مینے دیکھا جو یہہ جلوہ تو نہ رہے ہوش بجا — لب سے نالہ دل بیتاب سے نکلی اک آہ

متحیر متعجب متفکر ہوکر — اُڑ گئے ہوش کہ یہہ کون ہے یا بار الٰہ

دلربائی کے سب انداز ادائیں دلکش — اُس سے پوچھا کہ ترا نام ہے کیا کر آگاہ

زہرہ ہے یا ہے قمر برق ہے یا ہے خورشید — حور ہے یا ہے پری جلد بتادے للہ

زیر لب ناز و ادا سے متبسم ہوکر — اُسنے یہہ مجھسے کہا میں ہوں نوید دلخواہ

بیخبر تجھکو خبر بھی ہے کہ عید آئی ہے
عید حج کہتی ہے اِس عید کو سب حبذا اللہ

حج ہے کیا چیز یہہ وہ چیز ہے وہ نعمت ہے
مدت العمر کے ہو جاتے ہیں سب عفو گناہ

نہیں عالم میں خوشی حج کی خوشی سے بڑھکر
کہ مسلمانوں کو دیتا ہے یہہ دولت اللہ جل شانہ

آتے ہیں مکہ میں باہر سے مسافر لاکھوں
اہل اسلام کا کیا جوش ہے اللہ اللہ

حق تعالیٰ کو ہوا جامہ احرام پسند
ایک ہی وضع ہے درویش سے تا شاہنشاہ

نیت عمرہ سے احرام کسینے باندہا
اور یہہ شوق کہ طی جلد ہو تنعیم کی راہ

شور لبیک کہیں ہے تو کہیں شغل درود
بانگ تکبیر کہیں ہے تو کہیں بانگ صلوٰۃ

سنگ اسود کا کبھی بوسہ کبھی لب پہ دعا
ہے طواف اور کبھی داخلی بیت اللہ

گشت کرتا ہے کوئی تن کے صفا مروہ کا
کسی مشتاق زیارت کی حرم پر ہے نگاہ

رہتے ہیں چاروں اماموں کے مصلے آباد
ہوتے ہیں ورد و صلوٰۃ آٹھ پہر شام و پگاہ

کوئی ہے دولت عقبیٰ کا خدا سے طالب
کوئی کہتا ہے مرے بخشدے اللہ گناہ

ظلمت پردۂ کعبہ ہے مگر سرمۂ چشم
ہوتی ہے اہل زیارت کی منور جو نگاہ

چلکے کعبہ سے ٹھہرتے ہیں منا میں شبکو
اور سوئے عرفات آتے ہیں پھر وقت پگاہ

فاصلہ کعبہ سے نو کوس کا ہے تا عرفات
اس میں نو لاکھ سے ہوتی ہے سوا خلق اللہ

ظہر کے بعد سے ہوتا ہے وہاں خطبہ شروع
عصر کے بعد سے لدجاتے ہیں خیمہ خرگاہ

مسجد مزدلفہ ہیں منا و عرفات
پھر حجاج ہے ایک رات کی وہ طاعتگاہ

پڑھتے ہیں ساتھ وہاں آکے عشا و مغرب
اہل حج کرتے ہیں تحمید و مناجات الٰہ

جب چلے مزدلفہ سے تو منا مین پھر آئے | تین دن کے لئے ہوتی ہے وہی منزلگاہ

رجم شیطان لعین کے لئے کنکر مارے | پڑھ کے لا حول و لا قوۃ الا باللہ

شتر و دنبہ و بز ذبح ہوے ہین اتنے | آسمان شفقی رنگ بنی قربانگاہ

قابل دید ہے بازار منا کی خوبی | اسلحہ اقمشہ اشیاے فراوان دلخواہ

ہفت اقلیم کے ہین اطلس و دیبا موجود | ہے یہہ بازار کہ گلزار ہے رنگین سر راہ

حج کے ارکان و مناسک کی یہی ہے تکمیل | کرتی ہے طوف حرم جا کے جو پھر خلق اللہ

یون چلا قافلہ بطحا سے بسوے یثرب | نغمہ پیرا و خوش الحان ہین حدی خوان ہمراہ

دل مشتاق کو یہہ شوق کہ اڑ کر پہنچون | مجھسے پیچھے ہی رہے بڑھ نہ سکے پیک نگاہ

آمد آمد کی خبر سنتے ہی مہمانون کی | رہتے ہین لوگ مدینے کی سبھی چشم براہ

غل ہوا صل علیٰ صل علیٰ کا پیہم | دور سے قبۂ انور کو جو دیکھا ناگاہ

چاہیئے روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے | پاک ہو اشک ندامت سے وضو کر کے نگاہ

چرخ اخضر ہے کہان قبۂ اخضر کا نظیر | ہفت افلاک نہین جسکے مثال و اشباہ

کعبہ کرتا ہے طواف اسکا یہہ ایسا ہے مقام | اسکے قدسی بھی مجاور ہین یہہ ہے وہ درگاہ

یہہ مقام متبرک وہ ادب کی ہے جگہہ | دل لرزتا ہے جہان کانپتے ہین پاے نگاہ

پہلے حمام کیا پھر وہین بدلی پوشاک | سب لئے عطر مین لوٹین جیسے عروس نوشاہ

مسجد احمد مرسل مین ہوے سب حاضر | خاک اس مسجد انور کی ہوئی زیب جباہ

وہ نبی صل علیٰ تھا اوس کا مزار اقدس | چادرین نور کی پڑتی ہین جہان شام و پگاہ

اللہم صل علیٰ محمد و آل محمد و بارک و سلم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

واسطے نعت نبی ؐ کے متقاضی ہوکر — دل نے جب مجھسے کہا میں نے کہا بسم اللہ
شان حضرت میں پڑھوں مطلع مقبول ایسا — سنتے ہی انس و ملک سب کہیں سبحان اللہ
فخر انسان و ملایک شہ کونین پناہ — سیدی احمد محبوب و حبیب اللہ
ملک ہو ملک ہو یا کوئی ملک ہو کہ ملک — زیر فرمان محمد ؐ ہیں وہ ہے شاہنشاہ
ہے رخ و موے مبارک ہی کے پرتو کا اثر — تا قیامت جو رہیگا یہہ سفید اور سیاہ
قاب قوسین کا پایا ہے مقام عالی — اللہ اللہ رے یہہ مرتبہ و رفعت جاہ
آپ کی ذات ہے وہ ہادی دین و ایمان — آگئے راہ پر اسلام کے لاکھوں گمراہ
آپ سا کون ہے عالم میں شفیق امت — کہ سوا اسکے ہے ماں باپ سے شفقت کی نگاہ
شافع روز جزا ہے وہی ذات اقدس ؐ — بخشوا دینگے وہی امت عاصی کے گناہ
آپ کی وجہ سے ہے دولت عقبیٰ حاصل — آپ کی وجہ سے فردوس بنا نعمت گاہ
ناتوانوں کو قوی دل جو کرے آپکا لطف — لے اڑے کوہ کو بھی اپنی ہوا میں پرکاہ
صاحب علم لدن واقف اسرار خفی — حال کونین سے ہے قلب مطہر آگاہ
آپ ہی تو ہیں مددگار ملک و ملکوت — آپ ہی شاہ دکن کے ہیں تو ہیں پشت پناہ
شاہ وہ شاہ سکندر حشم و قیصر بخت — شاہ وہ شاہ فریدوں فر و جمشید کلاہ
شاہ وہ شاہ تہمتن تن و برزو بازو — شاہ وہ شاہ فلک منزلت و کیوان جاہ
شاہ وہ شاہ عطا پاش خطا پوش و شفیق — شاہ وہ شاہ جہان پرور و آفاق پناہ
آج دربار زرنگار میں سب حاضر ہیں — شاہزادے امرا اہل قلم اہل سپاہ

مدح سلطان مین پڑھون مطلع روشن ایسا | رشکِ خورشیدِ جہانتاب ہو جو غیرتِ ماہ

## مطلع

خسروِ ملکِ دکن پادشہِ ظلِّ اللہ | میر محبوب علیخان نظامِ آصف جاہ

مشتری جاہ و عطارد رقم و ماہ خدم | شاہ خورشید علم خسروِ سیّارہ سپاہ

شان وہ شان کہ بیقصد جھکے فرقِ نیاز | نام وہ نام کہ قربان ہو دل خواہ مخواہ

عدل وہ عدل نہین جسمین رعایت مطلق | بذل وہ بذل کہ لاکھون ہون عطا بحرِ رفاہ

لطف وہ لطف کہ ہون رام رمیدہ خاطر | خُلق وہ خُلق کہ بدخواہ بھی ہون نیکی خواہ

عزم وہ عزم کہ لے آن مین رُبعِ مسکون | نظم وہ نظم کہ عاشق کا بھی دل ہو نہ تباہ

جاہ و اقبال کو ہر ظلِ سعادت سے شرف | دستِ امید کو ہے دامنِ دولت مین پناہ

جسقدر بخت بلند اُسقدر اقبال بلند | دل بھی اُتنا ہی بڑا جتنا بڑا دامنِ جاہ

یہہ فلاطونِ زمان ہے تو ارسطوئے زمن | حال روشن ہو اُسے دیکھتے ہی نبضِ نگاہ

روبرو اُسکے ہنر سامان سکندر ایسا | مختصر جیسے ہو درویش کا رختِ بنگاہ

چشم بر نقشِ قدم شوق مین وا رہتی ہے | جب گذرتی ہے سواری پئے تجمل سرِ راہ

نیزہ بردارون مین خورشید سے ہر تا بہ مریخ | چتر بردارون مین برجیس سے لیکر تا ماہ

یہہ وقار اور یہہ تمکین یہہ جمال اور یہہ حُسن | رُو کشی اُس سے کرے کب ہے مجالِ بدخواہ

مہرِ پُر نور کہان اور کہان ذرّۂ خاک | کوہِ البرز کہان اور کہان حبّۂ کاہ

ڈھونڈ کر تیرگی بخت مٹا دیتا ہے | اس لئے روز جلاتا ہے فلک مشعلِ ماہ

خیر خیرات سے انعام ہی جاگیرین ہین
چشم بد دور یہہ سرکار ہے کیا عالی جاہ

صرف خاص اور ملازم ہین جو دیوانی کے
سب کو انتیسوین دن ملتی ہی پوری تنخواہ

قید ہی امرؤن کی ہی یہا تک منظور
اڑنے پاتے نہ کبہی ملک مین جہوٹی افواہ

مدح حاضر مین پڑہون مطلع ثانی لیکن
سب کہین اہل زبان سنتے ہی اکمر تبدواہ

## مطلع ثانی

خون اعدا جو بہاے تری خونریز سپاہ
وہ اٹہے موج کہ طوفان نہ وہ ہو کشتی ماہ

جنگ اسکندر و دارا مین قواعد یہہ کہان
ایک بازی گہ اطفال تہی وہ معرکہ گاہ

مانتے ہین اسے روم سے تا انگلستان
یہہ جری اور یہہ باقاعدہ ایسی ہے سپاہ

چاندماری نہ سمجہہ جائین اسے اہل تفنگ
چرخ ڈرتا ہے جو پڑتا ہی کبہی ہالۂ ماہ

تیغ سے فوج ظفر موج کے کانپ اٹہے برق
تیغ گرد سے لشکر کے ہو گرداب سیاہ

پہل ہم شمشیر سیہ تاب کا یا بال پری
حلقہ جوہر کا ہے یا حور کی ہے چشم سیاہ

گرم معرکہ ہو تیغ شہنشاہ عالم
اسد و ثور فلک کو نہ ملے جا سے پناہ

ضرب شمشیر سے ہر وقت لب اعدا پر
نالہ یا نالہ ہو دمساز اگر آہ پہ آہ

کہین رکتی ہی نہین کرتی ہی اک وار مین دو
آہن و سنگ سبہی مانگتے ہین اس سے پناہ

اسکے جوہر کو وہ دیکہے نظر بد سے اگر
چشم اختر مین اتر آئے وہین آب سیاہ

خوف سے عجز سے لے دانتو مین تنکا سمجہ
رکہدے سنے قبضۂ شمشیر کہ قدمو پہ کلاہ

تکہ گرم سے ہو جاتے ہین دشمن نے الغا
اڑتے ہین مثل شرر شرق شمشیر پہ خواہ

دیکھکر صورت بدخواہ جو ابلیس لعین
کہے لا حول و لا قوۃ الا باللہ

فیل وہ شام بدن اور وہ شبرنگ سیہ
سایہ پڑ جائے جو انکا رخ کافر ہو سیاہ

کان تک اسکے جو پہنچے ترے اشقر کی صہیل
بھاگ جائے اسد چرخ بھی مثل روباہ

اثر اپنا جو کرے شاہ کی نیت کا پھل
کیا تعجب ہے جو مثمر ہو مبارک برگ گیاہ

ماہی زیر زمین بھی جو لگائے غوطے
نہ ملے اسکو ترے بحر سخاوت کی تھاہ

کیوں نہ مخلص ہو رعایا کہ دلوں پر انکے
لکھدے جب سورۂ اخلاص ترا کلک نگاہ

نور ایمان کے لئے قلب ترا ظرف وسیع
فیض قرآن کے لئے سینہ ترا منزل گاہ

تجھکو مسعود و مبارک ہو شہا عید سعید
مدعی خوار رہیں شاد رہیں دولتخواہ

قلزم فکر میں اب غرق ہوا جاتا ہوں
ڈالدے مجھکو کنارے پہ تری موج نگاہ

کس طرح اس سے ادا ہوں ترے پورے اوصاف
ہے زبان خامہ کی میری بھی زبان سے کوتاہ

داغ کی ہے یہہ دعا تیرے مساعد ہوں مدام
بخت و اقبال و حشم سلطنت و دولت و جاہ

## قصیدہ مدح نواب سکندر جنگ اقبال الدولہ اقتدار الملک وقار الامرا بہادر دام اقبالہم

نواب ہے تو نشان اقبال
اقبال جہان جہان اقبال

اقبال الدولہ نام آور
ہے روح و روان و جان اقبال

ہے زینت خاندان شوکت
ہے رونق خانمان اقبال

تیرے ہی نصیب کی قسم کھائے
پیدا ہوا گر زبان اقبال

قسّامِ ازل نے روزِ اول — بخشا تجھے ارمغانِ اقبال

وہ دیکھ لیں تیرا مصحفِ رُخ — لیں فال جو نکتہ دانِ اقبال

پیشانی اگر ہے آسمانِ قدر — خطِ اُسپہ ہے کہکشانِ اقبال

دیدار امیر ہے فرح بخش — سرمست ہیں میکشانِ اقبال

ہاتھ آئے نہ کیوں گلِ تمنا — گلزار ہے بوستانِ اقبال

اسکندر و جم کا سر جھکا دے — سرور یہ ترا آستانِ اقبال

چٹکی میں تری خدنگِ نصرت — مٹھی میں تری کمانِ اقبال

تو گوہرِ کانِ سروری ہے — تو اخترِ آسمانِ اقبال

دیکھا تجھے جسنے بول اُٹھا — کہتے ہیں اسیکو شانِ اقبال

کہتے ہیں اسے قرانِ سعدین — تجھسے جو ہوا قرانِ اقبال

القاب ترا جو ہم شمار دے — خوشحال ہیں ترجمانِ اقبال

دارا ہے کہاں کہاں سکندر — ہو جائے اب امتحانِ اقبال

آنکھوں سے یہ کاتبانِ اعمال — ہیں تیرے نگاہبانِ اقبال

کرتا ہے مطیع سرکشونکو — سرکار کا قہرمانِ اقبال

چرچا ہے ترا زبان بزبان — ہر لب پہ ہے داستانِ اقبال

گر جامۂ زر ہے تو ہے بیکار — جبتک نہو طیلسانِ اقبال

جیسے ہے گرانؔ قار کے پاس — قیمت میں گران ہے کانِ اقبال

کیون ُو ورنہ بھاگے اِس سے ادبار
ہشیار ہے پاسبانِ اقبال

لاکھون مین تری ہی بندگی کا
اقبال کرے زبانِ اقبال

اکسیر ہو خاک کو جو چھو لے
اللہ رے امتحانِ اقبال

بدخواہ جو ہو ترے مقابل
نخچیر کرے سنانِ اقبال

ایوان رفیع و سعد و فرخ
گویا ہے اک آسمانِ اقبال

کہتے ہین فلک نما اسی کو
کس اوج پہ ہے مکانِ اقبال

اِس کوہ پر اسقدر عمارت
معمور ہے اصفہانِ اقبال

ہر ایک ستون ستونِ ثروت
ہر سمت مکان جہانِ اقبال

اے شہ سوارِ اشہبِ جاہ
قابو مین رہے عنانِ اقبال

اقبال ہے لازوال تیرا
ہے فضلِ خدا ضمانِ اقبال

اقبال کی دیکھ کر ترقی
کچھ کہتے ہین رازدانِ اقبال

کونین کی نعمتین ہون دونا
آراستہ ہو جو خوانِ اقبال

تا دورِ فلک رہے ہمیشہ
پیوستہ بہار و دانِ اقبال

اللہ کرے کہ تا قیامت
دیکھے نہ کبھی خزانِ اقبال

اقبال ترا ہو روز افزون
ہر آن ہوا ہو شانِ اقبال

یاور ہو نصر و فتح مثلِ آصف
شوکت ہو قرین ایوانِ اقبال

ہمت رہے ہمعنانِ دولت
دولت رہے توامانِ اقبال

سو پشت بہ پشت ہو امارت
یون طول کرے زمان اقبال

ہے باغ جہان کا تازگی بخش
تیرا ہی تو باغبان اقبال

دنیا مین ترے ہی ہم قدم سے
آباد ہے خانمان اقبال

محتاج بیان نہین ہے تیرے وصف
مین کیا جو کرون بیان اقبال

گر زیر قدم ہے فرش دولت
تو سر پہ ہے سائبان اقبال

برسون کی مٹا دے کلفتون کو
مل جائے جو ایک آن اقبال

ساحل پہ لگا دے تیری کشتی
ذاب کا بادبان اقبال

زیبا ہے اگر تجھے کہون مین
کیہان و خدایگان اقبال

اولاد کی تو بہار دیکھے
پھولا رہے گلستان اقبال

روشن مہ و مہر سے فزون ہو
دن رات ہو دودمان اقبال

حاصل ہوا ہے یہی دولت [illegible]
یہ داغ ہے مدح خوان اقبال

دیوان مہتاب داغ اختتام یافت

## تقریظات دیوان مہتاب داغ از نتایج افکار سخن طرازان عالی دماغ بحساب حروف تہجی

### تقریظ از طبع وقاد جناب سید وحید الدین احمد صاحب بیخود تخلص دہلوی شاگرد جناب مصنف

کون ہے وہ جہان مین ایسا — مانتا ہے جسے بڑا چھوٹا
کسنے میدان شاعری مارا — کسکا بجتا ہے آجکل ڈنکا
لایق مدح شان ہے کسکی — مستند ہے زبان سب کسکی
کسنے مضمون نئے نکالے ہین — کسنے سانچے مین شعر ڈہالے ہین
یون بڑہائی ہے کسنے شان سخن — لوگ کہتے ہین کسکو جان سخن
آجکل کسکا نام ہے ایسا — کون شیرین کلام ہے ایسا
کسکے حصہ مین آج یہہ فن ہے — کس سے دلی کا نام روشن ہے
کسکا سکہ دلون پہ ہے جاری — زخم کسکا جگر پہ ہے کاری
کسکا مضمون ہے برتر و عالی — کسنے پائی زبان ٹکسالی
کسکا ایسا کلام رنگین ہے — جو حسین ہے وہ محو تحسین ہے
کسنے اپنا بنا لیا سب کو — کسنے دل سے بہلا دیا سب کو
اگلے لوگون مین تہی یہہ بات کہان — اسکو مانے ہوا ہے ایک جہان
جو خلاف اس زبان کے جانا — اسکو اہل زبان نے کب مانا
دہوم اہل سخن مین تہی کسکی — ایسی شہرت دکن مین تہی کسکی
شاہ آصف (دام اقبالہ) نے کسکو مانا ہے — آج کسکی طرف زمانا ہے
جانتا جو نہو بتاؤن اسے — نام استاد کا سناؤن اسے
اسکا چہپتا ہے تیسرا دیوان — آج جو خسرو سخن ہے یہان
لوگ معجز بیان کہین جسکو — فخر ہندوستان کہین جسکو
میرے استاد داغ کے آگے — ہو جو عرفی بہی تو قلم رکہدے

برق ایمن بیاض نامہ ہے
لن ترانی صریر خامہ ہے

کیا بچین حاسدان خستہ جگر
کلک مین کیا سنان ہے ہین جوہر

سخت دشوار ہے امان پانی
ہے سیاہی مین تیغ کا پانی

سننے والے کا ہوش پران ہے
نقطہ نقطہ مین نکتہ پنہان ہے

اسکو دیوان کون کہتا ہے
یہہ فصاحت کا اک صحیفا ہے

ماہ کے دل مین داغ ہے اسکا
مہ جبین اسکے نام پر ہین فدا

ماہتاب سخن ہے یہہ دیوان
آفتاب سخن ہے یہہ دیوان

ہے ترانہ لب معنی کا
ہے یہہ نوشہ عروس معنی کا

شاعرون کے لئے وثیقہ ہے
لب زاہد پہ یہہ وظیفہ ہے

اک جہان اسپہ جان دیتا ہے
جسکو دیکھو وہ اسکا شیدا ہے

اس کی شوخی کا مبتلا ہے کوئی
طرز گفتار پر فدا ہے کوئی

ایک رنگینیون پہ مرتا ہے
سادگی اک پسند کرتا ہے

کوئی مطلع پہ جان دیتا ہے
کوئی مقطع پہ پیٹ لیتا ہے

گرم مضمون کو کوئی سنتا ہے
کوئی پڑھ پڑھ کے سر کو دھنتا ہے

ہے کسیکی زبان پر نالہ
ہونٹ پر ہے کسیکے تبخالہ

کہین معشوق کی زبانی ہے
کہین گذری ہوئی کہانی ہے

شادیٔ وصل کا بیان ہے کہین
غم فرقت کی داستان ہے کہین

شکر دیکھا کہین گلا دیکھا — عاشقانہ معاملا دیکھا
شکوہ جور پاسبان ہے کہین — ظلم افلاک کا بیان ہے کہین
کہین غیرون کی کچھہ حکایت ہے — کہین قسمت کی بہی شکایت ہے
شکر کرنا کہین شکایت کا — کہین رونا ہے درد فرقت کا
تذکرہ ہے کہین رقابت کا — ذکر ہے کچھہ کہین محبت کا
شمع و پروانہ کا بیان ہے کہین — گل و بلبل کی داستان ہے کہین
کہین صیاد کے ستم کا بیان — کہین بیداد آسمان سے فغان
کہین کچھہ کہکے جھٹ پلٹ جانا — کہین شکوہ زبان پر لانا
کہین معشوق کی طرفداری — دل بیتاب کی کہین خواری
کہین چٹکی جگر مین لے لینی — کہین چبتی ہوئی سی کہہ دینی
کام اک بانکپن کا کرجانا — خود کہین سادگی سے مرجانا
کہین تہمت کا اپنے سر لینا — کہین شکوہ پہ اُسکو دہر لینا
کبھی دشمن سے بات کرلینی — کبھی مٹی پلید کر دینی
کبھی اپنے سے ہی بگڑ جانا — اور ناصح پہ منھہ کبھی آنا
کہین جنت کے نام پر مرنا — اور کہین حور سے حذر کرنا
کہین توہین بادہ خوارونکی — اور کہین مدح میگسارونکی
کبھی صحرا سے باغ کو جانا — کبھی گلشن سے دشت مین آنا

کبھی جنت مین جی کا گھبرانا — کوچۂ یار یاد آجانا

گل و بلبل پہ گر نظر کرنا — درد فرقت مین رشک سے مرنا

کبھی ناسازی مزاج کا ذکر — اور کبھی ہجر و وصال یار کی فکر

نامہ بر کی کبھی مداراتین — اور کبھی اُس سے رشک کی باتین

کبھی مژگان کا خون چکان رہنا — کبھی اپنے سے بدگمان رہنا

راہ بر سے کبھی کھٹک جانا — اور کہین راہ سے بھٹک جانا

جان دیکر بھی بوسہ لے لینا — گالیان کھا کے دل کہین دینا

کہین ارمان دل بیان کرنا — راز الفت کہین نہان کرنا

حسن لیلی پہ منہہ کبھی آنا — طرز وحشت نئی دکھا جانا

کبھی مجنون کے حال کی تقلید — کبھی کچھ ساربان سے گفت و شنید

کہین الفت کی گرم بازاری — کہین یوسف کی وہ خریداری

کبھی زندان مین نالہ و فریاد — اور کبھی قید زلف سے دل شاد

شوق دیدار کو نوید کہین — وعدۂ حشر کی امید کہین

شوخیان ہین کہین جو آفت کی — دہمکیان ہین کہین قیامت کی

کبھی کوچہ مین اُسکے گم جانا — کبھی محفل مین اُسکی جم جانا

بات اُسکی کبھی اوڑا دینی — اپنے مطلب کی کچھ سنا دینی

کہین ہنسنا کہین ہنسا دینا — کہین رونا کہین رولا دینا

کہین تعریف ظلم کی کرنا — کہین اپنی وفا کا دم بہرنا

وصل اُنکے خیال سے گاہے — نا امیدی وصال سے گاہے

کبھی نالون سے ہوش کہو دینا — اور کہین بیکسی سے رُو دینا

کہین ممنون لطف بیحد کے — ذکر جہوٹے کہین خوشامد کے

یا دشوخی مین بیقرار کہین — جبر پر بہی ہے اختیار کہین

کہین تکرار کا مزا لینا — لن ترانی کہین سنا دینا

کہین توحید کا بیان کرنا — غیر پر یار کا گمان کرنا

دیکہہ لینا وہ ہر کہین اُسکا — کبھی اپنے پہ بہی یقین اُسکا

کہین تشبیہ بے مثال کہین — عاشقانہ ہی مین خیال کہین

کہین اوستاد ذوق کے انداز — طرز غالب کہین بہ راز و نیاز

کہین جرأت کے ڈہنگ ہین سارے — کہین سودا کے رنگ ہین سارے

کہین انداز میر و مُومن کا — اور پہر خاص طرز سب سے جُدا

حمد مین خوش ادا بیان کہین — نعت مین گل فشان زبان کہین

دین و ملت کا ہے کہین جہگڑا — مسئلہ ہے کہین تصوف کا

کبھی بتخانہ مین چلے جانا — کبھی کعبہ مین اُسکو دیکہہ آنا

لب معجز نما کا حال کہین — سحر چشم بتان حلال کہین

کہین مضمون پہ ہے یقین چمن — کہین تازہ ہے داغ کا گلشن

کہین فصل بہار کا ہے سمان | اور کہین جلوہ گر ہے صاف خزان
کہین وامق کے حال پر تحسین | کہین وہ ذکر الفت شیرین
کوہکن کا لکھا ہے حال کہین | پیرزن کا ہے اور جال کہین
اسطرح کی کوئی کتاب نہین | سر سے پا تک کہین جواب نہین
جتنی غزلین ہین بے مثال ہین سب | جتنے مضمون ہین بہ جمال ہین سب
جو رباعی ہے لاجواب ہے وہ | جو قصیدہ ہے انتخاب ہے وہ
کون ہے وہ جو مدح خوان نہوا | ختم ہیچمدان پہ وصف بیان نہوا
ایسا جادو زبان نہین دیکھا | یہہ زبان یہہ بیان نہین دیکھا
سیکڑون اس زبان پہ مرتے ہین | مدح مین اسکی گل کترتے ہین
کرسکے مدح جو زبان میری | اتنی تاب و توان کہان میری
مے پلاتا نہین ہے کیون ساقی | فکر تاریخ ہے ابھی باقی
لکھون جو کچھہ وہ انتخاب لکھون | اسکی تاریخ لاجواب لکھون
سینے صنعت رکھی ہے کیا اسمین | تخرجہ ہے جواب کا اسمین
۱۲ ۳۲
کسنے پایا ہے اسطرح کا دماغ | تیسرا ہے یہہ کارنامۂ داغ
۱۳۱۰

## تقریظ نکتہ فہم و نکتہ سرائے بیبدل سید محمد بشارت علی صاحب دہلوی متخلص بہ حباب

کہولی ہے کسنے کاکل مشکین اے صبا | آتی ہے بو دماغ مین مشک تتار کی

حمد خدائے سخن آفرین و نعت رسول ختم المرسلین ایک دریائے بے کران ہے جسمین
بڑے بڑے شناوروں کا دم پہول جاتا ہے اور منقبت آل مکرم و محمدت اصحاب معظم
ایک وادی بے پایان ہے جہان خضر جیسا رہبر رستہ بہول جاتا ہے۔ مجھہ ہیچمدان کو
کہان یارا جو گوہر مطلب کو بمدد غواص فکر تہ سے ہاتھہ مین لاؤن یا جادۂ
مقصود کو برسائی عقل رہبر پاؤن۔ الحق جہان قلم بالکل عاری ہے اور
زبانوں پر یہہ شعر جاری ہے۔

زلاف حمد و نعت اولی است جا کہ ادب خفتن  سجودی میتوان کردن درودی میتوان گفتن

آج قلم کا دماغ ساتوین آسمان کی خبر لاتا ہے۔ اور کاغذ اپنے جامۂ حریری مین
پہولا نہین سماتا۔ عروس بہار بصد شان رعنائی و انداز دلربائی مسند حسن و
جمال پر جلوہ افروز ہے۔ ہر نظارگی صورت زیبا بہرہ اندوز ہے۔ گوہر
گرانمایۂ سخن کے جوہریوں اور متاع زبان کے مشتریوں کو وہ زہرہ جبین
مژدہ سنا رہی ہے۔ محاورۂ چست پر مرنے والوں اور طلیق اللسانی کے
دم بہرنے والوں کے دلوں کو لبہا رہی ہے۔ کہ ان ایام ہمیت فرجام مین
رونق ایوان سخن ناسخ دیوانہائے کہن روشن کنندۂ دل و دماغ یعنی مہتاب
داغ جو شہسوار عرصۂ سخنوری شمع محفل ہنرپروری بہار پیرائے گلشن معانی
انجمن آرائے بزم نکتہ دانی ناظم عذب البیان استادی جناب نواب مرزا خان
صاحب التخلص بہ داغ دہلوی کا تیسرا دیوان بلاغت عنوان ہے چہپ کر تیار ہوگیا

دیوان کیا ہے دیباچہ کتاب الفت و لوح بیاض محبت ہے - قتیلان خنجر ابرو
کے لئے بخشش کا پیام بسملان تیغ نگاہ کے واسطے مرہم زخم التیام ہجوران
دل افگار کے لئے مژدہ آمد دلدار یاران بادہ گسار کے واسطے شراب بے خمار
عاشقان دور از حبیب کے لئے قاصد صبا رفتار - دوستان خوش نصیب کے
واسطے آمد آمد فصل بہار - ہر مطلع مطلع آفتاب سے زیادہ نورانی - ہر غزل
مین مضامین تازہ کی گل افشانی - ہر بیت بیت ابروے خوبان اور ہر مصرع
رشک قد محبوبان - ہر شعر کا نرالا ڈہنگ - ہر بیت مین نیا رنگ - ہر شعر
فرقت زدگان دور از یار کو تسلی بخش پیام - ہر بیت مقیمان کوے دلدار کو شراب
مواصلت کا جام - ہر فرد لطافت مضمون مین طاق - ہر شعر نزاکت مین شہرہ
آفاق - شوخی اس انداز سے جھلک دکہاتی ہے کہ ہر شعر پر نکتہ فہمان معنی
رس کی جان جاتی ہے - جسنے کوئی مصرع سنا سر دہنا خصوصًا عاشقان
دل از دست دادہ کی تو جان ہے غزل کی غزل ورد زبان ہے ایک طرف
بندش مضمون واہ واہ کہواتی ہے - دوسری طرف سلاست زبان تڑپاتی
ہے - کلام کیا عنبر بار ہے جسنے دلی سے کلکتہ تک سبکو معطر کر دیا ہے
شمالی ہند سے دکن تک ہر کہ و مہ کا دماغ اپنی خوشبو سے بہر دیا ہے -
اعجاز کہون تو بجا ہے سحر سامری لکہون تو روا - مخمس کیلئے پنجۂ حنائی سے
بہی زیادہ روشن - مسدس ہر ہفت آرایش سے مزین - قصیدہ بلندی

شان و شکوہ سے فلک ہفتمین پر ٹکراتا ہے - ہر مصرعہ رباعی اپنے آپ کو بجاے خود ایک عنصر بناتا ہے - غرض اِس صاحب کمال نے قلم توڑ دیئے اونے اونے شاگرد صاحب دیوان کرکے چھوڑ دیئے - بھلا جب ایسا کلام فصاحت مرام ہو تو کیون نہ خریدارون کا اژدحام ہو - الٰہی جب تک بلبل کی زبان پر نالہ و آہ ہے - ہم شاگردون کے سر پر سایۂ اوستاد عطوفت پناہ رہے - این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد فقط

## تقریظ از نتائج افکار جناب سید جلال عظیم آبادی عاشق کلام فردوسی طوسی شاگرد جناب مصنف سلطان العالم حال مقیم قصبہ بہیری ضلع بمبئی۔

بنام ایزد بخشایندہ بخشایشگر

افدستاے گرامی نامہ مہتاب داغ کہ از نسیم نامی فرجیشوران فرجیشور فرزآباد دانش پژوہ کہن ہستور زفان اردو جہان جہان اوستادیش راختوکالبد سخنوری را روشن روان - نغمہ آموز ہزاران گلستان ہندوستان کیوان ایوان روشن دل و روشن دماغ نواب مرزا خان داغ دہلوی ہستیش را ایزد برتر روز افزون گرداناد
از ننگ شاگردانش سیّد جلال عظیم آبادی

| | |
|---|---|
| سرِ نامہ چون خامہ سر مے کنم | ستایش نہ داداردر مے کنم |
| خدائیکہ مہتاب را تاب داد | ببیمین ایاغ آن مے ناب داد |

نمایان یکی داغ بر روی او — که باشد درابنده نیکخو
بلند آسمان برین جای او — یکی گردگان گرد پهنای او
نه این داغ تنها گزین خداست — همانا که مهر نگین خداست
بگل تر تو شش باغ باغ آمدست — دل اهل دل داغ داغ آمدست
تو گوئی دل ماه تابان شده — ز خیبر بجنا ور نمایان شده
ازو آسمان راست آرایشی — وزو این جهان راست آسایشی
چراغی برافروخت بر آسمان — فروغش فروزنده روی جهان
خدا را که همتا و مانا بود — بهنا بود و نیمها توانا بود
اگر مهر و ماه است گیتی فروز — یکی را شب آمد یکی راست روز
دو روی و دو سوی ست هنگام را — یکی بهر چالش یک آرام را
ز کیوان و برجیس و بهرام و تیر — ز ناهید زیبنده چرخ پیر
ز فرنوش و ارنوش و چار آیسیج — ز تری و خشکی و کوه و خلیج
دگر هر چه از نیستی هست شد — ز فرمان او به تر و پست شد
بد و نیک یکسر ازو آمدست — اگر چه بد او نکو آمدست
ستایشگرش نیک جان و تن است — نیایش گرش هر دل روشن است
زهی آن گزین جهان آفرین — فرستاده از آسمان بر زمین
هر آن کس بنزد خدا بهتر است — ز پیغمبر هاشمی کهتر است

خهی ماه تابندهٔ بر زمین
که خاکش بوسد سپهر برین

زمین خاکپا زیست خردیش را
نهم چرخ جاے بزرگیش را

چه او را ستائی نوای خود ستای
بدشوار راہے منہ پیش پای

تو موسیٰ نئی ہے که با ہوش باش
زبانت بگیرند خاموش باش

پراگنده شد پیچ دستار ما
ز پرکار افتاد پرکار ما

درود از خداوند گیهان برش
بود قشرهٔ ایزدی برسرش

بیاران و بر پیروان سترگ
بر آن نامبردار تخم بزرگ

بمانا و آن سایهٔ پایدار
که پیغمبرا زا بُد از کردگار

تماشاے خوابیده ره دلکش است
شب ماه شبدیز راندن خوش است

کشایم زبان را برنگ نوی
دری اندر و گونهٔ پهلوی

ببخشم جهان را هم از پنج گنج
که شادی گدا راست شه راست رنج

بیا ای بت ماه پیکر بیا
که از رنج و اندوه گردم رها

چمانی بیا ساده پرکار من
بهپہلوے من آے و شو یار من

یکے بلبلی از مے ارغوان
بده تا دل پیر گردد جوان

چو بینم مے و ما ہوش را بکام
نخستین خورم بس سپر ز جام

چو بینم بدست تو ساغر خورم
زسوز کیان و کے بیاد آورم

سپه مستیم دور دارد ز رنج
یک آسایم اندر سراے سپنج

تراشیده ام خامه از مشک بید
نویدے بامیدواران نوید

زخوبان هندی و ترکان چین
ز دوشیزهٔ وریدک نازنین

ز بالابلندان افغانیان
زخوشرو جوانانِ ایرانیان

ز نازک نهالان باغِ فرنگ
ز رومی پریزادگان شوخ و شنگ

هم از سروِ سیمینه شیرازیان
ز خُلّخ ز کشمیر و از تازیان

کنون نام بُردن ز بی آگهی است
دگرنه دو چشمان ز بینش تهی است

نماند ز باغ جهان با بهشت
نگه کرده باید بدین خوب و زشت

که مهتاب داغست مینو سرشت
همانا جهازاست خُرم بهشت

بهشت اندرون کاخهای بلند
که از گرم و سردش نیاید گزند

سراسر همه رنگ و بوے و نگار
پرستار مهر و هزاران هزار

بگرد اندرش باغها پُر بهار
ز گلبن هزاران بر آن صد هزار

خیابان خیابان گل و یاسمن
چمن در چمن لاله و نسترن

خزان اندرین باغ ننهاده پی
که اُردی بهشت است اینجا نه دی

شگفته هوا بشگفاند همے
ز هر رنگ گلها دماند همے

بهر سو ز جوے مے و انگبین
لبالب بدستِ بتان ساتگین

نه در روزِ تابش نه شب تیرگی
خرد چشم پوشیده از خیرگی

کسے را که هست اخترِ ارجمند
نه واژو نه اختر نه بختِ نژند

نبرد کو تماشاے مینو کند / وزان پس بدیدارِ شان خو کند
چه خوش گفت گوینده در رزم سو / جهانے نیرزد بیک موے حور
جهان این پری را خریدار شد / چه گویم چسان گرم بازار شد
فرو هشته گیسوے او از سرست / سراپاش مشکین پرند اندرست
سفیدست گردن چو دندانِ پیل / نمایان یکے فرسخے از دو میل
بپیشانیش ماه را بوسه گاه / گدارا کند بوسه اش بادشاه
ز رم ابروانش که پیوسته اند / تو گوئی دو خنجر بیک دسته اند
چه مژگان سنانها بر افراشته / هژبران از روے برگاشته
سیاهان خول دو چشمِ سیاه / ستاره بریزد به تیز نگاه
ز بینی دو بالاست خوبینیش / ازین رو نگوید کسے چینیش
چنان گوشش از آویزهٔ گوشِ او / همے ریزد اختر ز آغوشِ او
رخانش تر و تازه چون لاله زار / لبانش شگفته گل اندر بهار
دهانش یکے جامِ پر گوهرست / هم از شاخ طوبی زبان کیسرست
زنخدان چو خوش رنگ سیب بهشت / گلویش خوش آواز ایزد سرشت
چگویم بر و بازوے و دوشِ او / جوانی زند جوشِ آغوشِ او
نگارین هم آن پنجهٔ نازنین / خوش آینده گلدستهٔ فرودین
دو پایش بچشم و دلِ دوستان / نماید چو سرو اندرون بوستان

چو نخل بهشتی ست بالای او — ز بالا بلند ان نه همتای او
چنانش جهان آفرین آفرید — که کس در جهان هیچ نشنید و دید
بکارش بسا سال پرداختند — سراپا ز ناز و ادا ساختند
خوش آنانکه یوسف بزر میخرند — خرنده بجان و بسر مے خرند
گداز دل و سوز و ساز منش — بصد سوگواری سر سرزنش
ابا سوگوارش خوش آینده تر — که مهرش هما ناست پاینده تر
یکے مژده آوردم از بوستان — بر آمد امید دل دوستان
که این نامهٔ نامبردار گنج — فراهم نموده به بسیار رنج
ز پرکار استاد مرد کهن — سر انجام شد کار این انجمن
زباندان آسیم روشن روان — بهین پیشوای سخن پروران
بهوش آورد پیکر هوش را — ز کرسان دهد آگهی گوش را
خدایش که چالاک و چست آفرید — ز هوش نخستین نخست آفرید
که هستور اردو زبان آمدست — زمینش بلند آسمان آمدست
بخوانند نواب مرزا ورا — برای دشوار اندیشه را
سخنور بخوانند استاد داغ — دماغ خرد را بدانش چراغ
خدا ارجمندش چنان آفرید — نگون شد سرش هر که زو سر کشید
هم از تخمهٔ مرزبان زاده است — جوانمرد و خوشخوی و آزاده است

نژادش پدر بر پدر نامدار　　نهادش بخوبی خداوندگار

بگیتی ز نام و نشان روشن ست　　تهمتن تن ست و بدل بیژن ست

ز شیوا بیانی بدفتر گذاشت　　نزاید هنر نه جید هنر نه تید هنر بدبه آشت

که از بیم دریای کولاک زن　　گریزد با بر اندرون کرگدن

بمردی نگاور بر انگیخته　　که از ریخته سنگ ره ریخته

جهانی ز خاشاک و خس سوخته　　چراغ دلی را برافروخته

چه گل گل شگفت ست گلشن ازو　　وزو آرزوی دلِ آرزو

ازو میرزا میرزائی بماند　　که در نامه اش دلکشائی بماند

وزو میرزا دست فرزانگی　　وگرنه چه بودی بدیوانگی

ازو نام مظهر هویدا شدست　　وزو در دُرا نام پیدا شدست

هم او نازشش خاندان نصیر　　هم او روکش شاه اُستاد پیر

چو دیدش سخن راست و هم چو　　بنازید خاقان هندی بدو

چو گلبرگ داغش که بُد شش هزار　　سخن باغ باغ اندرو پُر بهار

بتاراج رفت ست ز آشوب هند　　نشانش نه پیدا به بنگال و سند

دریغا که سرمایهٔ نازِ ذوق　　نهان شد چنان گشت انبازِ ذوق

از آن پس بگفت ست گلزار داغ　　که راهِ سخن راست روشن چراغ

دگر آفتابست با داغ نام　　که خورشید رخشنده او را غلام

چو فیروزی داغ آمد از کلک او　شد از نالهٔ بلبلان رنگ و بو

کنون این مه آسمان جایگاه　کلاهش ز خورشید و تختش ز ماه

بگردند گردون بگرد سرش　درخشنده اختر ببر اندرش

خدایش نگهدارد از چشم بد　پناهش ز دادار یزدان رسد

درین نامه گوئی روان گردهاست　که این خرم آباد و مینو فزاست

به افرنجه و جرمنش خواستار　گروه دانش آموز شد هر دیار

زهی اوستاد سخن آفرین　نگارش بود رشک ارژنگ چین

بهر رنگ مستور رنگ آمدست　کجا زهر دندانش سنگ آمدست

به اختر اگرسے خرد چرخ پیر　بسر پایه اش دشت ناکرده گیر

چو شاگرد شد شهریار دکن　یکی چشم بگشا بکار دکن

که از خانه پروردگان کهنش　گشاده زبان از زرِ نشترش

که این تاج شاه است و استاد شاه　اگرچند باشند با فر و جاه

در آن آتش رشک بسوختند　دهان دریده نه میدوختند

بصد گرز پرزی دیده ها دوختن　یکی آتش فتنه افروختن

چو یکچند زینگونه شد روزگار　برآمد ازان روسیاهان دمار

درآمد به بخشایش بی نیاز　نیایش کنان سرکش سرفراز

همه سرکشان تا خمیده بسر　ستایش کنان دست بر سینه بر

ز ناگفتنیها بیک سو شدند / بنادانی خویش خستو شدند

از آن لیک مشتی فرومایگان / پدر بر پدر خوار و کم پایگان

ز بد دست هرچند برداشتند / نهالی ازین دست برکاشتند

دم عیسوی را شمارند باد / دل مرده خویش را زنده باد

ازین روست کز سفلی روزگار / فتادند در پنجه گیر و دار

بزرگی و بدگهری کرا کردگار / نکوهیده او و بد خوار و زار

چه خوش گفت آموزگار این سخن / بجای بزرگان دلیری مکن

بزرگی سراسر بود داد او / هم او داور و آباد و برباد او

زهی داغ چرخ برین جای او / دل ماه تابان ته پای او

بهرّاے آوازه کوس او / همین چرخ باشد زمین بوس او

بدان اندر فربهی رانده اند / بسا کو زبر گنبد افشانده اند

به بدگفتن چند بدگوهران / کجا بد شود نام نام آوران

ستایش سگان را بود همچنان / که سگ پاک گردد نه از گازران

نه سگ را توان گفت انباز شیر / که قالین نبافند از پشم کیر

به تندر نماناست بانگ جرس / چه خفته چه بیدار گیر مگس

چه ماند به آذرگشسپ اخگری / خر لنگ و شبدیز چالشگری

یکی بی هنر کودکی خردسال / چه داند که استاد سید جلال

که باشد کرام ست و آن مرد کیست — چه دارد هنر پایگاهش ز چیست

شگفتی نباشد بغوغاے سگ — دلیران ما را نجنبید رگ

که ما شیر مردانِ یزدان پرست — بخونِ پلیدان نشوییم دست

نوازیدنِ کهتران خوے ما — چو گلها شگفته بود روے ما

بما هرچه آید همانا ز ماست — مبادا سرِ ما بدانند پاست

چه خوش گفت فردوسیِ راززن — خداوندِ دانش خداے سخن

سرِ ناسزایان برافراشتن — وز ایشان امیدِ بهی داشتن

سرِ رشتهٔ خویش گم کردن ست — بجیب اندرون مار پروردن ست

درختی که تلخ ست وی را سرشت — گرش در نشانی بباغ بهشت

ور از جوی خلدش بهنگام آب — به بیخ انگبین ریزی و شهد ناب

سرانجام گوهر بکار آورد — همان میوهٔ تلخ بار آورد

بعنبر فروشان اگر بگذری — شود جامهٔ تو همه عنبری

وگر تو شوی نزد انگشت گر — از و جز سیاهی نیابی دگر

ز بدگوهران بد نباشد عجب — نشاید ستردن سیاهی ز شب

بناپاکزاده مدارید امید — که زنگی بشستن نگردد سفید

ز بد اصل چشم بهی داشتن — بود خاک در دیده انباشتن

به ایزد کنون خاکساری کنم — سرانجام از و خواستگاری کنم

خدایا نکوئے دہ داورا | پناہندہ مہترا یاورا
سرانجام بہ باد این نامہ را | مبادا نکوہش بود خامہ را
دہد ماہ را داغ مہتاب داغ | خوش آیندہ گرد چو زرین ایاغ
نگارندہ گونہ گون نگار | بود تا بود مہر و مہ برقرار
بنام آوری و زبان آوری | بسروز گیہان پی داوری
جہان داورا مر ستایش سزاست | کہ بندگان را کشایش سزاست
مرا پاک کردی ز ناخواندگی | توانا نمودی ز وا ماندگی
بپیچارگیہا نیایش کنم | بہنگام شادی ستایش کنم
ہمیدون کہ خشت ست بالین من | ز خار و ز خاشاک قالین من
خرد را سوے تیرگی راہ شد | ازین و ازآن دست کوتاہ شد
پریشان دماغ و پراگندہ دل | فروماندہ یکبارہ پایم بگل
دریغ این بر و بازوی چندری | دریغا دریغا ز والا سری
کجا آن ہمہ ناز و آزادگی | خداوندی و مرزبان زادگی
اگر خود ظہوری بباشم چہ سود | ہم اورا بگوبیند بود آنچہ بود
پریشان گہرہا نیارست سفت | مگر آنچہ استاد دیرینہ گفت
سخن گفتن و بکر جان سفتن است | نہ ہر کس سزای سخن گفتن است
نگہدار آہنگ سید جلال | خدا لے تو یارست چندین مثال

| | |
|---|---|
| زانجامش سال وسال شمار | شمردم باندیشۂ روزگار |
| سر انجام نامہ درین سال بد | مہ چار دہ چند ہر ہفت شد |
| | سنہ ۱۳۰۹ ہجری |

تقریظ از نتیجۂ فکر میرزا محمد مشرف یار خان صاحب متخلص بہ (شرف)
از عمایدِ ریاست جاورہ شاگرد حضرت داغ مدظلہم

یہہ کیا کہا کہ داغ کو پہچانتے نہین
وہ ایک ہی تو شخص ہے تم جانتے نہین

اِسوقت مین اپنے نامی گرامی اوستاد حضرت نواب میرزا خان صاحب داغ دہلوی مدظلہم کے تیسرے دیوان اسمی مہتاب داغ پر ایک سرسری خیال ظاہر کرنا چاہتا ہون - میرا پہلا فرض یہہ ہوگا کہ عام طور پر مہتاب داغ کو ایک لاجواب کتاب لکھکر اپنا اطمینان نہ کرلون بلکہ ایک ایسی تصویر کھینچون جو اپنا ظاہری اور باطنی جوبن ایک ہی جلوے مین دکھادے -

مہتاب داغ ایک وسیع بازار ہے - اسکی ہر عالیشان - اسکی شاندار المباریونکا سجا ہوا قیمتی سامان - درد - عشق - سوز - عبرت - معاملہ - زبان اور اسکے بے انتہا سڈول سانچے - غزل - قطعہ - رباعی - مسدس وغیرہ دل پر ایک عجیب قسم کا اثر کرتے ہین - اونچی اونچی میزون کے اچھے اچھے سامان اسلئے مکلف غلافون سے ڈہک دیئے گئے ہین کہ اُنکی حسرت دیدار

خریدار کو آگے قدم نہ بڑھانے دے۔ الماریون کے دروازے کہولکر دیکہیے ٥
کہٹا ہین برق جو چمکی تو یاد آئی اُسکی وہ ادا پردہ اُٹہاکے آنے کی
تو ہر شئی اپنے نظارہ کی مقناطیسی قوت سے دل کو کہینچ لیتی ہے اور دیکہنے
والی کی آنکہہ کا یہہ نقشہ ہے کہ اُسی حد مین ایک عرصہ تک چکر کہانے مین
دریا کا بہنور بنجاتی ہے شرف ٥
پہرا کرتی ہین حلقہ مین شب و روز مری آنکہین مسافر ہین وطن ہین
لیکن ابتک یہہ امر تنقیح طلب ہے یعنی ہنوز کامل طور پر اس امر کی تشریح
نہین ہوئی ہے جسکے اظہار کا وعدہ ہو چکا ہے اسلئے دوبارہ مین مہتاب داغ
کو کسی اولی العظم بادشاہ کی سیر کا خوشنما گلدستہ قرار دیتا ہون اور یہہ کہنے
کی قدرت رکہتا ہون کہ کوئی مسکرانے والا غنچہ ایسا نہین جو اس مین نہو
اور نہ کوئی ہنسنے والا پہول ایسا جو اس سے باہر ہو حقیقت مین ہر پہول کی
قدر اُسی مالی کو ہے جسنے اسے تیار کیا یا اُس ذیجاہ کو جسکے لئے تیار کیا
گیا مصرع ہے ٥ قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری ٥ مگر مین جسقدر
خیال کرتا ہون تو میرے اُستاد مدظلہم کی بانکین تصنیف اپنے دلچسپ مضمون
دلکش اشعار اور نازک خیالات کی داد مین مجہہ سے وہ لفظ مانگتی ہے
جو میرے پاس موجود نہین اور نہ شاید آئندہ مین مہیا کر سکون القصہ
اس امر پر ایک عالم کا اتفاق ہے کہ ہندوستان مین آجتک کسی کتاب

گو ایسا فروغ نہوا سچ ہے! سچ ہے!! سچ ہے!!!

الحمد للہ کہ یہہ ملک کا سرمایہ ہماری بے انتہا خواہشون سے آجکل زیر طبع ہے اور عنقریب ہمارے گلون کی حمائل بننے والا ہے آخر مین بارگاہِ صمدی مین یہہ دعا ہے کہ اِس یگانۂ روزگار کو عمرِ خضر عطا فرماے اور تھوڑے ہی زمانہ مین ہم پہر سنین کہ حضرت داغ مدظلہم کا چوتہا دیوان جلوہ آرا جہان ہونے والا ہے فقط

اُردو ہے جسکا نام ہمین جانتے ہین داغ
ہندوستان مین دہوم ہماری زبان کی ہے

---

**تقریظ از جناب عالم باعمل فاضل اکمل مجمع علوم معقول و منقول منبع فروع و اصول ماہر ہر فن مولوی منشی ابو الجمیل محمد عبد الجلیل صاحب شیفتہ بہگوانپوری مظفرپوری ضلع ترہت**

---

جہان مثلِ زلیخا مشتری تہا جن مضامین کا
تماشا ہی وہ یوسف بنکے ہین بازار مین آئے

اللہ اللہ کیا کلام فرحت التیام ہے جو منتخب ولاجواب لاکلام ہے سُبحان اللہ دیوان ہے یا بلاغت کی کان ہے ہر شعر بے نظیر ہر ایک غزل دلپذیر ہر قطعہ خوش قطع گویا زبانِ ہزار داستان قطع کرتا ہے بندش چست عبارت صاف و درست فکر بلند زبان شستہ و دلپسند سراپا آمد آورد ندارد۔

تکرار الفاظ کیا خوب روزمرہ کیا ہی مرغوب کہین نعرۂ عاشقانہ ہے۔
کہین لشکر مستانہ ہے کہین آتش و ناسخ و اسیر و صبا کا رنگ ہے۔
کہین غالب و ذوق و نسیم و سودا کا ڈہنگ ہے۔ کہین میر تقی میرزا
و میر درد کا انداز کہین مومن و آباد و میر حسن و رند کا پرداز
ہر فرد بشر قطعۂ زمین پر مسرور ہے اس بہجت و انبساط کا شہرہ دور دور ہے
ہر مصرع بادۂ سخن کی ایک بوتل ہے جسنے ایک جام پیا وہین مست و بیخود
ہوا جو اس سے محروم پہرا ہمیشہ کف حسرت و افسوس ملتا رہا کیون نہو
یہہ اُس شاعر عالی شان بلیغ البیان حضرت داغ دہلوی کا کلام بلاغت نظام
ہے جسکی اطراف عالم مین دہوم دہام ہے آج کون ہے جو آپکے کمالات
شاعری سے واقف نہین اور سوسن وار ہزار زبان سے آپ کے فصاحت و بلاغت
کا واصف نہین حضرت مدظلہ کو ابتدائے شعور سے ذوق و شوق شعر و سخن ہوا
بفضلہ اس فن مین یدطولی حاصل کیا کبہی فکر شعر و سخن مین دقت نہ پڑی
اِدہر احباب کی باتون پر کان اُدہر مضمون رنگین کا دہیان اِدہر باتون کا جواب
اُدہر شعر لاجواب غرض دیوان اول و دوم آپ کا تو مدت ہوئی کہ چہپکر
ہدیۂ ناظرین ہوا اب یہہ تیسرا دیوان ہے فعززنا بثالث جسکا زیب عنوان
ہے کہان ہین مشتاقان زلیخا نگاہ اِدہر تشریف لائین عزیز مصر شاعری کی
گرم بازاری ملاحظہ فرمائین شش جہت مین غلغلۂ شادمانی بلند ہے اس

نوید سے ہر اہل دل خرسند ہے الغرض اس شاہد ہوش ربا کی تعریف خداوندان سخن سے محال ہے مجھ ایسی کج مج زبانون کی تو کیا مجال ہے سچ ہے کہان حضرت داغ کی آتش زبانی کہان شیفتۂ دلخستہ کی آشفتہ بیانی لہذا اب مین قطع کلام کرتا ہون اور اس قطعۂ تاریخ پر اختتام —

**تقریظ نتیجۂ طبع عالی جناب مولوی حکیم وکیل احمد صاحب عاجز سکندرپوری نائب صوبہ دار صوبۂ شمالی ممالک محروسہ سرکار عالی گورنمنٹ نظام دکن**

ز ہر سو خورد در گوشم من آواز — کہ داغ از نغمۂ نو گشت دمساز
بحرفی دفتر معنی کشادہ — فصاحت را صلاے عام دادہ
چو این مژدہ ز ہر سو در شنفتم — چو گل در گلشن معنی شگفتم
بدل گفتم بلے او نکتہ سازست — کزو در طبع معنی نیز رازست
ازو باشد مضامین را بلندی — وزو قدر سخن را ارجمندی
غزل را از سر نو تازگی داد — فصاحت را بلند آوازگی داد
ز طرز دیگران تا دل بپرداخت — سخن را از نوی سامان نو ساخت
ز طرز نو کہ آراید سخن را — نیاراید کسے روے چمن را
نگہ از نکتہ اش ہنگام دیدن — سپند آسا کند شوق طپیدن
سلامت گوہر آمائی بیانش — فصاحت نکتہ پیرائی زبانش

حلاوت از مضامینش عسل جوش — صفائی از کلامش مه در آغوش

بهار آیینه دار گلشن او — تجلی محو راز روشن او

حدیث هجر معشوق ار نگارد — بزاهد حرف او شمشیر بارد

ز بیتابی چو میگردد سخن ساز — کند از شرم رنگ برق پرواز

اگر از یاس گردد نکته پرداز — در آید شکل نومیدی بپرواز

ز وصل یار چون گردد سخن ساز — پری آید به پیشش جلوه پرداز

ز راز عشق چون لب را گشوده — کلامش عشوه شاهد نموده

غلط گفتم بمعشوقان طناز — بیاموزد بیانش عشوه و ناز

نزاکت از کلامش تا دمیده — عرق سان رنگ روی گل چکیده

ز عشق و عاشقی افسانه دارد — همه تقریر مشتاقانه دارد

دمی کو بیخبر از عشق بازیست — ز حرف او بدلها سحر سازیست

بعشاق از بیانش بیقراری — بدلها از کلامش دلفگاری

همانا عشق زاید از بیانش — تو گوئی درد خیزد از زبانش

کلامش چون دل داغ آتش فشانست — پسند خاطر گل پیکرانست

کجا عاجز که فکر ناقص او — بگردد از کمالاتش سخنگو

نه پنداری که این معنی طرازیست — بیداری پیشش تو افسانه سازیست

نباشد تا بدل داغی چو مهتاب — نیاید بر زبان مضمون نایاب

بسازم بر دعا انجام تقریظ
بدو شاید مگر فرجام تقریظ

بگردون تا بود مہتاب روشن
بود اسرار پاکت لمعہ افگن

نمائد در جہان تا داغ مہتاب
نمائد چشمۂ فیضت پر از آب

## تقریظ از نتیجۂ فکر گوہر بار جناب فیروز شاہ خانصاحب متخلص بہ فیروز رامپوری شاگرد جناب مصنف

شب ہجوم یاس میں بیٹھا تھا مین
چھا گئی غفلت سی مجھپر ناگہان

جیسے دیکھا جسطرف بھر کر نظر
ہوگئی ہر چیز آنکھوں سے نہان

رنج و غم کی رو سے چرخ پیر پر
چار سو چھائی ہوئی تھیں بدلیان

عالم ہو ہر طرف آیا نظر
گھر ہی کیا سنسان تھا سارا جہان

شب تھی یا قہر خداوند قدیر
رات تھی وہ یا بلائے ناگہان

مین تھا اور میرا دل ناشاد تھا
اور درد و غم تھے اسمین میہمان

خرمن ہستی میں لگجاتی تھی آگ
جب چمکتی تھیں فلک پر بجلیان

میرا غمخانہ جلانے کیلئے
آگ برسانے لگا تھا آسمان

دیکھکر عالم شب تاریک کا
رک گئی تھی خوف سے عمر روان

تھا اندھیرا گھپ کچھہ ایسا وہان
تکتیں آنکھوں میں چھپ کر پتلیان

چلتے چلتے تھم گئی باد صبا
بہتے بہتے رک گئی تھیں ندیان

رک گئے تھے دور سے لیل و نہار
تھم گئے تھے چلتے چلتے آسمان

اُڑ گئے تھے دل سے میرے دفعتہً
صبر و ہوش و طاقت و تاب و توان

کیا کہون طبعِ حزین کا حال آہ
کیا سناؤن دردِ دل کی داستان

بڑھ گئی تھی ناتوانی اسقدر
کر نہین سکتا تھا مین آہ و فغان

شور برپا تھا تنِ مجروح مین
دل سے آتی تھی صدائے الامان

بسترِ غم پر پڑا تھا مین ملول
دل شکستہ خستہ خاطر نیمجان

تھا غم و اندوہ کا مجھپر ہجوم
اور مین ناچار بیکس ناتوان

ناگہان آہٹ سی آئی کان مین
آتے دیکھا اپنی جانب اک جوان

مینے دی تعظیم پوچھا اُسکا نام
بولا وہ مین ہون خیالِ شاعران

اِسلئے آیا ہون تیرے پاس آج
کان رکھکر سُن ذرا میرا بیان

حضرت **داغ** سخنور نکتہ دان
جنکا سُلطانِ دکن دام اقبالہ ہے قدردان

تیسرا دیوان اُنکا چھپ گیا
اور طاری تجھپہ ہے خوابِ گران

کیا نہین کچھ تجھپہ اُستادی کا حق
پوچھنے آیا ہون یہ تجھسے یہان

ہے اگر کچھ پاس شاگردی تجھے
چاہیئے اسوقت تو ہو مدح خوان

سُنتے ہی اس مژدۂ جانبخش کو
کھل گئی میری طبیعت غنچہ سان

ہو گئے کافور سارے درد و غم
ہو گیا آنکھون سے وہ عالم نہان

گدگدی سی دل مین کچھ ہونے لگی
سینے مین کرنے لگا دل شوخیان

خاطرِ افسردہ مین آئی بہار — طبعِ رنگین نے دکہائین تیزیان
پہر اُٹہایا مینے کلکِ دُرفشان — یون ہوا تعریف مین رطبُ اللسان
خلق کہتی ہے تجہے معجز بیان — تو ہے بیشک بلبلِ ہندوستان
تجہکو کہیے انتخابِ روزگار — تجہکو کہیے رونقِ بزمِ جہان
تجہکو کہیے شمعِ بزمِ کائنات — تجہکو کہیے تاجِ فرقِ شاعران
تجہکو معشوقون کا کہیے دلنشین — تجہکو کہیے سرگروہِ عاشقان
ذہن ہے یا شاہدِ گل پیرہن — ہے طبیعت یا بہارِ بوستان
ذات تیری ہے مجسّم لطف و خلق — مہر پرور مہر گستر مہربان
نام لیتے ہین ترا تعظیم سے — اہلِ فن اہلِ سخن اہلِ زبان
جانتے ہین تجہکو اپنا پیشوا — اہلِ دل اہلِ نظر اہلِ بیان
آج تجہسا شاعرون مین کون ہے — نکتہ سنج و نکتہ پرور نکتہ دان
تجہسے خالق نے کہان پیدا کیے — تیز فہم و تیز طبع و تر زبان
سنتے ہی جی اُٹہتے ہین تیرا کلام — نیم بسمل نیم کشتہ نیم جان
شاعرانِ دہر کہتے ہین تجہے — خوش مزاج و خوش زبان و خوش بیان
لاکہہ چکر کہائین یہہ لیل و نہار — گردشین لاکہون کرے یہہ آسمان
دوسرا پیدا ہو تجہسا دہر مین — یہہ توقع اب زمانے سے کہان
تجہسے خوش اخلاق اب ناپید ہین — تجہسے خوش اوصاف دنیا مین کہان

میں سمجھتا ہوں تجھے جان سخن / تو ہے فن شعر کی روح رواں

جب سنے تیرے مضامین گرم گرم / سوزنی کے دل سے ہی اُٹھے دھوان

زلف و رخ کے تو نے جب مضمون لکھے / سنبل و گل کی اُڑائیں ہچکیان

جب سنی تیری زبان سے اپنی مدح / اور بل کرنے لگی زلف بتان

شاعرون نے جب سنی تیری غزل / رکھی انگشت حیرت در دہان

آجکل ایسی زبان کسکو ملی / ایسا پایا ہے کسینے کب بیان

کچھہ اکیلا مدح خوان مین ہی نہین / اک زمانہ ہے مرا ہمداستان

عرشی و فرشی ترے مداح ہین / تجھپہ نازان ہین زمین و آسمان

تیرا دشمن ہو ہمیشہ پائمال / ہو ترا بدخواہ مطعون جہان

تیری ہر آفت ترے اعدا کے سر / ہر بلا تیری نصیب دشمنان

تیرے اعدا کو ترے حسّاد کو / کہتی ہے تقدیر خاکش در دہان

تیرا حافظ ہے خداوند قدیر / تیرا حامی ہے شفیع عاصیان

کیا کرے تعریف فیروز حزین / کیا کہے آگے زبان بے زبان

طبع دیوان کی خبر جسدم سنی / جوش مین آئی مری طبع روان

عیسوی ہجری یہہ دو مصرع ہین / ذہن مین اسطرح آئے ناگہان

ماہتاب داغ ہے رنگین چمن / ہے کلام داغ ماہ آسمان

١٨٩٢ع / ١٣٠٩ھ

## تقریظ از نتایج افکار محمد غالب مرزا صاحب مرادؔ تخلص برادرزادہ وشاگرد جناب مصنف مدظلہ العالی

| شہرت ہوئی جہان مین مہتاب داغ کی | گھر گھر ہے روشنی اِسی روشن چراغ کی |
| --- | --- |

اللہ جل شانہٗ کی حمد کا تبرکاً لکھنا اتنا ہی کافی ہے کہ اُسنے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ اور زبان کو سخن سے اور سخن کو معانی سے آراستہ فرمایا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کا تیمناً تحریر کرنا اسیقدر بس ہے کہ اُنہون نے رحمت للعالمین کا خطاب پایا۔

آل و اصحاب رحمت اللہ علیہم اجمعین کے محامد اور انسان کی زبان کجا زمین کجا آسمان

حضرت داغ دہلوی کا تیسرا دیوان۔ اِسکی تقریظ لکھنے کا ارمان۔ اور مجھہ سا کس مپرس و ہیچمدان۔ یہہ بھی خدا کی شان۔ بات کرنی آتی ہی نہین سخن آرائیگا خیال ہے۔ واقعی ہرکس بخیال خویش خبطے دارد۔ کی مثال میرے حسب حال ہے ایسے بے مثال کلام کی تقریظ لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ اپنے نزدیک اِسکو بھی لڑکون کا کھیل سمجھا ہے۔ دو حرف لکھنے پڑھنے کیا آگئے ہین۔ کہ زمین و آسمان سر پر اُٹھالیا ہے ع دون کی لے رہے ہین یارون مین ؎ ہم بھی ہین پانچون سوارون مین ؎ دراصل مطلب کچھہ اور ہے۔ یعنی شہرت حاصل کرنے کا یہہ ایک نیا طور ہے۔ کہ اِس نامور تصنیف کے ساتھہ اپنی تقریظ لگادی۔ مفت کے پیرایہ مین اپنی فضیلت جتادی۔ کوڑی خرچ ہوئی نہ پیسہ کلام نے طبع ہوکر

سارے جہان مین اشاعت پائی۔ ہلدی لگی نہ پھٹکری مفت کی شہرت ہمارے حصے مین آئی۔ اب دنیا کے نزدیک ہم بڑے عالم و فاضل ہین۔ اگرچہ الف کے نام بے نہین جانتے اور مطلق جاہل ہین۔ میری تحریر بالکل نئی ہے۔ میرے سمجھانے سے سمجھ مین آگئی ہے ورنہ اسکا سمجھنا ذرا دشوار تھا۔ کیونکہ اک مدتکا پوشیدہ اسرار تھا۔ منصفی شرط ہے۔ آپ حضرات کو ہزارہا تقریظین دیکھنے کا اتفاق ہوا ہوگا۔ لیکن اس بات کا سمجھ مین آنا درکنار بلکہ ایسا خیال بھی دلمین کبھی نہ گذرا ہوگا۔ یہہ ہمین ہین جو ایسی باتین مفت مین بتا دیتے ہین۔ کوئی مانے یا نمانے مفت کا احسان جتا دیتے ہین۔ کیون نہ کہیے گا کیسا سچا ڈہکوسلا بنایا ہے۔ اور تقریظ لکہنے کا منشا کیا صاف صاف سمجھایا ہے۔ ورنہ آپ غور فرمائیے کہ اس لاجواب تصنیف کو تقریظ کی حاجت ہی کیا ہے۔ جسکے مصنف کو تمام دنیانے استاد مان رکہا ہے اسکی تعریف کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اسوقت کوئی ایسا سخنور ہندوستان مین کیا تمام جہان مین نہین کہ جو حضرت داغ کو نہ جانتا ہو۔ ایک کوئی سخن شناس اب ہمارے ملک مین نہین ہے۔ جو انکو استاد نہ مانتا ہو۔ چاردانگ عالم نظم مین کوس لِمَنِ الْمُلْک کا ڈنکا بجایا ہے۔ اور اپنے لاجواب کلام سے ملک الشعرا ہونیکا سکہ جمایا ہے۔ بڑے بڑے رئیسان باوقار کے یہہ فن شاعری مین مشیر ہین۔ یون سمجھہ لیجیے کہ اُنکے قلمرو سخن کے بھی وزیر ہین۔ عجب بات ہے کہ مملکت

سخن کے کہین یہہ وزیر ہین کہین یہہ پادشاہ ہین - کیا تماشا ہے کہ آپ
کسی جگہہ پناہِ سخن اور کسی جگہہ سخن پناہ ہین - کشورستانِ سخن کا کلی خود مختاری
انتظام اِنکے ہات ہے - اِنکے نزدیک کسیکو ملک الشعرا بنا دینا کیا بڑی بات
ہے - اِنکی طبیعت کی روانی سے بحرِ سخن کی وہ روانی ہے کہ جسکے آگے بڑے
سے بڑا دریا پانی پانی ہے - زورقِ کلام کے یہہ خدا نہی مگر ناخدا ضرور ہین
کہ ڈوبتے کا بیڑا پار لگا دیتے ہین دور دور مشہور ہین - قطرہ کو دریا بنا دینا
اِنکے اعجازِ بیانی کے آگے ایک ادنیٰ بات ہے - اِسکو اگر آپ باعتبار اِنکے
رسول نہونے کے معجزہ نہ کہین بارے کرامات ہے - اِسمین دلیل کی کچھہ حاجت
نہین - کیونکہ کشورِ معانی مین اِنکے سوا کوئی صاحبِ ولایت نہین - اِنکے بیانیے
اُردو زبان نے وہ نام پایا ہے کہ فارسی کی فصاحت و بلاغت کو ادنیٰ بنا دیا ہے
اللہ رے اعجاز زبان دانی کہ نظم مین اور یہہ سلیس بیانی - جو محاورے روزمرہ
اِنکی نظم مین موجود ہین دوسرون کی مختصر سے مختصر نثر مین مفقود ہین -
اور کیونکر نہون - یہہ زبان کوئی کہان سے لائے - ہیکڑی سے کسطرح کوئی
اہلِ زبان بنجائے - آخر یہہ دِلی کی زبان ہے جہانکا ہر شخص جادو بیان ہے
یہہ بول چال کچھہ ہنسی کھیل نہین - جو یونہین آجائے - یا سُنی سُنائی دو چار
باتین یاد کرنے سے کام نکل آئے - اِسکا آنا دراصل بہت دشوار ہے - یون
آدھا تیتر آدھا بٹیر بولنے کا ہر شخص کو اختیار ہے - جناب مصنف نے اِسی

دیوان مین کیا خوب فرمایا ہے۔ گویا واقعی بات کا نقشہ کھینچا ہے ۔ ؎

| نہین کھیل اے داغ یارون سے کہدو | کہ آتی ہے اُردو زبان آتے آتے |
| --- | --- |

اب مجھہ مین زیادہ لکھنے کی طاقت نہین - لمبی چوڑی عبارت لکھنے کی لیاقت نہین - اسلئے یہہ چند سطرین لکھکر مصنف مدظلہ العالی کی خدمت مین پیش کی ہین - توبہ توبہ پیش کرنا کیسا نذر دین ہین - اگر یہہ نذر قبول ہو میرے دل کا مدعا حصول ہو - رب العالمین مصنف مدظلہ العالی کو با دولت واقبال وعمر طبیعی قایم ودایم تا روز قیامت رکھے - آمین ثم آمین فقط

## تقریظ نتیجہ افکار پُر بہار جناب سید شبیر حسین صاحب متخلص بہ نسیم بہرت پوری شاگرد جناب مصنف مدظلہ العالی

گو مہِ چرخ بھی ہنگام کمال اچھا ہے
میرے مہتاب کا اُس سے بھی جمال اچھا ہے

خداوندا تیرا ہزار ہزار شکر ہے کہ اسوقت ہم اپنی مشتاق آنکھون سے اُس خبر کو دیکھہ رہے ہین جسکے شوقِ دید مین ہر شخص کا دِل آنکھون سے تقاضے پر تقاضا کر رہا تہا - اور آنکھین بڑی آرزو کے ساتھہ کانون کی منتین کرتی تہین - وہ کیا دنیاے سخن کا ایک نیا مہتاب ! نیا مہتاب !! بالکل نیا !!! بہت چمکدار نہایت ہی روشن - وہ مہتاب نہین جسکی روشنی کُل دو فرسخ تک پہنچتی تہی

اور جسکو فقط طلسم کے زور سے حکیم ابن عطا مشہور بہ ابن مقنع نے چاہ نخشب سے
نکالا تہا - وہ ماہتاب نہین جو آفتاب سے کسب ضیا کرتا ہے - وہ مہتاب
نہین جسکے چہرے پر سیاہ بدنما دہبے معلوم ہوتے ہین - وہ ماہتاب
نہین جو اپنے ذاتی نقصان اور عارضی کمال کی وجہ سے روز گہٹتا اور بڑہتا
رہتا ہے - بلکہ یہہ وہ ماہتاب ہے جسکی نورانی اور چمکیلی شعاعین کسی حسین سے
حسین معشوق کے شہرۂ حسن کی طرح مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال
تک پہنچنے والی ہین - یہہ وہ ماہتاب ہے جسکی دلفریب سطح کسی یوسف ثانی کے
چہرے کیطرح داغ عیوب سے بالکل پاک و صاف ہے - یہہ وہ مہتاب ہے
جسکا حسن دلکش حسینون کے جوبن کیطرح ناپایدار و غیر استوار نہین ہے -
یہہ وہ مہتاب ہے جسکا نظارہ آنکہون کو نور دل کو سرور بخشتا ہے -

اس پرانے ماہتاب کی روشنی تو معمولی طور پر صرف آنکہون ہی تک پہنچ سکتی
ہے - مگر اس نئے مہتاب کی روشنی تو ایسی حیرت خیز ہے کہ دیکہتے ہی دیدۂ
حواس باطنی کی آنکہین کہلجاتی ہین - دماغ روشن ہوجاتا ہے - اسکی روشنی
کی نسبت کبہی یہہ خیال ہو نہین سکتا کہ خدانخواستہ یہہ ماند ہوگی یا اسکے سامنے
کبہی کسیکو فروغ ہوگا -

یہہ ہمارے استاد مقرب الخاقان استاذ السلطان دکن بلبل ہندوستان عالیجناب
نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی کا بنایا ہوا مہتاب ہے - وہ داغ جسکی

استادی کے جھنڈے گڑے ہوئے ہین۔ وہ داغ جن کی کاملیت کے سکے بیٹھے ہوئے ہین۔ وہ داغ جنکی شمشیر زبان کا لوہا اساتذہ حال مان چکے ہین وہ داغ جن کو دنیاے سخن کا خدا سمجہا جاتا ہے۔ جنکی زبان دانی۔ سحر بیانی معاملہ بندی۔ مضمون آفرینی۔ نازک خیالی کو سارا زمانہ مانے ہوئے ہے اور جنکی خدا داد طبیعت سے وہ۔ شوخ۔ چلبلے۔ اور نئے نئے مضمون اشعار کا دلفریب جامہ پہنے ہوے نکلے کہ جنکی صورت دیکھتے ہی دیکھتے بے اختیاری کے ساتھہ دیکھنے والے دل پکڑ کر بیٹھہ گئے۔ معاملہ کی باتون کا ایک دلکش ادا کے ساتھہ ہو بہو نقشہ کھینچ دینا۔ اور محاورات کا بلاتصنع اس خوبصورتی کے ساتھہ باندہ جانا۔ یہہ سب باتین کہین آپ نے اور بہی کسیکے کلام مین دیکھی ہین۔ سچ کہیے گا آپکو خدا کی قسم۔ حضرت داغ کا یہہ تیسرا دیوان ہے۔ نہین وہ غیبی الہامات کا ایک نیا صحیفہ ہے جو ابہی ابہی اُنکے پاس نازل ہوا ہے۔ اور اُنکے ذریعہ سے ساری دنیا مین پہیلے گا۔

اِسکے پیارے پیارے جادو بہرے الفاظ۔ اور دل مین چُبہتے ہوئے فقرے کلیجے مین چٹکیان لیتے ہوے چلے۔ اِسکی شستہ زبان اُردوے مُعلّٰی کی جان ہے۔ اِسکے ہر مصرع کی نکیلی ادائین مژگان یار سے تیز۔ اور ہر شعر کے تیور ابروے دلدار سے زیادہ دل آویز ہین۔ سُبحان اللہ سبحان اللہ بس نسیم بس کہانتک آفتاب کو گز سے ناپے گا۔ اُنکی شہرت تیری تعریف

کی محتاج نہین - اُنکی تعریف کا دعوی کرنا چھوٹا مُنھہ بڑی بات کا مصداق بنتا ہے - زمانہ مین وہ کون ہے جو اُنکی شاعری پر ایمان لاے ہُوے نہین ہے - خدا میرے شفیق استاد کو سب شاگردون کے سر پر تا دیرگاہ سلامت باکرامت رکھے آمین آمین ثم آمین -

## تقریظ از نتیجۂ ناثر عدیم المثال روح و روانِ گلشنِ سخن جناب محمد شاکر حسین صاحب نکہت تخلص سہوانی

حمد و ثنا بر اسم حکیمی زیباست کہ بذاتِ خود در جملہ صفات از مثل و مثال مبراست - انسان را مُظہر مَظہر خویش ساخت و بخلعت گرانبہاے اشرف المخلوقات نواخت زبان ہر ملک را رنگ و بوی جداگانہ بخشید و لفظ را مجاورِ درگاہِ معنی گردانید چون شاہدِ سخن را باین پیکر خوش منظر آفرید سبق گشش خرامی داد وکلاہ چار ترکی فصاحت و بلاغت و متانت و سلاست بر سرش نہاد - تاکہ ہر خیال بوضع خویش گرم معاملہ آرائد و بشایستگی و بایستگی تکلم نماند ہمانا حکیم داناست کہ بکار خویش تواناست ناظم بے عدیل است و ناثر بے تمثیل چنانچہ مصرعۂ برجستہ اش برق عالم افروز و مستزادِ او ذو ذنبِ عقل سوز مطلع دلکشش ماہ تابان و مہر درخشان و صنعتِ مدورش گنبدِ گردان بنات النعش یک قطعۂ مختصر از قصیدہ کہکشان است

وصنعت تحتانی و فوقانی او زمین و آسمان ست ۔ اگر نثر مسجع او را کواکب
بر نگارند بہ یکدست و بہ یک قلم تخم روشنی در زمین سخن کارند ۔ غزل متلون
الاوضاع خلقت معنی پیچیدہ دارد کہ کس حاصل مطلب او را نگاشت و نہ نگاشت
رباعی اُسطقسات چار اطراف از اختراعش و فرد روح افراد عالم از ابداعش
مخمس حواس خمسہ کرشمۂ قدرت بالغۂ او و مربع عناصر اربع جلوۂ صنعت کاملۂ او
مثلث موالید ثلثہ و مسدس شش جہت یک نکتہ از کتاب حکمتش و ہرچہ بر
صفحۂ عالم نوشتند و نویسند گواہ الوہیتش سبع او ہفت دوزخ و ثمن ہشت
بہشت ست معشر او عقول عشرہ نام دارد ۔ و تسعۂ او کہ فلک نہم ست
چگونہ کسے حالش در احصار انحصار آرد از ہیبت جلالش قلم در دست کاتب
چون انگشت ششم بیکار و دوات از فرط حیرت دہن کشادہ و سکتہ در کنار
جل شانہ و عم نوالہ ازانجا کہ خداوند عز اسمہ پیغمبر ما را کہ ختم الانبیا
بہ ثنائے مکرم ستود و پیغمبر علیہ السلام اصحاب کبار را بہ محمدت بزرگ
اعزاز فرمود اصحاب بمناقب ثاقب آل اطہار دل بستند و بندرودۂ کمال
اخلاص و اختصاص نشستند بندۂ ناچیز بالتخصیص ہیچو من بے علم چہ کا نشات
دارد کہ در نعت و منقبت و محمدت حرفی از لفظے بر نگارد مگر اینکہ بدعای شیرین
صلّی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم تر زبان شود و مقبول بارگاہ ایزد سبحان
و مورد رحمت ممدوح انس و جان کلک کوتاہ و عمر ناظرین و سامعین دراز باد

و درازی بر طرز و نگر کرشمه سنج پرداز که سومین دیوان اوج سپهر نکته دانی موج
بحرِ خوش بیانی مصباح کاشانهٔ فصاحت مفتاح خزینهٔ بلاغت سیاح دامای سلاست
و سیّاح صحرای متانت مستجاب دعای کلام نمکین و خداداد دولت مذاق شیرین
نازک خیال شیرین مقال جوهر تیغ زبان آوری شمع بزم سخنوری صاحب
طبع سلیم و سلیقهٔ مستقیم دانای حسن و قبح صحیح و سقیم درة التاج سخن پیوندان
زمانه طرهٔ دستار دانشمندان فرزانه بلند فکر عالی دماغ جناب نواب مرزا خان
صاحب **داغ** که در اقران اعظم ست و در امثال مقدم نثرش رونق بازار
نثر شکسته و شعرش در نظم بر روی شعری بسته غزلش مرقع غزالان معنی
پنداشتن مضمون زبون ست و بیت او را بیت العروس انگاشتن ناموزون
زمین سخنش از آسمان چهارم باج میخواهد و پیش المعانی نقاطش مهر چون ماه
شب پانزدهمے کاهد شور ملاحت لیلی شگفته اشعار نمکینش و شهرت رنگ
نباتی شکر فریفتهٔ ابیات شیرینش روانی طبعش سیل فنا در جوش و رنگینی
خاطرش هزاران باغ خلد در آغوش کلام بلاغت نظامش بسا دلپذیر ست و
مثال خوبی خویش را خود نظیر حجاب نقاب از روی اخفا برداشت و بدلفریبی
مجنون عشاق شگفته کلام شیرین قدم همت برگماشت خاطرم حیران ست و
طبعم پریشان که این تازه محبوب را بکدام الفاظ سرایم - و از عهدهٔ تحسینش بچه
حیله بر آیم بوصفش گلزار نیارم که در آن خار ست اگر پرستان نگارم البته

متاع پروازست هر صفحه‌اش بر روی مخطط خوبان حرف می‌زند و هر جدولش بر زلف
نکویان خطی کشد بین السطور چون فرق معشوقان طناز دلستان و هر مضمون شوخ
بسان چلبله محبوب آفت جان خریطهٔ جواهر پر نگارم یا سبد گلهای تر ذخیرهٔ
معانی نویسم یا معدن خوش بیانی رفیق تنهائی عبارت ازین ست باقی
افسانه چنان و چنین ای آه چه میگویم و چه بی راه می‌پویم عجب انسانم
نه میدانم که این بزم سیه چردگان هندی نژادست که از دست شان پیش پا
هر واحد فتنه محشر در فریاد آری دیوان بزم ست و معشوق اُردو اشعارند
که بشیوهٔ دلبری زنجیر پای انظار زند هر مصرع رشک قامت محبوبان و هر بیت
غیرت ابروی خوبان هر مطلع مرهم سینهٔ مجروح و هر مقطع سبب راحت روح
هر تشبیه صورت نمای تصویر سایه دار و هر کنایه ساقی شیشه در کنار هر اشاره
از چشمک خوش نگاهان باج خواه نشست و برخاست هر لفظ سبحان الله و واه واه
هر ترکیب چون موزونی اعضای معشوقان نازک اندام دلفریب و هر ادا شکل غمزهٔ
دلبران شوخ و شنگ غارتگر شکیب واقعی این دیوان عجیب ست اگر راست
پرسی غریب ست جوش فکر مضامین آفرین بر آنست که تار گفتار منقطع نگردد
و مشکی قلم جفت کرده قدم از راه خویش بر نگردد تا که از چار سو شعشعهٔ شاباش
و تحسین و لمعهٔ احسنت و آفرین بر سرم تابد و ذره‌ام توانائی مهر نیمروز یابد
لیکن ع ما در چه خیالیم و فلک در چه خیال تو حکم دل چنین ست خیر اندریست

زیادہ ازین مخروش و خود را بدست کور فہمان مفروش مبادا سخن راست را دروغ
انگارند و امر واقعی را بر مبالغہ محمول سازند و روی گریہ آلود کس خندہ بلب
دوزد و جان ناتوان از آتش غم سوزد ای واے چہ کنم و چہ سازم بقول حضرت
قبلہ تسلیم مغفور مرحوم ؎ کار با دل فتادہ است مرا ز سخت مشکل فتادہ است مرا
ناچار بسخن خیر یاد مے گویم و طرف کوچۂ خاموشی مے پویم بار دیگر حرف نمکین
مے گویم و داد مزہ دارے جویم اگر کسے دست خریداری این آبا در شستن
ابا کشد من و ایمان من کہ تلخکامی حسرت او را کشد قاضی الحاجات مجیب
الدعوات این طفل نوبپا آمدہ را بالتیسر طبعی رساناد و پدر عالی قدرش را از
حوادث زمانہ محفوظ داراد بحرمۃ محمد صلعم و آلہ الامجاد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
وسلم کثیر کثیرا

**تاریخ چھاپنے دیوان مہتاب داغ از نتائج افکار سخن طرازان عالی دماغ بحساب حروف تہجی**

**قطعہ تاریخ از نتائج فکر بلند جناب منشی محمد ممتاز علی صاحب آہ تخلص تلمیذ**
**جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی**

شوخی ہے خداداد خیالات اچھوتے ॥ مضمون نئے لے ہیں مزا اور ہی کچھ ہے
تاریخ کا انعام ملے آہ کو اے داغ ॥ دیوان نہیں نام خدا اور ہی کچھ ہے

١٣٠٩ھ

### ایضاً

ہے عجب محبوب بانکا داغ کا دلکش کلام ۔۔۔ حسن میں آن آنکھ میں جادو نگہ میں شرم ہے

شوخ مصرع چلبلے الفاظ بول اُٹھتے ہیں آہ ۔۔۔ سچ تو یہ ہے دیوان اک معشوق گرما گرم ہے

### قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر اضعف العباد محمد ابو الحمید آزاد تخلص وکیل ہائیکورٹ گورنمنٹ سرکار نظام حیدر آباد دکن خلد اللہ ملکہ کمترین تلمیذان بلبل ہندوستان سرآمد شاعران استاد السلطان دکن جناب نواب میرزا خان صاحب داغ دہلوی مدظلہ العالی

۱۳۱۰ ہجری

میرے استاد کا جواب نہیں ۔۔۔ فخر ہندوستان ہے کیا کہنا

ماہتاب سپہر علم و ہنر ۔۔۔ آفتاب جہان ہے کیا کہنا

رشک سحبان و غیرت حسّان ۔۔۔ سرور شاعران ہے کیا کہنا

اُسپہ قربان ہے بلاغت آج ۔۔۔ اُسپہ صدقے زبان ہے کیا کہنا

زود گو شوخ طبع عالی فکر ۔۔۔ خوش زبان خوش بیان ہے کیا کہنا

نطق کہتا ہے ہم بھی کہتے ہیں ۔۔۔ بے نظیر زمان ہے کیا کہنا

ختم اُسپر ہوئی سخن گوئی ۔۔۔ نکتہ رس نکتہ دان ہے کیا کہنا

اُس سے سرسبز ہے ریاض سخن ۔۔۔ اُس سے زندہ زبان ہے کیا کہنا

ملک در ملک جا بجا چرچا ۔۔۔ داستان داستان ہے کیا کہنا

ہو گیا طبع تیرا دیوان ۔۔۔ یہہ نیا ارمغان ہے کیا کہنا

ہیں نئے سب سے اِس چمن کے پھول ۔۔۔ یہہ نیا گلستان ہے کیا کہنا

| | | |
|---|---|---|
| کہدے آزاد مصرع تاریخ | | داغ معجز بیان ہے کیا کہنا<br>۱۳۱۰ھ |

**قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر فلک پیما نظیری نظیر جناب منشی امیر احمد صاحب امیر تخلص مینائی لکھنوی استاذ نواب خلد آشیان**

| | | |
|---|---|---|
| شایع از ملک دکن شد سخن تازۂ داغ | | گوئیا ماہ ز اقلیم سخن طالع شد |
| مصرع سالش امیر آمدہ از ہاتف غیب | | ماہتابے نوے از طرف دکن طالع شد<br>۱۳۱۰ھ |

**ایضاً**

| | | |
|---|---|---|
| ہر شعر فکر شاعر نازک دماغ سے | | نکلا ہے جیسے پھول نکلتا ہے باغ سے |
| تاریخ اگر نکالنی ہو نام سے امیر | | شاعر نکالیں جو صلے مہتاب داغ سے<br>۱۳۰۹ھ تخرجہ |

**قطعہ تاریخ از فکر فلک پیمای شاعر نازک خیال جناب منشی حسین الدین احمد صاحب اثر تخلص تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی**

| | | |
|---|---|---|
| فلک سے ہیں اترے ہوئے شعر سارے | | اثر آسمان سخن کا ہے دیوان |
| یہہ مصرع بھی ہالے کی صورت رہیگا | | قمر آسمان سخن کا ہے دیوان<br>۱۳۰۹ھ |

**قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر ارجمند شاعر شیرین گفتار جناب مولوی محمد صدیق صاحب اشک تخلص تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی**

ہے یہہ مہتاب داغ کی شہرت — کہ زمین سے ہے آسمان تک شور
مصرع سال اشک نے یہہ کہا — شاعر اب ہیں اسی قمر کی چکور
سنہ ۱۳۰۹ھ

**قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر گہربار جناب سید محمد حسن صاحب احقر تخلص تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی**

شکر ایزد را کہ داغ نامور — یافت از دیوان سوم چون فراغ
بوے گلہاے مضامینش رسید — طبلۂ عطار شد معطر ہر یک دماغ
اے زہے رنگینی فکر نفیس — خجلت و غیرت دہ گلہاے باغ
بادۂ الفت دلم را کرد پر — از زمانہ بود خالی این ایاغ
این کتاب بے مثال و بے نظیر — ہست بزم شعر را روشن چراغ
سال طبعش احقر از ہاتف شنید — نونہال زندگی دیوان داغ
سنہ ۱۳۰۹ھ

ولہ

واہ کیا دیوان چھپا استاد کا — دیکھکر جسکو ہوا دل باغ باغ
ہے سر انصاف سے یہہ سال طبع — حسن بزم نور ہے مہتاب داغ
۱۸۹۲ء

**قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر وقاد جناب حکیم میر مہدی حسین صاحب رضوی آلم تخلص ڈاکٹر بریگیڈ گولکنڈہ تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی**

چھپا داغ صاحب کا دیوان سوم — زہے شکر خلاق کون و مکان کا

یہہ نقشہ حسینوں کے انداز کا ہے — سراپا ہے گویا یہہ نازِ بتان کا
دل و جان سے عاشق ہے اسکا زمانہ — یہہ محبوب معشوق ہے اک جہانکا
آلم نے کہی اسکی تاریخ ہجری — یہہ دیوان ہے داغِ معجز بیان کا
سنہ ۱۳۱۰

ایضاً

سالِ ہجری کا جو دہیان آیا آلم — ہاتفِ غیبی نے مجھسے یون کہا
مہملہ کے زبر سے لیجے عدد — تخرجہ بہی اسمین کیجے ایک کا
اور منقوطہ کے زیر و بینہ — لیکے دیجے دونون کو باہم ملا
مصرعِ تاریخ پڑہیے اسطرح — تیسرا دیوان ہے بہا استاد کا
سنہ ۱۳۱۰

ایضاً

چہپ چکا استاد کا دیوان جب — عیسوی تاریخ آلم نے یون کہی
بینات و زبر مین دیکہو عدد — گلشن بیخار ہے دیوانِ داغ
سنہ ۱۸۹۲ء

ایضاً

واہ کیا دیوان ہے مہتاب داغ — ہے سب اسمین مدحتِ حسنِ صبیح
طبع کی تاریخ آلم تمت مین کہہ — فکر داغ آسمان قدرِ فصیح
سنہ ۱۹۳۶ بکرمی [?]

ایضاً

تیسرا دیوان آلم استاد کا — آجکل مطبع مین زیرِ طبع ہے
معجمہ مین سالِ فصلی کر رقم — نقد فکرِ داغ سیمو طبع ہے
۱۳۰۲ ف

ولہ

شاہ اقلیم سخن استاد شاہ — داغ عالی قدر فخر روزگار
شاعر شیرین زبان نازک خیال — بلبل ہندوستان صاحب وقار
تیسرا دیوان ہے اعجاز پر طبع — انتخاب و بے مثال و پر بہار
محو تہا مین فکر مین تاریخ کی — یہہ ندا ہاتف کی آئی ایکبار
سال فصلی یون ہی نکلے ای الم — گر سے کر کہا ہے پلٹا روزگار
۱۳۰۲ ف

ولہ

دیوان استادم استاد شہریارم — با صد بہار عالم گردید طبع آ واللہ
خطے چو بر قلم زد کلک الم رقم زد — تاریخ نغز و خوبی در صنعت دوگانہ
صد زیست سال ہجری مغبوب فصلی — در سیزدہ صد و دہ مطبوع گشت ای مہ
۱۳۱۰ ھ ۱۳۰۲ ف

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر ارجمند شاعر خوش مقال جناب شیخ محمد لطف الدین صاحب اوج تخلص
جھنواروی ضلع مظفرپور تلمیذ جناب نیر بنارسی

گلزار پر بہار ہے دیوان داغ کا — ہے ہر جگہ مذاق سخن طرفہ آشکار
دیوان چھپ گیا تو سر انبساط سے — تاریخ اوج تم یہہ کہو نغمہ ہزار
۱۳۱۰ ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر نازک خیال جناب محمد اشتیاق علی صاحب اشتیاق
تخلص تلمیذ جناب منشی ممتاز علی صاحب آہ

دیوان تیسرا یہی ہوا طبع داغ کا ۔۔۔ رنگ وہی نکلے گی اُردو زبان آ
تاریخ عیسوی یہہ کہی اشتیاق نے ۔۔۔ مہتاب داغ سے ہو منور جہان آ
سنہ ۱۸۹۲ع

## قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر فلک پیمائی شاعر نازک خیال سخنور بیمثال جناب مولوی محمد یعقوب صاحب صدیقی جونپوری انیق تخلص تلمیذ جناب مصنف مد ظلہ العالی

ما چو بنویسم صفات داغ را ۔۔۔ تا رآینا مثلہ تحت السما
این کہ دیوان سوم ترتیب داد ۔۔۔ فی سماء الحسن کالنجم الضیا
از پئے تاریخ طبعش ای انیق ۔۔۔ فکرنا ساراً الی عرش العلا
از سر طور رم کلیم اللہ گفت ۔۔۔ قل لہ تاریخ ۔ کالشمس الضحیٰ
سنہ ۱۳۰۹ھ

ولہ

اذا النصا للداغ دیوانہ ۔۔۔ بارض الفصاحت کفرس الفریغ
لتاریخہ العیسوی یا انیق ۔۔۔ فقل ۔ بان ہذا کلام بلیغ
سنہ ۱۸۹۲ع

ولہ

صنف الاستاد دیوان الفصیح ۔۔۔ سر شکا فی البدعۃ لا البطل
قال منی ہاتف تاریخہ ۔۔۔ یا انیق ارقم ۔ ہو مرغوب کل
سنہ ۱۳۰۹ھ

ولہ

کسے دید دیوان مہتاب داغ ۔۔۔ فقال ان ہذا لشیٔ عجاب

زہے آسمان فصاحت ببین — بچرخ بلاغت نجیے ماہتاب
بیاد بہ بین منکر فضل داغ — بگو راست زانصاف دیر متاب
کراہست فکر رسا اینچنین — بہر لفظ رمز لیست شعر انتخاب
پئے سال طبعش انیقِ حزین — تجسس نمودم بصد اضطراب
بسوی سن عیسوی شد خیال — کہ ناگاہ روح نظامی شتاب
ز روے جوابم ندا کرد گو — گہرہاے روشن تر از آفتاب
۱۸۹۳ء

ایضاً

طبع مہتاب داغ شد چو انیق — گشت مطبوع شاعران زمن
پئے تاریخ عیسوی ہاتف — سخنے بے نظیر گفت بمن
۱۸۹۳ء

ایضاً

طبع گشتہ کلام استادم — بین چہ زیبا عرایس الافکار
با ہزار آرزو و شوق انیق — گفت ہرکس - کلام داغ بیار
۱۳۰۹ھ

ایضاً

شدہ مہتاب داغ چون مطبوع — گشت طبع سخنوران مائل
دل ز من گفت سال طبع انیق — گو چہ طرفہ سخنور کامل
۱۳۰۹ھ

ایضاً

مہتاب داغ راچو بدیدم بچشم غور — مہریست در شنست جہان منقال ازو

در مصرعے انیق و تاریخ شد عیان
چمن یادگار داغ و چراغ کمال ازو
۱۳۰۹ ۱۳۰۹

ایضاً

ناگہاں آئی صدائے آفریں سپہر سے
مصرعِ واحد میں دو تاریخ یوں دل نے کہی
طبع جستم ہو گیا دیوان استاد شفیق
نظم روح افزا و منظور نیاز انیق
۱۳۰۹ ۱۳۰۹

ایضاً

دیوان تیسرا بھی ہوا طبع کیا خوشی ہے
شکر سے کہدو لے سر انصاف سے ذرا
طرز سخن میں کچھ عجب انداز داغ ہے
آ دیکھ یہ نمونۂ اعجاز داغ ہے
۱۳۰۹

ایضاً

کیا ہی دیوان پر بہار ہے یہ
ہے سزاوار انیق اگر اسکو
کسی دیوان میں ہر یہ لطف نشان
دیکھ کر یہ کلام سحر آگیں
سر اعلان سے کہا میں نے
جسکے ہر شعر میں ہے لطف نیا
کہیے گلدستۂ بہار افزا
کوئی اہل سخن بتائے ذرا
لکھیے تاریخ طبع دل نے کہا
داغ سینہ پہ حاسدوں کے ہوا
۱۳۰۹

من نتائج افکار مولوی رامپوری ساکن دکن میرزا محمد عبدالرحمن خوشنویس مطبع رکاب سلطان خلد اللہ ملکہ و اقبالہ ایمان تخلص

حضرت داغ کا چھپا دیوان | چھپ گیا اندنون بشوکت و جاہ
سال تاریخ اسکی لکھہ ایمان | کیا ہے اشعار مین فصاحت داد

۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از فکر فلک پیما شاعر نازک خیال شہرہ بزور نظیری جناب مستطاب صاحبزادہ امرتضی خان صاحب بہادر بسمل تخلص از خاندان نواب صاحب بہادر والی رامپور خلد اللہ ملکہ

لو چھپا دیوان والا اب ترا | نظم رنگین جان نشین دلخواہ داغ
زیر پائے طبع ہے عرش سخن | چرخ سے اعلیٰ ہے پایگاہ داغ
ہاتف ربی لسان حق بیان | ملہم غیبی دل آگاہ داغ
دیتے ہین انکو حسین جانون مین جا | عاشقون کے ہے دلون مین راہ داغ
باغ باغ اُنسے ہے گلزار دکن | کیا ہی آرا ہے جلوہ گاہ داغ
بلبل ہندوستان رنگین سخن | کیون نہو دلمین گلون کے راہ داغ
شاعری نے اِنسے پایا ہے فروغ | فخر استادون کا عز و جاہ داغ
ہے عروج اختر بخت کمال | قدر فرماتے شہ ذیجاہ داغ
تو بھی اے بسمل سنین طبع صاف | نظم کر کیا اوج پر ہے ماہ داغ

۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر بلند شاعر بے نظیر جناب منشی محمد ممتاز احمد صاحب شبیر تخلص خلف رشید و تلمیذ جناب حضرت امیر صاحب مینائی

غضب تیز ہے توسن فکر داغ
اشارے ہیں یہہ اشہب طبع کے
لکھی ہیں نے تاریخ دیوان شبیر
ترارے ہیں یہہ اشہب طبع کے

سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر بے مثل نازک تلاش جناب میر محمد علی صاحب حیدرآبادی بخشی تخلص تلمیذ جناب مرزا قربان علی بیگ صاحب سالک مرحوم و میر عباس حسین صاحب شہید

دکن سے روم تک شہرت ہے جنکی
جناب داغ کا ہمسر کہاں ہے
اب انکا تیسرا دیوان چھپا ہے
کہ جنکی خاص دہلی کی زبان ہے
یہہ کہہ دو مصرع تاریخ بخشی
کلام شاعر شیرین بیان ہے

سنہ ۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر شیرین گفتار جناب محمد باقر صاحب لوی برق تخلص ساکن ملک میسور از احسن وسٹرکٹ

طبع شد چون کلام حضرت داغ
آنکہ استاد بادشاہ دکن
ملہم از برق مصرع تاریخ
گفت - مہتاب آسمان سخن

سنہ ۱۳۱۰ھ

تاریخ نتیجۂ فکر امیر نامدار دکن خلیل سخنوران دکن جناب راجہ گردہاری پرشاد صاحب بہادر باقی تخلص

چون طبع کلام داغ صاحب گردید — ہر نکتہ بشد داغ دل لالہ باغ

تاریخ رقم کرد عجائب باقی — دیوان سومی مبسوط داغ

۱۳۰۹ھ

## ایضاً

دیوان داغ طبع گردید — ہر سطرش ہست سنبل باغ

ہاتف تاریخ او زباقی — گفت کحل الجواہر داغ

۱۳۰۹ھ

## ایضاً

دیوان سومی آن حضرت داغ — شد طبع و بشہر ہند و دکن را مرغوب

چون دید کلام پربہار استاد — محبوب علی شاہ (دام اقبالہ) پسندید بخوب

گلدستۂ باغ عشق دیدم غزلش — کس رنگ سخن نیست با این اسلوب

تاریخ طبع خوش رقم زد باقی — دیوان سومی داغ محبوب

۱۳۱۰ھ

## ایضاً

چون طبع شد کلام جناب تشفیق داغ — باقی بنقش بگفت کلام دقیق داغ

۱۳۱۰ھ

## ایضاً

دیوان داغ در زبان اردو — شد طبع کہ ہست بس فصیح و املح

تاریخ طبع اور قم زد باقی — دیوان داغ دہلوی افصح ۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر خوش بیان جناب ابو البرکات سید محمد مبارک حسین صاحب سہرامی تخلص

چھپا ہے برق وہ دیوان معانی داغ
کہ عندلیب بھی ہیں محو خوش بیانی داغ
لکھوں بسال مسیحی میں مصرع تاریخ
بہار جان مسیحی ہے گل فشانی داغ
۱۸۹۲ء

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر بی نظیر جناب خاقان حسین صاحب توقیر تخلص تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

حضرت داغ کا چھپا دیوان
کیا کہوں کیا ہوئی مجھے فرحت
مجھکو یہہ روز خوش نصیب ہوا
اب بھی نازاں نہو مری قسمت
انکے دشمن جلا کریں یارب
رنج سے ایکدم نہو راحت
سر اعدا کو کاٹ کر لکھوں
مادۂ تابان گلشن بہجت
۱۳۰۹ھ

ایضاً

ہست دیوان جناب استاد
گنج معنی گہر معدن شوق
سال طبعش چو جستم توقیر
گفت ہاتف سحر گلشن شوق
۱۳۰۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر خوش تلاش جناب حکیم سید محمد مرتضی علی صاحب ثابت تخلص رامپوری

ہیں بہار ایسے استاد کے مضامین　　افسردہ دل بہی اس سے اک باغ باغ ہوگا
ثابت نے سال اسکا لکھا ہی خوب دیکھو　　زیب سپہر مطلع مہتاب داغ ہوگا
سنہ ۱۸۹۲ء

## قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر بلند شاعر نازک خیال جناب سید جلال صاحب جلال تخلص عظیم آبادی شاگرد جناب مصنف مدظلہ العالی

کیا داغ کا دیوان ہی مہتاب کی صورت　　سبحانک اللہ تعالے و تبارک
ہاتف نے جلال آج کہا طبع کا یہ سال　　شاہنشہ اردوئے معلّٰی یہ مبارک
سنہ ۱۳۱۰ھ

ولہ

کیا چمن فیض ہے مہتاب داغ　　رشک سے گل کہائے ہر اک باغ نے
طبع کی تاریخ ہے یہ اے جلال　　چاند کو لوماند کیا داغ نے
سنہ ۱۳۱۰ھ

## قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر احسن شاعر خوش مقال جناب مولوی محمد مبین صاحب جلیس تخلص مچھلی شہری

حضرت داغ کا چھپا دیوان　　ماہ پارہ ہے مہر آگین ہے
دلکش اک ایک مصرع موزون　　ہر غزل کا مزاج رنگین ہے
دیکھکر لطف بندش مضمون　　روح ذوق آج محو تحسین ہے
آب و تاب سخن کا کیا کہنا　　سلک گوہر ہے نظم پروین ہے
تازہ تازہ شگفتہ فکر کے پھول　　صاف گلدستہ ریاحین ہے

لفظ لفظ اُسکے سربسر زیبا | بہرِ حسنِ کلام تزئین ہے
مصرعِ سال طبع کہدو جلیس | جلوۂ شاہدِ مضامین ہے
۱۳۱۰ھ

ولہ

شدہ طبع دیوان رشکِ چمن | ز فکرِ مصفاے داغِ مجید
نوشتم پئے سال طبعش جلیس | بہارِ مضامین و صبحِ اُمید
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکرِ جمیل جناب حافظ محمد جلیل حسن صاحب جلیل تخلص
مانک پوری تلمیذ جناب منشی امیر صاحب امیر مینائی لکھنوی

وصفِ مہتاب داغ کیا ہو جلیل | مہر کو حاجتِ چراغ نہیں
مطلعِ نور ہے یہ مصرعِ سال | کیا نیا چاند ہے کہ داغ نہیں
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکرِ شاعر خوش خیال جناب حکیم حافظ معشوق علی صاحب جوہر تخلص
وکیلِ محکمۂ اول ریاست بہاولپور تلمیذ جناب نثار احمد صاحب تائب

کیون نہ دیوان داغ ہو مرغوب | شعر ہیں دل پسند لفظ سلیس
بے سرِ انتشار جوہر نے | کہدیا ہے کلامِ داغ نفیس
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکرِ بلند شاعرِ رنگین خیال جناب محمد عبدالحمید صاحب [illegible] تخلص متوطن کلکتہ

حضرت داغ کا چھپا اب وہ کلام بےمثال
جس سے بلند ہو گئی شوکت و شان ریختہ

نام سے جنکے ہے نشان اردوے خاص ہند کا
ذات پہ انکے کرتی ہے ناز زبان ریختہ

انکو روا ہے گر کہوں ماہ سپہر اوج فیض
انکو بجا ہے گر کہوں مہر جہان ریختہ

انکے سحاب فکر سے تازہ ہے گلشن سخن
انکے بہار طبع سے شاد روان ریختہ

شعر متین کو دون مثال گیسوے حور خلد سے
مصرع نغز کو لکھون سرو روان ریختہ

انکا بیان جان فزا انکا کلام روح بخش
قوت روح ریختہ راحت جان ریختہ

کہہ گئے باتون باتون میں نکتے فنون شعر کے
کھول دیئے جہان پہ راز نہان ریختہ

نکتہ وران ہند کو دعوت چشم و گوش ہے
دیکھئے شان ریختہ سنئے زبان ریختہ

فکر مین انطباع تہی کہ حمید ناگہان
ہاتف غیب نے کہا کہہ دو دل و جان ریختہ
۱۳۰۹ھ

ولہ

حضرت داغ کا چھپا جو کلام
دل مین آیا لکھون کوئی تاریخ

فکر تہی اے حمید نکتہ سرا سے
کہ ملے کوئی اچھی سی تاریخ

ہاتف غیب نے کہا ناگاہ
درہم داغ دہلوی تاریخ
۱۳۰۹ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر لبیب جناب میر سید علی صاحب تجلی لکھنوی

ہے عجب بندش عجب حسن کلام
ہین گل مضمون کہ تختہ باغ کا

دیکھکر غزلین یہہ کہتے ہین حبیب
واقعی دیوان ہے اچھا داغ کا
۱۳۰۹ھ

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر بلند شاعر نازک خیال معانی بند جناب حافظ محمد ممتاز علی صاحب سررشتہ دار محکمۂ منصفی فوجداری ماتحت ریاست بھوپال حافظ تخلص

### بطریق جمع

میں نے جب چاہا لکھوں از روے جمع
وارد خاطر ہوے الفاظِ ذیل

سال طبع اِس گلشنِ اشعار کا
خوش بیانی حسنِ معنی چوچلا
۹۷۹ ۲۸۸ ۴۳
سنہ ۱۳۱۰ھ

### ایضاً بطریق تفریق

چھپا دیوان ثالث داغ کا ہے التجا حق سے
سن فصلی اگر درکار ہے تفریق کی رو سے

حسد کا داغ دل سے شاعران ہند کے دھو دے
سیاہی داغ سے لاف عدو اشعار سے کھو دے
سنہ ۱۳۱۰ ہندی

### ایضاً بطریق ضرب

مژدہ بادا ای بلبلان سیر گلزار سخن
سال طبعش گر ز روے ضرب خواہی احتیاط

حالیا از سنگ مطبع گلشن اردو دمید
اوج را بر فال زن تا سال نو آید پدید
۱۰× ۱۳۱= سنہ ۱۳۱۰ھ

### ایضاً

چھپ رہا ہے داغ کا دیوان ثالث کون داغ
ہر الف ہے دشمنوں کے حق میں اسکا تیر آہ

ہے جو خوش گوئی کے باعث شاعروں میں سربلند
چشم بد کیواسطے ہر ایک نقطہ ہے سپند

چشم مہرویان ہے چشمک زن ہر اسکا عین صاد — دلربائی کے لئے میم لام خوشخط ہے کمند

ذہن میں آئے دو مصراع شگفتہ جب ہوئی — طالب تاریخ نو حافظ کی طبع ارجمند

بیت

بلبل ہندوستان کا گلستان بیخزان — طوطی ہندوستان کا بوستان دلپسند

۱۸۹۲ء — سنہ ۱۳۰۲ فصلی ہندی

ایضاً بیت

یہہ جناب داغ کا دیوان ہے حیرت نما — حرف سب جادو بھرے ہیں نازسے معانی معجزے

سنہ ۱۸۹۲ء — سنہ ۱۳۰۲ فصلی ہندی

**قطعۂ تاریخ از نتیجۂ سخن نازک خیالان جناب محمد صفدر علی صاحب خیال تخلص تلمیذ جناب منشی محمد علی صاحب**

یہہ چہریان ہیں یا معنی آبدار — کہ مصرع ہیں سارے پھڑکتے ہوے

خیال آنکھیں روشن ہوئیں دیکھکر — ہیں سب شعر عمدہ چمکتے ہوے

سنہ ۱۳۱۰ھ

**قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر ارجمند شاعر معنی بند نازک خیال جناب محمد مستجاب خان صاحب خلیق تخلص جمعدار رسالہ خاص علاقہ سرکار حیدرآباد دکن خلد اللہ ملکہ تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی**

چھپا وہ حضرت استاد داغ کا دیوان — سخن سے جنکے زمانے میں ہے بہار سخن

انہیں کے نام سے سکہ ہے شعر کا جاری — انہیں کے نام سے آباد ہے دیار سخن

انہیں کی قدر سے اردو نے پائی ہے رونق — انہیں کی وجہ سے چمکا ہے روزگار سخن

عجیب طرز فصاحت غریب دیوان ہے — نئے ہی رنگ سے ہے جوش پر بہار سخن

یہی تو ہے بہشت ہندی یہی مرقع چین — یہی عروس سخن ہے یہی نگار سخن

| | |
|---|---|
| اِسی کلام سے ہے آبروے اہل کلام | اِسی سخن کی بدولت بڑھا وقارِ سخن |
| اِسی بیان کو سب مستند سمجھتے ہین | اِسی زبان سے باقی ہے اعتبارِ سخن |
| اِسی کلام سے پھر نشہ ہو گیا تازہ | اِسی سخن سے ہوے مست بادہ خوارِ سخن |
| سخن زبان کی بغل مین کبھی فصاحت سے | زبان کبھی ہے نزاکت سے ہمکنارِ سخن |
| کوئی بیان پہ قربان گفتگو پہ کوئی | کوئی زبان پہ صدقے کوئی نثارِ سخن |
| کوئی فریفتہ ترکیب پر ادا پہ کوئی | کوئی ہے بسمل مضمون کوئی شکارِ سخن |
| کہین بیان کی فصاحت مین تازہ رنگینی | کہین زبان کی لطافت مین ہے بہارِ سخن |
| جو پوچھی خلق سے مہتاب داغ کی تاریخ | کہا یہ اُسنے کہلا رنگ لالہ زارِ سخن ۱۳۱۰ھ |

ولہ

| | |
|---|---|
| آن وحید عصر یکتاے جہان | تاجِ فرقِ شاعران شاہِ سخن |
| خوش طبیعت خوش بیان رطب اللسان | بلبلِ ہندوستان فخرِ زمن |
| حضرت استاد داغ دہلوی | کرد چون دیوان مرتب در دکن |
| خلق ہاتف گفت سالِ طبعِ او | جلوہ صبح طرب مہرِ سخن ۱۳۱۰ھ |

## قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر بیعدیل جناب سید پیر شاہ صاحب حیدرآبادی خرم تخلص تلمیذ جناب حافظ محمد میر شمس الدین صاحب مرحوم فیض تخلص

| | |
|---|---|
| حضرت داغِ سخنور کا جو یہ دیوان ہے | نام مشہور جہان مہتاب داغ اِسکا ہوا |

اسکے چھپنے کی کہی تاریخ حزم نے عجب | کیا ہی زیبا چھپ گیا دیوانِ سوم داغ کا
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر بےمثل جناب میر یٰسین علی صاحب دلؔ تخلص حیدرآبادی تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالے

چون مرتب شد ست این دیوان | منہدم شد کمالِ اہل بساط
فکرِ تاریخ کردمش اے دلؔ | گلستانِ خیالِ اہلِ بساط
۱۳۱۰ھ

ولہ

چھپ گیا ہے اندنون دیوان داغ نامدار | خار ہے دشمنون کو دوستونکا ہے یہ باغ
دل یہہ کہتا تہا کہ لکہون عیسوی تاریخ مین | غیب سے آئی صدا یہ چھپگئی مہتاب داغ
۱۸۹۲ع

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر رنگین بیان جناب محمد عبد الحبیب صاحب دلؔ تخلص مہتمم کارخانہ مطبع کرن

وہ ہوا مطبوع دیوان جدید | اہل دل کا جسپہ دل قربان ہوا
سالِ دلؔ سے ہے نمایان فی البدیہ | طبع عمدہ داغ کا دیوان ہوا
۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر سخنور خوش بیان جناب منشی امتیاز احمد خان صاحب رازؔ تخلص تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی

واہ یہہ دیوان ہے کیا رنگ مین ڈوبا ہوا | شعر جو اسمین ہے گویا ارغوان کا پھول ہے

باغ مین غنچہ چٹک کر کہتے ہین تاریخ راز
بلبلِ ہندوستان کے گلستان کا پہول ہے
سنہ ۱۳۱۰

ولہ

عنوان تاریخی

گلستان خوبی ہے پاکیزہ دیوان
سنہ ۱۳۱۰

کہان تہے شاہد معنی کا جلوہ دیکہنے والے
وہ چشم دل سے دیکہین اس سراپا ناز کا جلوہ

کہین شوخی فصاحت خوش بیانی نکتہ آرائی
کہین عاشق کے دل مین ہجر وسوز وساز کا جلوہ

کہین ہے بوستان عارض گلگون کی نیرنگی
کہین شمشاد قد و نرگس طناز کا جلوہ

کہا ہے راز فصلی سال کا حیرت نما غنچہ
یہہ دیوان داغ کا جادو ہے یا اعجاز کا جلوہ
سنہ ۱۲۹۹ فصلی ہندی

قطعہ تاریخ از نتیجہ شاعر خوش بیان جناب میر محمد علی خان صاحب متخلص
کیپٹر رسالہ گولکنڈہ حیدرآباد تلمیذ جناب مصنف مد ظلہ العالی

مرتب گشت چون دیوان دوم شیخ صحف
کہ مثلش نیست ہمچون بس برآمد کام مطلب شد

خیال این نا گہان آمد بگو لے رنج تاریخش
بحمد للہ جزاک اللہ سوم دیوان مرتب شد
سنہ ۱۳۱۰

ولہ

چہپا جبکہ استاد کا میرے دیوان
چلے مدعی خوش ہوئے دوست احباب

لکہا یہ تاریخ یون با دل شاد تاریخ
یہہ دیوان بہی داغ صاحب کا نایاب
سنہ ۱۳۱۰

## قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعرِ خوش فکر جناب فیض محمد خانصاحب ریحانی تخلص

| | |
|---|---|
| چونکہ مطبوع شد بجان مطبوع | تازہ طباعی جنابِ داغ |
| طبع از طبع خود بسالش گفت | شدہ مطبوع ماہتابِ داغ |
| | سنہ ۱۳۱۰ھ |

## قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر فلک پیما شاعر بیعدیل سخنور یگانہ جناب میر ابعلی صاحب زور حیدرآبادی ملازم دفتر خزانۂ عامرۂ سرکار عالی

| | |
|---|---|
| دنیا پہ ہوا داغ کا مہتاب نمایان | پورا بخدا تیسرا ارمان ہوا ہے |
| بیساختہ تاریخ لکھی زور نے اسکی | مطبوع جہان داغ کا دیوان ہوا ہے |
| | ۱۳۱۰ھ |

### ایضاً

| | |
|---|---|
| گلزار داغ اول و بعد آفتاب داغ | دیوان تیسرا ہی دل افروز چھپ گیا |
| مژدہ ہے عاشقون کو سن عیسوی کہو زور | مہتاب داغ و نامہ جگر سوز چھپ گیا |
| | ۱۸۹۲ع |

### ایضاً

| | |
|---|---|
| کیا گلستان سخن کی ہے سہ چند ابکی بہار | جلوۂ داغ کا روشن ہے زمانے مین چراغ |
| عیسوی سال کہا زور نے مرغوب جہان | مژدہ زیبندہ چھپا تیسرا دیوان داغ |
| | ۱۸۹۲ع |

### ایضاً

| | |
|---|---|
| تھا جسکا منتظر ہمہ تن چشم یک جہان | اے زور اب چھپے ہین وہ اشعار قلب سوز |
| تاریخ عیسوی کی ہے چوتھے فلک پہ دھوم | مہتاب داغ چھپ گیا دیوان دل فروز |
| | ۱۸۹۲ع |

## ایضاً رُباعی

دیوان سوم عجیب و نایاب داغ
سن تو نے لکھا ہے عیسوی کا اے زورؔ

چھپتے ہی ہوا پسند احباب داغ
دلسوز ورق چھپا ہے مہتاب داغ
۱۸۹۳ء

## ایضاً

سرسبز رہے سدا گلستانِ داغ
اے زورؔ یہہ ہے نوید تاریخ طبع

مہتاب عیان ہوا بصد شان داغ
لالہ کا چمن ہے دیکھہ دیوان داغ
۱۳۱۰ھ

## ایضاً

گلزار کی تھی چمک آفتاب کی
تاریخ طبع زورؔ نے لکھی ہے بہا

مہتاب داغ تیسرا جلوہ نما ہوا
دیوان داغ دل چمن لالہ چھپ گیا
۱۳۱۰ھ

## قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال جناب سراج میر خان صاحب سحرؔ بہوپالی

چھپا نواب مرزا کا وہ دیوان
کہ جسپر لوٹ ہین دلہائے عالم

یہہ ہے دیوان کی جدول کہ یا ہے
کسی معشوق کا گیسوئے پر خم

انکو کہیے چھلبلے مضمون ایسے
فدا ہونے کو جان موجود ہر دم

ہر اک مصرع مین ہے انداز شوخی
کہ تصویر پری ہے قدِ آدم

کہان پیدا ہین ایسے نکتہ پرداز
مقولہ ہے زبان دانون کا باہم

لکھو تاریخ اسکی سحرؔ تم بھی
کلام داغ ہے محبوب عالم
۱۳۱۰ھ

## قطعۂ تاریخ از تصنیف شاعر شیرین مقال ظہوری خیال جناب خواجہ ولایت حسین صاحب سرور تخلص لکھنوی

دیوان داغ کیسا چھپا ہے شد و مد سے — صرف اسمین ہو رہا ہے کاغذ کا اور قلم کا

ہے زیر طبع حکم حاکم سے وہ دکن مین — دیکھے تو کوئی اسکو ہے لطف جام جم کا

تاریخ کے لئے تو کہدے سرور فورًا — عالم مین دیکھو ہمدم مہتاب داغ چمکا

۱۸۹۳ء

## قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر طبع وقاد افتخار الشعرا شاعر بے مثل و بے نظیر جناب حافظ خان محمد خانصاحب شہیر تخلص ملازم سرکار بھوپال

نیرنگ کلام میرزا داغ — افسون گوئی نوید آمد

آئینۂ جلوہ راز معنیست — سرمایۂ ذوق دید آمد

ہنگامہ فروش بیقیامت — دردانۂ بے ندید آمد

ہر بستگیم کشاد دل را — نعم البدل کلید آمد

خمیازہ کشان کجا کجائید — خمخانۂ کش نبید آمد

شاگرد جناب ذوقِ مرحوم — میرزاست کہ بس رشید آمد

این پیر طریق شاعری را — ہر گوشہ دو صد مرید آمد

در معرفتِ سخن شناسی — ہمرتبۂ بایزید آمد

دارد بادای خود دم تیغ — صد دل چو دلم شہید آمد

| | |
|---|---|
| گلزار وھم آفتاب ارش | در لطف سخن فرید آمد |
| این جلوه گرِ سوم بصد ناز | بازائے دلِ نا اُمید آمد |
| گفتیم شہیر سال طبعش | نظمِ نادر پدید آمد |
| | ۱۳۱۰ھ |

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر نازک خیال جناب ابو محمد صاحب شمس تخلص متوطن کلکتہ تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

| | |
|---|---|
| استاد کا جو دیوان چھپکر ہوا مرتب | تھا چار سو یہہ شہرہ لٹتی ہے دولت نظم |
| تاریخ عیسوی کی اے شمس فکر کی جب | آئی ندا فلک سے باران رحمت نظم |
| | ۱۸۹۳ء |

ایضاً

| | |
|---|---|
| چھپ چکا جبکہ تیسرا دیوان | سب سے پایا جدا کلام داغ |
| فکر تاریخ کی ہوئی مجھکو | کہ مرتب ہوا کلام داغ |
| شمس ہاتف نے دی فلک سے ندا | نسخۂ کیمیا کلام داغ |
| | ۱۸۹۳ء |

قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر فلک پیمای شاعر شیرین زبان نازک خیال جناب منشی نصیر احمد خان صاحب شوق میر منشی رسالۂ اردلی خاص بھوپال تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

بے بہا قطعات تاریخ
۱۸۹۳ء

## عنوان تاریخی

## چہپا دیوان ثالث صاف و زیبا

سنہ ۱۳۰۱ ہجری

استاد کا ہے کلک گہربار مصور
کہینچا ہے ہر اک شعر مین معشوق کا انداز

الفاظ دل آویز ہین مضمون اچھوتے
یہہ ڈہنگ غضب کا ہے بلا کی ہے یہہ پرداز

مصرع ہے ہر اک رو کش ابروے حسینان
نقطہ ہے ہر اک مردمک چشم فسون ساز

یون زیور خوبی سے مزین ہین مضامین
جسطرح کہ آراستہ ہو شاہد طناز

ترکیب ہے مرغوب خوش اسلوب ہے بندش
کچہہ رنگ ہے استاد کا کچہہ میر کا انداز

جادو بہرے اشعار پہڑکتے ہوے مصرع
دیوان کو کیونکر نہ کہین نسخۂ اعجاز

کچہہ ہجر کی باتین ہین تو کچہہ وصل کی گہاتین
عشاق کی منت کہین معشوق کی انداز

کی داغ سخن سنج نے کیا خوب زبان صاف
انپر ہوا انجام کیا میر نے آغاز

دعوے سخن جسکو ہو وہ ہمکو بتا دے
یہہ لطف یہہ شوخی یہہ زبان اور یہہ انداز

اس گلشن اردوے معلّی کی کرین سیر
سعدی ہین کدہر اور کہان بلبل شیراز

حاسد بہی پہڑک جائین وہ تاریخ لکہون شوق
یہہ داغ کا دیوان ہے سویدائے دل ناز

سنہ ۱۳۰۱

## عنوان تاریخی

دیوان ہے یہہ داغ باصفا کا

۱۳۰۱ نوروز فارسی

عجب حضرتِ داغ کا ہے یہہ دیوان ۔۔۔ دکھایا ہے عالم کو رنگِ طبیعت

کہین عالمِ آشوبیِ عشقِ پرفن ۔۔۔ کہین شورش انگیزیِ شوقِ صحبت

کہین ذکرِ خونریزیِ تیغِ ابرو ۔۔۔ کہین اشک افشانیِ چشمِ حسرت

کہین جلوۂ حسن کی لن ترانی ۔۔۔ کہین عشقِ بیباک و پرفن کی حالت

کہین شمع و پروانہ کی جانگدازی ۔۔۔ کہین بلبل و گل کی رنگین حکایت

کہین لذتِ وصل و تکلیفِ ہجران ۔۔۔ کہین حسرتِ دید و رشکِ رقابت

کہین ذوقِ کیفیتِ بادہ خواران ۔۔۔ کہین نازشِ ساقیِ حور طلعت

کہین ناوک اندازیِ مژہ گان ۔۔۔ کہین مہر انگیزیِ چشمِ الفت

کہین ناز و انداز ہین جلوہ آرا ۔۔۔ کہین سحر پرداز مہر و محبت

کہین چٹکیان دلمین لیتے ہین مضمون ۔۔۔ کہین شوخیان ہین کہین ہین شرارت

کہین صاف لفظون سے شوکت ہویدا ۔۔۔ کہین چست بندش سے پیدا نزاکت

یہہ دیوان اہلِ سخن نے جو دیکھا ۔۔۔ کہا ہے خدا ساز حسنِ بلاغت

لکھی شوق نے اسکی تاریخ روشن ۔۔۔ یہہ دیوان ہے جلوہ فرشِ فصاحت

سنہ ۱۳۱۰

عنوان تاریخی

ہے نگارستان داغ باوفا

۱۸۹۲ع

گلستان مضمون ہے دیوان داغ ۔۔۔ ہوا سیر سے اسکے تازہ دماغ

نہ پائینگے دنیا مین اُسکا نظیر    کرین جستجو یار لیکر چراغ
سنو شوق سے مصرع سالِ طبع    کھلا ہے معانی کا پاکیزہ باغ
سنہ ۱۳۰۱ نوروز فارسی

## عنوان تاریخی

عروج جلوہ سے مہتاب داغ اِسکے ہوا
سمت ۱۹۴۹

دیوان داغ کیون نہ بصارت فروز ہو    لکھا ہے خوشنویس نے روشن مداد سے
یہہ روشنی طبع کا مضمون مین ہے اثر    مہتاب داغ ہوگیا نور سواد سے
۱۸۹۲ء

## عنوان تاریخی

گلستان خوبی ہے پاکیزہ دیوان
سنہ ۱۳۱۰

کہان ہین شاہد معنی کا جلوہ دیکھنے والے    وہ چشم دل سے دیکھین اس سراپا ناز کا جلوہ
کہین شوخی فصاحت خوش بیانی نکتہ آرائی    کہین عاشق کے وصل و ہجر سوز و ساز کا جلوہ
کہین ہے بوستان عارض گلگون کی نیرنگی    کہین شمشاد قد و نرگس طناز کا جلوہ
کھلا ہے راز فصل سال کا حیرت نما غنچہ    یہہ دیوان داغ کا جادو ہے یا اعجاز کا جلوہ
۱۲۹۹ فصلی

## ولہ

جب یہہ دیوان جہان معنی ہے    اِسکی تاریخ ہو وہ مشفق من
نکلے ہر چیز سے زمانے کی    شوق سے سن لے یہہ شگرف سخن
۱۳۱۰

پہلے اُس چیز کے عدد لکھ لے
پھر اسے ضرب کر تو بارہ[۱۲] سے
بعد ازاں اُسکو چھہ پہ کر تقسیم
دو سو باسٹھہ[۲۶۲] میں ضرب دے بیشک

جس سے ہو مشکل مدعا روشن
اور پانچ اُسمیں جوڑ اسے پُرفن
اور باقی کو اسے وحید زمن
حاصل ضرب ہوگا ہجری سن

## تمثیل قاعدہ

مثلاً لفظ آب سے تاریخ نکالنی منظور ہے۔ اسکے تین[۳] ہیں۔ تین[۳] کو بارہ میں ضرب دیا چھتیس[۳۶] ہوے۔ اسپر پانچ بڑہاے۔ اکتالیس[۴۱] ہوے۔ اکتالیس[۴۱] کو چھہ[۶] پر تقسیم کیا۔ چھہ[۶] بار گئے۔ پانچ[۵] بچے۔ پانچ کو دو سو باسٹھہ[۲۶۲] میں ضرب کیا حاصل ضرب سنہ ۱۳۱۰ ہوا علی ہذا القیاس

## و لہ در صنعت ترجمہ

از فضلِ کردگار درین موسم بہار
گفتہ سال شوق بیک مصرع بلند

سرسبز شد چو گلشن راحت فزاے داغ
باغ گزین و نغز جا دو دواے داغ
سنہ ۱۳۱۰ ابجدی سنہ ۱۳۱۰ فارسی سنہ ۱۳۱۰ افسندی

## تصریح صنعت

| ب<br>دو<br>۱۰ | ا<br>یک<br>۳۰ | غ<br>ہزار<br>۲۴۲ | گ<br>بست<br>۴۶۲ | ت<br>ہفت<br>۴۸۵ | ی<br>دہ<br>۹ | ن<br>پنجاہ<br>۶۱ | ۰ | ابجدی ۱۳۱۰ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ن<br>پنجاہ<br>۶۱ | غ<br>ہزار<br>۲۵۲ | م<br>چہل<br>۲۸ | د<br>پنج<br>۵۵ | ج<br>۶۵ | ا<br>یک<br>۳۰ | چہار<br>۲۰۹ | شش<br>۶۰۰ | فارسی ۱۳۱۰ |
| چہار<br>۲۰۹ | ش<br>شش<br>۶۰۰ | ا<br>یک<br>۳۰ | ی<br>دہ<br>۹ | د<br>چہار<br>۲۰۹ | ا<br>یک<br>۳۰ | غ<br>ہزار<br>۲۱۳ | ۰ | افسندی ۱۳۱۰ |

## قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر ارجمند شاعر رنگین بیان جناب میرزا محمد مشرف یار خان صاحب شرف از عماید حاجی پور تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

حضرت داغ کا دیوان سوم کیا کہنا — مخزن علم و ہنر ہے کوئی کیا جانے اسے

غنچۂ دل کے لئے اسکی ورق گردانی — جنبش باد سحر ہے کوئی کیا جانے اسے

کسی بیمار محبت کی کہانی ہے یہہ — قصۂ درد جگر ہے کوئی کیا جانے اسے

لو سنا ہے کہ مرتب ہوا مہتاب داغ — ہمکو تحقیق خبر ہے کوئی کیا جانے اسے

سن ترتیب شرف تم بہی لکہو کیوں نہ لکہو — سرمۂ منفعت نظر ہے کوئی کیا جانے اسے

سنہ ۱۸۹۱ع

ولہ

خوشا مطبوع شد دیوان استاد — سخن سنجان مبارکباد سالش

ندا کرد از سر تحقیق ہاتف — بگو دل کش شرف از نظم دلکش

سنہ ۱۳۰۸

## قطعۂ تاریخ از نتائج فکر جلیل جناب ابو الجمیل مولوی عبد الجلیل صاحب شگفتہ بہگواپوری ضلع مظفرپور تلمیذ جناب تیر بنارسی

بیشک ہے کلام داغ خوش گو — مجموعۂ لاجواب نادر

ہاتف نے کہا یہہ شگفتہ سے — تاریخ ہے انتخاب نادر

۱۳۰۹ھ

ولہ

اک دہوم مچی اہل سخن میں ہر سو — جب طبع ہوا داغ کا دیوان سوم
مینے بہی کہا شیفتہ بہر تاریخ — اب طبع ہوا داغ کا دیوان سوم
۱۳۱۰ھ [?]

**وله**

چو کلام حضرت داغ ما کہ یکے ز اہل سخن ورا — بخطاب طوطی ہند خواند یکے بشکر ہزار گفت
پی برای نزہت ناظرین شد طبع شیفتہ حزین — پی سال طبع دلم۔ زہے سخن ہمیشہ بہار گفت
سنہ ۱۳۱۰ھ [?]

**قطعۂ تاریخ از نتیجہ فکر بلند جناب مولوی ایوب خانصاحب صابر دہلوی تلمیذ جناب [?] شاگرد [?]**

جسنے دیکھا کلام حضرت داغ — دلسے اُسنے بہت پسند کیا
بہر ہجت سے لکہا صابر نے — کیا کلام نفیس داغ چہپا
سنہ ۱۳۰۹ھ [?]

**قطعۂ تاریخ از نتیجہ فکر سخنور رنگین بیان جناب محمد عبد الرحیم صاحب صبا خلف حاجی قاضی محمد پناہ صاحب سالہ دار سرکار رامپور شاگرد جناب مصنف مد ظلہ العالی**

چہپا کیا ہی دیوان استاد واہ — ہر اک کہہ رہا ہے بہت خوب ہے
یہہ معشوق کی جان عاشق کا دل — ہر اک زندہ دل کا یہہ محبوب ہے
تجہے اسقدر فکر تاریخ کیون — صبا کہہ یہی دے کیا ہی مرغوب ہے
سنہ ۱۳۰۹ھ [?]

**قطعۂ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر شیرین زبان جناب محمد عبد الحق صاحب صفا قادری شہیدی رامپوری**

ہوئے حضرت داغ جو رونق افزا ۔ تو کیا جلوہ آرا بہار دکن ہے
ہوئے سیکڑوں چشمۂ فیض جاری ۔ یہہ بحر طبیعت بھی کیا موج زن ہے
چھپا آج دیوان بے مثل انکا ۔ جو مہتاب داغ آفتاب زمن ہے
ہوا اوج آرا وہ بخت ہمایوں ۔ کہ اب قدردان شہریار دکن ہے
ہر اک شعر سے موجزن ہین بہارین ۔ یہہ دیوان رنگین وہ رشک چمن ہے
صفا مین نے تاریخ پُر نور لکھی ۔ یہہ مہتاب اوج سمائے سخن ہے
۱۳۱۱ھ

## قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر نازک خیال نزہت افزای ریاض سخن جناب محمد صابرین صاحب صبا نائب محکمۂ نیابت وزارت دیوانی و فوجداری ریاست بھوپال

ز انوار سخن شد چشم مشتاق جہان روشن ۔ فروغ نظم داغست این کہ نور ماہتابست این
بشوخیہای معنی پیکر الفاظ سحر آگین ۔ سراپا جلوۂ نیرنگی حسن شبابست این
بیا موسیٰ تماشا کن اگر چشم ہوس داری ۔ چو سوز و طور را آن شمع حسن بے نقابست این
بچیند چشم نظارہ بہار دامن گلچین ۔ ز گلہای مضامین و کش گلشن کتابست این
بہ بین از دیدۂ مست سخن کیفیت شوخی ۔ بلفظ اندر کجا معنی ست در ساغر شرابست این
نگاہ شوق محو دید چشم خویش را گوید ۔ پئے ہر شعر معنی خیز صاد انتخابست این
بشوق دیدن و ذوق شنیدن مژدہ باد ای دل ۔ کہ چشم و گوش مشتاق سخن را فتح بابست این
سخن با طرز دل آویز خود در دل عزیز آمد ۔ ہمہ نازش فروش شوق طبع شیخ و شابست این

شد از سرمایۂ حسن قبول آرایش معنی ۔۔۔ کلام ست این کہ تاثیر دعا مستجاب ست این

بتکرار ای صبا تاریخ را تقند مکرر کن ۔۔۔ کلام لاجوابست این کلام لاجوابست این

سنہ ١٣١٠ھ

## قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر انیق شاعر خوش گو سخنور معانی بند جناب صبر صاحب صبا لکھنوی

شیفتہ ہون دل سے مین ناز کلام داغ کا ۔۔۔ ذکر ہے ہر بار انداز کلام داغ کا

ترک دیوان غالب و میر ظفر کے ہو گئے ۔۔۔ خلق مین شہرہ ہے آغاز کلام داغ کا

سن کے جی اُٹھتے ہین لاکھون سال کے کُشتے ولا ۔۔۔ وصف ادنی ہے یہہ اعجاز کلام داغ کا

جب سنی یہہ دہوم چہپا ماہتاب داغ ہے ۔۔۔ دم لگا بہرنے مین دلساز کلام داغ کا

بلبل دل سے ملا یہہ مصرع تاریخ صبر ۔۔۔ واہ کیا کہنا وہ انداز کلام داغ کا

سنہ ١٣١٠ھ

## قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر ارجمند جناب سید محمد امراو علی صاحب صبر تخلص بہوپالی

داغ نے ایسی دکہائی ہے بہار باغ نظم ۔۔۔ نقطہ نقطہ صفحۂ دیوان کا ہے رشک چمن

ذکر جنت مین بہار نظم کا پہونچے اگر ۔۔۔ دل مین رضوان کے ہو پیدا شوق گلزار سخن

ماہتاب داغ کی تاریخ لکہو صبر گر ۔۔۔ کہدو تم اب خوب چمکا نیّر فکر کہن

سنہ ١٣١٠ھ

## قطعۂ تاریخ از نتیجۂ سخنور بی نظیر جناب منشی مسعود احمد صاحب ضمیر خلف و تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی

نور مہتاب داغ سے چمکا
اور اہل سخن میں نام داغ

سچے دل سے ضمیر کہتا ہے
لایق ناز ہے کلام داغ

سنہ ۱۳۱۰ھ

## قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر ارجمند محمد نعیم الحق صاحب ضو تخلص شیخپوری شاگرد جناب امیر و جناب مصنف مدظلہ العالی

چھپا دیوان اس استاد کا ضو
کہ جو استاد استاد زبان ہے

نہ کیونکر دل ہو اس دیوان میں تسخیر
مصنف اسکا اک جادو بیان ہے

سر دیوان سے فصلی سال پایا
خیال بلبل ہندوستان ہے

سنہ [illegible] ف

## قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر فلک پیمای شاعر شوخ فکر رنگین بیان جناب نواب میرزا بہاء الدین خان صاحب نبیرۂ نواب ضیاء الدین خان صاحب بہادر مرحوم رئیس لوہارو خلف تخلص اسسٹنٹ ٹھگی ڈکیتی سنٹرل انڈیا

بٹھا دیا نہ خدا کے کرم سے آخر کار
دکن میں داغ نے سکہ زبان اردو کا

قلم نے کام کیا تیغ تیز سے بڑھ کر
حریف کوئی مقابل نہ اسکے ٹھہر سکا

شہ دکن کے لیے زیب تھا یہی استاد
کہ ہے یہی تو شہنشاہ ملک معنی کا

دکن کے شاہ نے دی اسکو دولت و حشمت
خدا نے علم کی دی اسکو نعمت عظمیٰ

کلام اسکا ہے مرغوب شہریار دکن
کلام اسکا ہے مقبول بارگاہ خدا

کلام اسکا ہر اک خاص و عام کو دل سے ❊ پسند آیا ہے آتا رہیگا آئے گا

نیا ہے رنگ نئی طرز ہے نئی بندش ❊ نیا ہے لطف نئی بات ہے کلام نیا

دیا ہو حکم کہ چھپ کے مشتہر ہو کلام ❊ تمام ہند میں مہتاب داغ کا چمکا

ہے اس کلام میں وہ تازگی مضامین کی ❊ چمن ہو جیسے لطافت سے باغ باغ کھلا

اسی کلام پہ عاشق مزاج ہیں مفتون ❊ ہے اس کلام میں انداز دلربائی کا

اسی کلام سے رونق زبان اردو کی ❊ اسی کلام پہ اہل زبان ہیں دل سے فدا

ہے اس کلام کی خوبی بیان سے باہر ❊ کہ اس کلام کا شہرہ کہاں کہاں پہنچا

طلب یہ ہاتف غیبی نے دی ندا مجھکو ❊ لکھ اس کلام کی تاریخ نظم بیش بہا

۱۳۱۰

## قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع آسمان پیوند شاعر خوش فکر دہلی نظیر جناب ظہیر الدین صاحب دہلوی ظہیر تخلص شاگرد استاد ذوق

زمانے کو مژدہ جہان کو نوید ❊ کہ تاباں ہوا ماہ تابان داغ

بہار مضامین رنگین ہو پوچھے ❊ شگفتہ ہیں سنبل و ریحان داغ

عجب حسن پر ہے ریاض سخن ❊ عجب جوش پر ہے گلستان داغ

فصاحت کا دریا ہوا موجزن ❊ نہ ہے بارش ابر فیضان داغ

بلاغت کی پوچھو تو کچھ حد نہیں ❊ کہ مشکل سے مشکل ہے آسان داغ

اگر نکتہ نکتہ ہے باب سخن ❊ تو گنج معانی ہے دیوان داغ

ثنائے سخن میں ہے قاصر زبان — جہاں تک ہو تحسین ہے شایان داغ

زہے پایہ گاہ کلام بلیغ — زہے عظمت و شوکت و شان داغ

مجھے فکر تاریخ کی تھی ظہیر — ہوئی رہنمون طبع ذیشان داغ

سر افگندہ انجم ہیں افلاک پر — کہ طالع ہوا انجم دیوان داغ ١٣١٠ھ

تاریخ طبع دیوان استاد سلطان فن کن بلبل ہندوستان جناب نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی نتیجۂ فکر محمد حبیب اللہ عشق شاگرد ممدوح مدظلہ

از نسیم کلام حضرت داغ — غنچۂ دل برنگ گل بشگفت

سال طبعش بروش غیب اثر عشق — نغمۂ عندلیب دہلی گفت ١٣١٠ھ

ایضاً

شاہد دیوان سو میں داغ — صورت آفتاب عکس فگن

ملہم غیب سال طبعش عشق — گفت ـ مہتاب آسمان سخن ١٣١٠ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر نازک خیال جناب محمد یوسف حسین صاحب عزیز مارہروی شاگرد جناب مصنف ظلہ العالی

مرتب کنون گشتہ دیوان داغ — کہ ہر سطر او سلک دُر عدن

ازین نغمۂ تازہ و نسائے خوش — بوجد اندر آمد دل و جان من

| | |
|---|---|
| نہ ہے شاعرو شعر را پایۂ | با فلاک شعرش شدہ دست زن |
| چنین گفت مصرع بسالش عزیز | بہار معانی و روح سخن |
| | سنہ ۱۳[illegible]ھ |

ایضاً

| | |
|---|---|
| دیوان جناب حضرت داغ | جب طبع ہوا بزیب و زینت |
| تاریخ عزیز نے یہہ لکھی | گلدستۂ فرحت و فصاحت |
| | سنہ ۱۸۹۲ع |

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر شیرین زبان جناب حکیم محمد قیام الدین صاحب جونپوری فکر تخلص تلمیذ جناب منشی امیر احمد صاحب امیر

| | |
|---|---|
| فکر مہتاب داغ مین ہے وہ حسن | کہ فلک کہہ اُٹھا قمر قربان |
| کیا قمر مین ہین چار چاند لگے | مہر اپنی ماہتاب پر قربان |
| | سنہ ۱۳[illegible]ھ |

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر خوش مقال جناب فضل شاہ خانصاحب فراق شاگرد جناب منشی محمد ممتاز علی صاحب آہ

| | |
|---|---|
| کلام داغ جادو ہے اثر مین | اگر جادو مین بات ایسی کہان ہے |
| نہ کیون ہر لفظ سے ٹپکے حلاوت | کلام شاعر شیرین بیان ہے |
| | [illegible] |

قطعۂ تاریخ از فکر سخنور خوش بیان عندلیب اللسان جناب محمد قادر علی صاحب قادر سررشتہ دار بخشیگری ریاست بھوپال

کلام نواب میرزا ہے یہہ نظم دلچسپ و دلربا ہے ۔ زبان میں اور ہی مزا ہے بیان میں رنگ دوسرا ہے
مذاق شیرین ہے اس سخن مین شکر ہے گویا گھلی ہوئی مین ۔ یہہ آج شہرہ ہے اہل فن میں کلام شیرین ہے بامزا ہے
سخن وہ یہہ منتخب ہے قادر سمجھتے اسکی ہین قدر ماہر ۔ یہہ خوبیونسے ہے اسکی ظاہر جو اسمین مضمون ہی نیا ہے
خیال تاریخ دلمین گذرا تو سال ہجری زبان پہ آیا ۔ فصیح زیبا ہے تازہ بندش بیان جادو بھرا ہوا ہے

سنہ ۱۳۱۰

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر بلند شاعر نکتہ سنج جناب مولوی محمد قمر الدین خانصاحب شاہجہان پوری قمر و ملال تخلص منشی محکمۂ صدر عدالت صوبۂ شمالی ملک سرکار عالی شاگرد جناب مصنف مد ظلہ العالی

حضرت نواب مرزا خان داغ ۔ اوستاد نامی ہندوستان
کرد چون تصنیف دیوان سوم ۔ شش جہت شد شہرتش اندر جہان
گشت روشن چشم مشتاقان ازو ۔ تیرہ شد عالم بروے حاسدان
سال طبعش عیسوی گفتہ قمر ۔ ماہتاب داغ ملک افروز جان

سنہ ۱۸۹۲ء

ایضاً تاریخ اردو

عجیب شیرین گلزار داغ ہے بیشک ۔ غریب نور ہیں ہے آفتاب داغ بجا
مگر ہوا ہے جواب ماہتاب داغ طلوع ۔ یہہ چاند ہی ہے سپہر سخنوری میں نیا
کہا ملال نے تاریخ طبع کا مصرع ۔ جناب داغ کا دیوان لاعدیل چھپا

۱۳۰۹ھ

## قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر ارجمند شاعر شوخ فکر جناب محمد محمود خان صاحب محمود تخلص تلمیذ جناب مصنف دام فیضہٗ

مری آنکھہ جھپکی تھی محمود اک شب — تو کیا دیکھتا ہون کہ اک انجمن ہے
نئے لوگ ہین اور نیا ساز و سامان — غرض بزم کی بزم گل پیرہن ہے
بلا کر یہہ اک شخص سے مین نے پوچھا — یہہ محفل کہ پھولا پھلا اک چمن ہے
سبب منعقد ہونے کا تو بتا تو — خوشی ایسی کیون زیر چرخ کہن ہے
کہا اُسنے اے بیخبر تو مقرر — مسافر ہے کوئی غریب الوطن ہے
اُس اُستاد کامل کا چھپتا ہے دیوان — کہ جو آجکل زیب بخش دکن ہے
کہا مین نے تاریخ کیا ہے تو بولا — کہ جلوہ نما ماہتاب سخن ہے

۱۳۰۹

## ایضاً

مجھے حیرت تھی کیا ہے ایسی شادی — کہ عالم ہے خوشی سے باغ باغ آج
ندا آئی کہ لکھہ محمود تاریخ — وہ شایع ہو گیا ماہتاب داغ آج

۱۸۹۲ء

## ایضاً

ویران چھپ رہا ہے کہین پھول کھل رہے — کیا جوش پر ہے باغ دکن مین بہار داغ
ہین گلشن جہان مین شیدائے ذوق اس کلام کے — بلبل فدائے داغ ہین گل ہین نثار داغ

محمود کو خیال جو تاریخ کا ہوا ۔۔۔ آئی صدائے غیب ۔ کہو لالہ زار داغ
سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

جب چھپا دیوان جناب داغ والا جاہ کا ۔۔۔ دوستون کے دل ہوے خوش دشمنونکے ہوش گم
مین نے بھی محمود سنکر لکھی یہہ تاریخ طبع ۔۔۔ اب ہوا شایع مرے اُستاد کا دیوان سوم
سنہ ۱۳۱۰ھ

## قطعات تاریخ از نتیجہ فکر گہربار شاعر نازک خیال جناب مولوی عبد الصمد خانصاحب مقبل ساکن ٹونک ملازم محکمہ صدر المہامی بھوپال

سبحان اللہ حضرت داغ ۔۔۔ زانگونہ کلام خویش پیراست
کز دیدن او بجسر کراند ۔۔۔ احسنت زکام خلق برخاست
مقبل چہ نمک فشاند در سال ۔۔۔ معشوق ملیح جلوہ آراست
سنہ ۱۳۱۰

ایضاً

داغ کی روشن بیانی دیکھیے ۔۔۔ داغ کہاے اس سے دلپر ماہ نے
وصف دیوان مین یہہ مقبل نے لکہا ۔۔۔ گل کہلائے داغ عالی جاہ نے
سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

کیا داغ کا دیوان ہے کوئی آئنہ خانہ ۔۔۔ مردم اسے کیون دیکھہ کے ہوجاتے ہین ششدر
یہہ بھی جو نہین ہے تو پری خانہ ہے بیشک ۔۔۔ دل دیکھنے سے جسکے ہے دیوانہ و مضطر
کیا خوب یہہ مقبل نے لکہا سال الٰہی ۔۔۔ معنی کا پرستان ہے یہہ دیوان منور
سنہ ۱۳۰۱ف

## ایضاً

یہہ تیسرا دیوان بہی لکہا داغ نے کیا خوب | پہولون سے مضامین کے سراپا ہے گلستان
پایا ہے سخن مین بجدا طرز حسن ادا | اُردو کا بجا ہے جو کہین آپ کو سحبان
ہے رنگ سخن رنگ زمانہ سے موافق | پیدا ہے جو اک بات سو باتین ہین پنہان
حالیہ لکہا تو نے یہہ مقبل سن فصلی | اِک داغ ہے حاسد کے لئے جلوۂ دیوان

سنہ ۱۲۹۹ فصلی

## قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر شیرین مقال جناب برہان علی صاحب محمور تخلص حیدرآبادی تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی

چہپا تیسرا داغ صاحب کا دیوان | مضامین خوب اصطلاحات عمدہ
لکہا سال ہجری یہہ محمور نے بہی | ہوا طبع سب مخزن روزمرہ

سنہ ۱۳۱۰ھ

### ایضاً

جو دیوان چہپا میرے اُستاد کا | ہوا کیا ہی محمور دل باغ باغ
سرِ اُنس سے سال لکہہ عیسوی | ہوا طبع رنگین یہہ مہتاب داغ

سنہ ۱۸۹۲ء

## قطعات تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر خوش فکر نازک خیال جناب محمد غالب مرزا صاحب مراد تخلص برادرزادہ و شاگرد جناب مصنف مدظلہ

واہ کیا دیوان ہے مہتاب داغ | شمس نورانی ہے یہہ ماہِ تمام

شاعری نازان ہے جس استاد کی — کون وہ استاد اس فن کا امام
واہ اے نواب مرزا خان داغ — مستند دنیا مین جنکا ہے کلام
انکا یہہ دیوان نامی چھپ گیا — جسکے آگے ماہ و اختر ہین غلام
ابتدا سے انتہا تک ایک ہے — سر سے پا تک روزمرہ ہے تمام
چاند اسے کہیئے تو اُسمین داغ ہے — اور یہہ بیداغ بالکل لاکلام
اسکو کیا سورج سے ہم تشبیہ دین — اسمین نور اور اُسمین آتش ہے تمام
اب اسے کس چیز سے دیجے مثال — ہوتی رہتی ہے قلم کی رُوک تھام
حاسد و بدکار رشک سے دل ہو کباب — دشمن اسکی آگ مین لوٹین مدام
اسکا سال طبع یون لکھو مرا — سب کلام داغ ہے ماہِ تمام
سنہ ۱۳۰۱ھ

## ایضاً

ہوا وہ چھپ کے دیوان داغ تاباں کہ جس سے رونق مہر و مہ ہین — فروغ سے اسکے جگمگایا سپہر جاہ و جلال اُردو
مجھے ہوئی فکر اسکی جب کہ ختم سال کیا لکھون مین — پکار اُٹھا ہاتف لکھو کمال فضل و کمال اُردو
۱۳۰۹ھ

## قطعات تاریخ از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال روح و روان گلشن سخن
## جناب محمد شاکر حسین صاحب نکہت تخلص سہسوانی

چھپا یہہ دیوان داغ کا ہے کہ شعلہ روشن چراغ کا ہے

جو رنگ مضمونون مین داغ کا ہے بہار معنی مین تازگی ہے

بلند اشعار ہین سراسر زمین غزلون کی ہے فلک پر

ہر ایک نقطہ بنا ہے اختر سواد تحریر چاندنی ہے

بہری ہین کیا شوخیان بلا کی تڑپ ہے بندش ہین انتہا کی

یہہ فکر ہے داغ خوش نوا کی طبیعت ایسی کسے ملی ہے

یہہ حسن ترکیب ہے سراپا کہچا ہوا حور کا ہے نقشا

ہر ایک مصرع ہے قد پری کا یہہ سادہ پرکار شاعری ہے

ہے روکش لالہ زار دیوان نہ کیون دکہائے بہار دیوان

نظر سے گذرے ہزار دیوان کچہہ اسکی پروازہی نئی ہے

اسی پہ مرتا ہے سب زمانہ یہی ہے اک زیست کا بہانہ

بیان مین ہے رنگ عاشقانہ سخن مین معشوقیت بہری ہے

لبہا رہے ہین دلونکو مضمون بہرا ہے شعرون مین سحر و افسون

سخن پہ ہے چشم شوق مفتون نگاہ حرفون پہ جمگئی ہے

زبان کی تعریف مین کرون کیا ہوا ہے اشعار سنکے سکتا

نہین ہے منہہ مین زبان گویا چپ ایسی کچہہ آج لگ گئی ہے

کہلا و نگہت گل مضامین سناؤ تاریخ نور آگین

کلام دلکش بیان رنگین یہہ معجزہ ہی ہے سحر ہی ہے

## ایضاً

کلامِ حضرت نواب مرزا | پسند خاطرِ پیر و جوان ہے
نہین دیوان داغِ نکتہ پرور | متاعِ حسنِ معنی کی دُکان ہے
چھپے دلمین نہ کیونکر رنگ مضمون | زبان شاعر کی خنجر کی زبان ہے
بھری ہے کوٹ کر شوخی سخن مین | جزاک اللہ کیا حسنِ بیان ہے
نہ پوچھو رفعتِ شانِ معانی | زمین شعر رشکِ آسمان ہے
ڈہلا ہے حسن کے سانچے مین ہر شعر | سخن سے نور کا جلوہ عیان ہے
بیان مین ہے بہارِ حسن یوسف | ہجومِ شوق عالم کاروان ہے
پری خانہ کا ہے ہر بیت مین لطف | جو مصرع ہے قدِ حورِ جنان ہے
ہر اک برجستہ مصرع شوخیون سے | حریفِ مصرعِ برقِ طپان ہے
نہ کیونکر آبرو پائین مضامین | طبیعت جوش دریا سے روان ہے
لکھی برجستہ نگہت نے یہ تاریخ | کلامِ شاعرِ شیرین بیان ہے

سنہ ۱۳۱۱ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر رنگین سخن عالی فکر جناب مولوی محمد فصیح اللہ خان صاحب نیر تخلص رئیس شہر بنارس تلمیذ جناب مرزا محمد حسن صاحب فائز

چھپ گیا دیوانِ ثالث داغ کا | جسکو روح و جانِ آرایش کہو

فکرِ سال طبع اے نیّر جو ہو ۔۔۔ بنے نگارستانِ آرایش کہو
۱۳۰۹ھ

## قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع بلند و فکر ارجمند جناب سید آل حسن صاحب نگہت شاگرد جناب نسیم بہرت پوری

واہ کیا عمدہ چھپا مہتاب داغ ۔۔۔ شانِ الفاظ و معانی دیکھنا
فرقِ حاسد کا مگر نگہت لکھو ۔۔۔ داغ کی معجز بیانی دیکھنا
سنہ ۱۳۱۰ھ

## قطعاتِ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعرِ شیریں زبان جناب محمد فخر الدین صاحب نادم تخلص فرزند جناب حافظ لطف الدین صاحب سوداگر رام پوری

چھپا تیسرا جبکہ دیوانِ داغ ۔۔۔ ہوئے دیکھکر شاد اربابِ فن
پئے سالِ تاریخ نادم شتاب ۔۔۔ رقم زد مبارک عروسِ سخن
۱۳۰۹ھ

ایضاً

چھپ گیا دیوانِ ثالث داغ کا ۔۔۔ جو سخن گو ہیں ہیں عالی مقام
سالِ ہجری طبع کا نادم یہ لکھ ۔۔۔ دُرِّ تاجِ شاعری ہے یہ کلام
سنہ ۱۳۱۰ھ

ایضاً

دیوان تیسرا بھی چھپا خوب داغ کا ۔۔۔ مشتاق جسکے دید کا سارا جہان ہے
نازو ادا و عشوہ و سوز و گداز دل ۔۔۔ سب کچھ ہے حسن و عشق کی گویا یہ جان ہے

انصاف سے جو دیکھیے ناآدم تو واقعی — آفت کی بندشین ہین بلا کا بیان ہے
فصلی و عیسوی لکھے یہہ دونون ہیں سال — مضمون سحر کے ہین غضب کی زبان ہے
۱۲۹۹ فصلی ۱۸۹۲ء

ایضاً

گشت دیوان سوم طبع چون با صد آب و تاب — از گل مضمون رنگینش معطر شد دماغ
بہر تاریخ سیحی فکر دامنگیر شد — از دل و جان گفت ناآدم بسلک گوہر سفتہ داغ
۱۸۹۲ء

ایضاً

زہے فکر داغ ہمہ دان فن — چہ زیبا دُرِ نظم نایاب سفت
بصد حسن صحت چو گردید طبع — بدلہا گل شادمانی شگفت
پئے عیسوی سال ناآدم شتاب — بسلک سخن سکہ داغ گفت
۱۸۹۲ء

ایضاً

طبع مہتاب داغ شد ناآدم — کہ از آن گشتہ روشنی بدماغ
شد بدو طبع سال طبع کہیت — فکر حاضر جناب مرزا داغ
۱۳۰۹ ۱۳۰۹

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع شاعر رستم بیان معرکۂ سخن منشی محمد عبد الرزاق صاحب نصر باشندہ ناگپور حال ملازم سرکار نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ

حسن کے مہتاب داغ کا چہپنا — بولے تاریخ اس کے سب کہہ کر

| کون کہتا ہے تیسرا دیوان | باب ہے رحمت خدا کا یہہ<br>سنہ ۱۳۰۹ھ |
|---|---|

## قطعات تاریخ از نتیجۂ طبع شاعر نازک خیال ماثر عدیم المثال ہمپایۂ طالب و کلیم جناب منشی شبیر حسین صاحب نسیم تخلص شاگرد رشید جناب مصنف مدظلہ

تیسرا دیوان چھپا استاد کا — کیون نہون خوش دیکھکر اہل کمال

اور ہے ایسا کوئی جادو بیان — اور ہے ایسا کوئی نازک خیال

ہان یہی ہے تازگی بخش سخن — ہان یہی ہے رونق افزائے کمال

یہہ ہے اردوے معلی دیکھئے — دیکھئے کہتے ہین اسکو بولچال

عقل حیران ہے کہ اسکو کیا کہون — معجزہ ہے یہہ کہ ہے سحر حلال

اسکے ہر مصرع کے تیور دیکھکر — سرنگون ہے بام گردون پر ہلال

دیکھکر ہر شعر کی بانکی ادا — کٹ گئے ہین دلمین کیا کیا خوش جمال

یہہ مضامین یہہ بلندی کی اڑان — یہہ پری بندش یہہ پاکیزہ خیال

ہان یہی میوہ غذائے روح ہے — گلشن تفریح کا یہہ ہے نہال

ہے یہی تو انجمن آرائے شوق — ہے یہی تو شمع بزم حال و قال

ہے اسی سے گرمئ بازار عشق — ہے اسی سے رونق حسن و جمال

بس اسیکا حسن ہے زاہد فریب — ہے اسی کے دام سے چھٹنا محال

تیسری تاریخ کی تھی مجھکو فکر — دل پکارا ہے عجب اعلیٰ خیال

فرقِ اعدا کا تکڑ لکھدے نسیم — بے نظیر و بے عدیل و بے مثال

۱۸۹۲ء

ایضاً

چھپا ہے اُس شہ اقلیم نظم کا دیوان — کہ جسنے عرش پہ پہونچا دیا سخن کا دماغ

نسیم لکھدے یہ سن ختم و طبع کا مصرع — بیان دردِ دل داغ و دردنامۂ داغ

۱۳۱۰ھ — ۱۳۰۹

ایضاً

مہتاب داغ ملکِ دکن سے ہوا طلوع — آئین کہ ہیں عاشق جانانۂ سخن

چلتا ہے دور بادۂ حسنِ کلام پھر — کھلتا ہے آج پھر درِ میخانۂ سخن

لو تو عروس نظم کے جوبن کی پھر بہار — پھر دیکھو سیر حسن صنم خانۂ سخن

سرمہ ہے باصرہ کے لئے یہ ہمہ کلام — دعوت ہے سامعہ کی یہ افسانۂ سخن

پوچھیں جو محو شاہد مضمون سنین طبع — کہدے نسیم جلوۂ مستانۂ سخن

۱۳۱۰ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر شاعر نازک خیال خوش تقریر شیریں مقال مولانا مولوی جناب ابو الجمیل معین الدین محمد عبد الجلیل صاحب لغاتی رامپوری مصنف شفیع نامہ و جواب بیانی وغیرہ

یہ کس گل خوشنما کا ہے عطر — گل کس کے شگفتہ باغ کا ہے

ہے سال و سوال و جواب ایک — مطبوع کلام داغ کا ہے

سنہ ۱۳۱۰ ہجری

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ طبع وقاد شاعر بے عدیل جناب مولوی محمد عبد الواحد صاحب محب فقیہ واحد تخلص

کلام داغ با اوج معانی — سر رفعت ز گردون بر کشیدہ

نگشتہ بے سبب این شہرت نظم — ہمہ مقبول ہست و برگزیدہ

بہ یکتائی نظیر خود ندارد — چنین مضمون کہ بشنید و کہ دیدہ

رقم زد کلک واحد سال تاریخ — بیان مطبوع و نغز و پاک چیدہ

سنہ ۱۳۱۰

قطعات تاریخ طبع زاد شاعر خوش فکر نکتہ سنج جناب مہدی حسن صاحب
اہلمد پیشی عدالت منصفی فوجداری خاص ریاست بھوپال

عنوان تاریخی

دیوان ہے یہ شاعر گلشن طراز کا

سنہ ۱۳۱۰ھ

کیا داغ کی کلک گہر افشاں نے کھلایا — کا منہ کے خیابان فصاحت کا گلستان

ہر لفظ گل تازہ ہے ہر نقطہ ہے غنچہ — ہے سرو ہر اک مصرع برجستہ و پیچان

چن چن کے کہا ماجد نے مصراع شگفتہ — ہے بحر مضامین دل آویز یہ دیوان

سنہ ۱۳۱۰

ایضاً

عنوان تاریخی

داغ دل دہ ہے حاسد کے لئے یہ دیوان

سنہ ۱۳۱۰ھ

نہال کلک داغ خوش بیان نے ۔۔۔ صف مین کے کہلائے باغ کیا کیا
سرِ اعدا اُڑا کر وہ جد لکھ دو ۔۔۔ دیئے ہین حاسدو نکو داغ کیا کیا

سنہ ۱۳۱۰

ایضاً

عنوان تاریخی

دیوان داغ ہو گیا اعدا کے واسطے

سنہ ۱۳۱۰

لطفِ زبان ریختہ مخصوص داغ ہے ۔۔۔ محمود کے لئے ہے نہ حامد کیواسطے
کیون ہو نہ بار رشک سے اعدا کا سر نگون ۔۔۔ دیوان ایک داغ ہے حاسد کیواسطے

سنہ ۱۳۱۰

ایضاً

عنوان تاریخی

ہے مہِ کامل یہہ دیوان داغ دِالاجاہ کا

سنہ ۱۳۱۰

زبان ریختہ کے باغ کے ہین ۔۔۔ جناب داغ خوش آہنگ بلبل
صبا کا رشک سے کیون دل نہ نکلے ۔۔۔ کھلائے داغ نے اعجاز کے گل

سنہ ۱۳۱۰

قطعۂ تاریخ از طبع شاعر نازک خیال سخنور بی نظیر جناب محمد وزیر صاحب

## وزیر مالک مطبع ریپن پریس اخبار جنرل و گوہر آصفی کلکتہ

مری آنکھ تھی مائل خواب اک شب — تعلق سے آزاد تھا قلب پُرغم
نہ لیتا تھا چٹکی کوئی شوخ دل میں — تھی اشک حیرت سے نہ چشم پُرنم
غم دنیوی سے فراغت تھی حاصل — ہر اک گھر میں تھی شادمانی فراہم
مسرت کا ہنگامہ تھا شش جہت میں — مزاج زمانہ ہی تھا کچھ نہ برہم
کھلے نظم کے گل زمین سخن میں — مضامین کے طائر مچاتے ہیں اودھم
وہاں سننے والوں کا ہوتا ہے مجمع — جہاں ہم سخن شعر کہتے ہیں باہم
رسا ہوتی ہیں مرحبا کی صدائیں — تعلّی کی لیتے ہیں شاعر جو پیہم
طبیعت کی جدت میں بھی شوخیاں ہیں — بدلا ہے رنگ آسمان لاکھ ہر دم
عجب وقت تھا وہ سہانا سماں تھا — فلک پر سحر کی سفیدی تھی کم کم
غضب ہے مؤذن کی اللہ اکبر — شب وصل کے سونے والوں کو ہے غم
عجب نور کا وقت ہے صبح صادق — بہت طبع انسان کی رہتی ہے خرم
کوئی کہہ رہا ہے بالحان عشرت — یہی قلب محزون سے فرحت ہے توام
کسی نے کہا دل میں خدشہ ہے ناحق — پھر ہر اک کو یہہ ہو وقت جشن جم
چھپا دہلوی داغ صاحب کا دیوان — دل خستگان جہان کا ہے مرہم
وزیر آکے کانوں میں کہتا ہے ہاتف — الٰہی یہہ ہو نظم مقبول عالم

۱۳۰۹

## ایضاً

ہاتف کی ندا نے دی یہہ کانونکو خبر — ہے اوج پر اے وزیر اختر فکر
سچ کہتی ہے خلق اسکو مہتاب داغ — بے شبہہ ہے۔ محفل خیال شب بجبر

سنہ ۱۳۰۹

## ایضاً

ہے اُس سے شکل معنی نو صاف آشکار — آئینہ سے سوا ہے جو مشق صفاے داغ
خلق خدا مین نور ہے مہتاب داغ کا — دیکھنے لگا اہل معانی ضیاے داغ
دیوان داغ ملک دکن مین چھپا وزیر — مشہور دہر کیون نہو ظل ہماے داغ
تاریخ کی جو فکر ہوئی بولا یہہ سروش — ہے ذہن مین بسی ہوئی شیرین ادائے داغ
کچھہ غور کی ضرور نہین صاف صاف لکھہ — ناظم جہان نورد ہے فکر رساے داغ

سنہ ۱۳۱۱

## ایضاً

شاعر نامور کا دہلی کے — ہے یہہ مہتاب داغ لاثانی
اُسکے چھپنے کا ہے دکن مین شور — کاتب اُس نظم نو کا ہے بانی
اضطراب خرد سے مجھکو وزیر — طبع کی سال مین تھی حیرانی
مجھکو مضطر جو پایا ہاتف نے — بولا ہے فکر تیری دیوانی
یہہ خدائے سخن کا ہے دیوان — طلعت آفتاب نورانی

۱۳۱۰

## قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر رسا عذب البیان جناب منشی محمد عبد العزیز صاحب رضا عجائب رقم سہسوانی

| | |
|---|---|
| کیا ہی رنگین صورت گل داغ نے دیوان لکھا | اسکو کہتے ہین زبان خوش بیان عندلیب |
| بلبل دل بول اٹھا یون گلبن تاریخ پر | اب لکھے اوراق گل پر داستان عندلیب |

سنہ ۱۳۱۰ ہجری

### ولہ

| منظہر لطف | نظم مرہم دل | منظہر قدس | ہم نوا در باغ |
|---|---|---|---|
| سنہ ۱۳۱۰ | سنہ ۱۳۰۹ | سنہ ۱۳۰۹ | سنہ ۱۳۱۰ |
| نغمۂ طور | داغ نامہ بجبد | نظم گلرنگ | درد نامۂ داغ |
| سنہ ۱۳۱۰ | سنہ ۱۳۰۹ | سنہ ۱۳۱۰ | سنہ ۱۳۰۹ |

### ولہ

| | |
|---|---|
| این چہ دیوان نوشت مرزا خان | ہر غزل مطلعی ز لمعۂ صبح |
| تازہ تاریخ تحبر چہ گفتم | ریخت مہتاب داغ جلوۂ صبح |

سنہ ۱۳۱۰ ہجری

الحمد للہ والمنہ دیوان مہتاب داغ من تصنیف جناب نواب میرزا خان صاحب داغ دہلوی بتاریخ
۲ شہر جمادی الثانی سنہ ۱۳۱۰ ہجری مطبع عزیز دکن حیدرآباد مقام چھتہ باہتمام محمد عزیز الدین کے چھپا۔

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۴۴ | ۳ | اُدہراہر | اُدہر سے | ۱۸۱ | ۱۳ | ٹھہرسے | ٹھیرے | ۲۳۶ | ۱۳ | بچے | بچی |
| " | ۱۱ | مزا | مزہ | ۱۸۲ | ۸ | ٹھہرا | ٹھیرا | ۲۳۹ | ۱۷ | وصفت | توصفت |
| " | ۱۳ | تیرے | ترے | ۱۸۴ | ۵ | مزا | مزہ | ۲۴۰ | ۴ | اور محشر | اور نہ محشر |
| " | ۱۲ | سوال پیہم | سوال پیہم | " | " | تیری | تیرے | ۲۴۲ | ۹ | خنجر | خنجر |
| " | ۱۴ | دانہ | دلسے | ۱۸۵ | ۱ | ہماری | ہمارے | " | ۱۲ | بنے | بنے |
| " | ۱۵ | لگاہین | لگائین | ۱۸۶ | ۱۰ | برس | برس | ۲۴۸ | ۲ | آنکھ ڈال کے | آنکھیں ڈال کے |
| ۱۴۸ | ۱۱ | صیاد | رہزن | ۱۹۳ | ۲ | میری | میرے | ۲۵۰ | ۱۵ | اک کیا ہر کہنا | وہ کیا کیا کہنا |
| ۱۵۲ | ۹ | یہ کہتی | کہتی | " | ۴ | مزا | مزہ | ۲۵۱ | ۷ | تیری | تری |
| ۱۵۴ | ۱۷ | ٹوٹ آئین | ٹوٹ آئی | ۱۹۵ | ۱۲ | گئے | گئی | " | ۹ | کیا ب کیا | کیا خوب |
| ۱۵۷ | ۳ | اگا | لگا | ۲۰۰ | ۳ | رکھکر اص | رکھکر اس | " | ۱۴ | ایک طرف | اک طرف |
| ۱۵۹ | ۴ | ٹہر ٹہر | ٹھہر ٹھہر | ۲۰۲ | ۱۶ | گئے | گئی | ۲۵۴ | ۱ | توک | نوک |
| ۱۶۱ | ۳ | بڑا مزا | بڑا مزہ | ۲۰۴ | ۶ | پنچا | پہنچا | ۲۵۶ | ۵ | ہمین ہین | ہمیں ہیں |
| ۱۶۱ | ۴ | برا انقلاب | بڑا انقلاب | ۲۰۸ | ۳ | پُرائی | پرائی | ۲۵۸ | ۱ | میرے | مرے |
| ۱۶۱ | ۵ | لطف جو | لطف ہے | " | ۴ | برائی | بُرائی | " | ۹ | میری | مری |
| ۱۶۱ | ۱۲ | مزا | مزہ | ۲۰۹ | ۶ | مزا | مزہ | ۲۵۹ | ۱ | میری | مری |
| ۱۶۳ | ۱۰ | کہین | کہیں | ۲۱۱ | ۱۰ | مزا | مزہ | ۲۶۰ | ۸ | میری | مری |
| ۱۶۷ | ۹ | چھپ لی | چھپ ہی | ۲۱۴ | ۱ | ٹہر ٹہر | ٹھیر ٹھیر | ۲۶۴ | ۱۰ | نہ گئے | نہ گئی |
| ۱۷۰ | ۱۲ | سوال کہہ گئی | ان سے کہہ گئے | ۲۲۶ | ۱۳ | ڈرتے | ڈرتے | " | ۱۲ | کیا گئے | کیا گئی |
| ۱۷۴ | ۵ | اُسیکی | اُسیکے | " | ۱۴ | [illegible] | [illegible] | ۲۶۵ | ۴ | ہوتی ہی | ہوتی ہے |
| " | ۷ | پیچ و خم | پیچ و خم | ۲۳۳ | ۳ | خاموش ہے | خاموش ہیں | ۲۶۷ | ۸ | میرے | مرے |
| ۱۷۹ | ۱۰ | مزا | مزہ | ۲۳۴ | ۸ | ہوئین | ہوئی | ۲۶۸ | ۱۰ | کی کی | کی سکے |
| ۱۸۱ | ۹ | بدمزہ گی | بدمزگی | ۲۳۶ | ۱۱ | نکہت | نکہت | ۲۶۹ | ۳ | حسن ہی | حسن ہی |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح | صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲۶۹ | ۳ | نیلی ہیلی | نیلی پیلی | ۲۹۶ | ۵ | خان دیچا | خان دیچاہ | ۳۳۳ | ۱۲ | کنجفہ | گنجفہ |
| ۲۷۵ | ۳ | اور ایک بیہ | ہیروزاک | 〃 | ۸ | ترا | تڑا | ۳۳۴ | ۴ | تیرے | ترے |
| 〃 | ۱۶ | لیلئے | لیلی | ۳۰۰ | ۵ | این | زین | 〃 | ۱۴ | ہوگئی | ہوگئی |
| ۲۷۷ | ۹ | ٹھن گئے | ٹھن گئی | ۳۰۸ | ۶ | فسونسازبیچ | فسون ساز ہیچ | ۳۳۵ | ۴ | اندار | انداز |
| ۲۷۸ | ۱ | بے گرچہ ایک | گرچہ اک | ۳۱۴ | ۳ | ۰ | سنہ ۱۳۰۹ھ | ۳۳۶ | ۴ | نگہت کل | نگہت گل |
| 〃 | ۴ | اجی کیجے ایسا | اجی کیجے کام ایسا | ۳۱۴ | ۸ | حراغ | چراغ | 〃 | ۱۰ | ماہم | باہم |
| 〃 | ۱۳ | میبری | میروی | 〃 | ۱۳ | سال | مثال | ۳۳۷ | ۴ | جانجا | جابجا |
| 〃 | ۱۴ | سمینا | سیمینا | ۳۱۵ | ۵ | ۰ | سنہ ۱۳۱۱ھ | 〃 | ۱۳ | علم علم | علم قلم |
| ۲۸۱ | ۳ | ہوگئیر | ہوگئی | ۳۱۷ | ۱۵ | نکہت | نگہت | ۳۴۰ | ۳ | فعفور | فغفور |
| 〃 | ۵ | خنضر | خضر | ۳۲۱ | ۱۳ | نہیں | بنیں | ۳۴۳ | ۵ | ہوگئے | ہوگئی |
| 〃 | ۱۰ | جو | چو | ۳۲۳ | ۹ | جاوئے جاوے | جاوے جاوے | 〃 | ۹ | بڑھ گئے | بڑھ کے |
| ۲۸۳ | ۷ | پہچانا | پہنچانا | 〃 | ۱۳ | چوکری | چوکڑی | ۳۴۵ | ۵ | جسکی | جس سے |
| ۲۸۳ | ۱۶ | غم و رنج | غم و رنج | 〃 | ۱۴ | اشارہ سے | اشارے سے | 〃 | ۸ | لالہ گل | لالہ و گل |
| ۲۸۴ | ۱۳ | جنبش سرکوب | جنبش سرکوب کوا | 〃 | ۱۶ | زرہ | زندہ | 〃 | ۱۵ | اُسکے | اُسکی |
| ۲۸۵ | ۱۳ | ہرگل | ہرلب | ۳۲۴ | ۶ | جھرمٹ کے | جھرمٹ کئے | 〃 | ۱۷ | جفاساز | جفاکار |
| ۲۸۶ | ۳ | تیری | ترے | ۳۲۵ | ۱ | شمع کی | شمع کے | ۳۴۶ | ۱۳ | جلوہ تیغ تیز | جلوہ نیزے |
| 〃 | ۴ | تیری | ترے | ۳۲۶ | ۱ | جواد | جوّاد | 〃 | ۱۴ | یاباراله | یاباراِلٰہ |
| ۲۸۷ | ۱۲ | مسعود مبارک | مبارک مسعود | 〃 | ۷ | فہم و فطن | فہم و فطن | ۳۴۸ | ۱ | تومینا | تو مینا |
| ۲۹۱ | ۶ | کہیں | کبھی | ۳۲۷ | ۱۳ | جوشش | جوشن | ۳۵۰ | ۱۴ | تاریخ | تاریخ |
| 〃 | ۱۳ | افرور | افروز | ۳۲۸ | ۱۳ | شرن | بیژن | 〃 | ۱۷ | اتیرگی | تیرگی |
| ۲۹۳ | ۵ | نعز | نغز | 〃 | ۱۶ | حسن | حسن | ۳۵۳ | ۱۰ | اقران | قران |
| ۲۹۴ | ۱ | قادر بخش | قادر بخش شہاور | ۳۲۹ | ۱۷ | ساقی کے | ساقی کی | | | | |

## صحتنامہ تقریظات و تاریخہائے مہتاب داغ

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۱ | ۴ | بیہچود | بیخود |
| " | ۵ | دو | وہ |
| ۵ | ۹ | بہی ہین | بہی ہین |
| " | ۱۷ | کین | کہین |
| ۸ | ۱۷ | ہیرہفت | ہرہفت |
| ۹ | ۵ | آہ ہے | آہ رہے |
| ۱۱ | ۱۶ | کہین کے | کہیان کے |
| ۱۲ | ۳ | افغانیان | افغانیان |
| " | ۱۶ | روزنہابیس | روزنہابیس |
| ۱۳ | ۱۷ | جو | چو |
| ۳۱ | ۴ | والی | والے |
| " | ۹ | اولی العظم | اولی العزم |
| " | ۱۴ | بانکین | بانکی |
| ۳۲ | ۲ | ایسی | جیسی |
| ۳۴ | ۷ | نعمہ | نغمہ |
| " | ۷ | خور | خورد |
| ۳۵ | ۱۷ | جو | چو |
| ۳۶ | ۳ | نمائد | نماید |
| " | ۶ | شب | شب |
| ۳۵ | ۱۵ | مژکان | مژگان |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۳۶ | ۶ | نکہت | نکہت |
| " | ۱۴ | نمائد | نماید |
| ۳۸ | ۷ | اقران العظم | اقران معظم |
| ۴۰ | ۵ | خیرباد | خیرباد |
| " | ۹ | خوادث | حوادث |
| ۴۱ | ۴ | قطع | قطعہ |
| " | ۹ | قطع | قطعہ |
| " | ۱۳ | " | " |
| ۴۳ | ۳ | " | " |
| " | ۱۳ | " | " |
| ۴۵ | ۸ | استادم | اوستادم |
| " | ۹ | نغر | نغز |
| ۴۵ | ۱۱ | قطع | قطعہ |
| " | ۱۵ | " | " |
| ۴۶ | ۳ | یعموب | یعقوب |
| ۴۹ | ۵ | نظر | نظیر |
| ۵۴ | ۷ | امیر صاحب | امیر احمد صاحب |
| ۵۵ | ۱ | ہوگئی | ہوگئی |
| ۵۷ | ۸ | چہران | چہریان |
| ۵۸ | ۴ | فصاحب | فصاحت |
| ۶۰ | ۱۱ | کیدٹر | کیدڈ |
| ۶۱ | ۹ | گلزا | گلزار |

| صفحہ | سطر | غلط | صحیح |
|---|---|---|---|
| ۶۲ | ۸ | کی تہی | کی دفعہ تہی |
| ۶۷ | ۱۱ | طمار | طناز |
| ۷۲ | ۵ | میر ظفر | میر ظفر |
| ۷۳ | ۱ | داع | داغ |
| ۷۴ | ۲ | نئی طرز ہے | نئی طرز ہی |
| ۷۷ | ۱۳ | عجیب شیر | عجیب سیر |
| ۷۸ | ۱۳ | ماہتابہ | مہتاب |
| ۷۹ | ۴ | دیوان سوم | دیوان سوم |
| ۸۳ | ۱ | مضمون | مضمون |
| ۸۴ | ۴ | چہپا | چہپا |
| ۸۵ | ۱۷ | کے | کی |
| ۹۰ | ۱۱ | غصب | غضب |
| ۹۲ | ۱۲ | تخرجہ | تخرجہ |

تمت بالخیر

# اعلان

شیفتگان کلام و کشتگان سخن کو مژدہ ہو کہ میرے اُوستاد سرآمد شعراء جہان بلبل ہندوستان اُستاد السلطان دکن جناب نواب میرزا خان صاحب **داغ** دہلوی مدظلہ کا تیسرا دیوان مسمی بہ **مہتاب داغ** اِس عاجز کے اہتمام مطبع عزیز دکن مین بصحت تمام عمدہ کاغذ پر خوشخط اُنتیس جزو مین طبع ہو کر اتمام کو پہونچا۔

اس دیوان فصاحت بنیان مین۔ گلزار داغ۔ آفتاب داغ۔ فریاد داغ۔ کے خلاف الفاظِ مفصلۂ ذیل ترک کیے گئے اور بجاے اُسکے دوسرے الفاظ قایم کیے گئے ہین۔

نقشہ الفاظ متروک شدہ و قائم شدہ مگر تلامذہ کو مجاز کیا گیا ہے کہ چاہین ترک کرین یا نکرین

| الفاظ متروک شدہ | تمثیل الفاظ متروک شدہ | الفاظ جو بجاے الفاظ متروکہ قائم کیے گئے | تمثیل الفاظ قائم شدہ |
|---|---|---|---|
| یان۔وان | مصرع<br>نہین معلوم کہ اُن تک سے قاصد حال کچھ دل کا | یہان وہان<br>باظہارِ (ہا) | مصرع<br>اس دل کا ٹھکانا نہ یہان ہے نہ وہان ہے |
| پر۔ بمعنی لیکن و مگر | مصرع<br>بات کہنے مین پر نہین آتی | لیکن و مگر | مصرع<br>قرار اِس دلِ بیتاب کو مگر کیسا |
| اور بروزن۔ آر | مصرع<br>اور بات ہے اتنی کہ اُدھر کل ہے اِدھر آج | اور<br>باظہار۔ واو | مصرع<br>ہے حال طبیعت کا اِدھر اور اُدھر اور |
| مین۔ متکلم کا یا۔ دبی ہوی | مصرع<br>مین کیسے دل لگاؤن مین کیسے غم اُٹھاؤن | مین<br>باظہار۔ یا | مصرع<br>ساقیا مین اگر دعا مانگون |

یہہ دیوان گورنمنٹ سرکار عالی نظام حیدرآباد دکن خلد اللہ ملکہ و گورنمنٹ انگریزی مین رجسٹری ہوگیا ہے

قیمت اس حدیقۂ سخن کی پانچروپیہ کلدار مقرر کیگئی ہے۔ اسکی قیمت پیشگی اسقدر پہونچ گئی ہے کہ نصف سے بھی کم نسخے باقی رہ گئے ہین اور روز بروز کم ہوتے جاتے ہین جو صاحب خریدار ہون قیمت میرے پاس یا خواہ جناب استاد مدظلہ کے پاس (محبوب گنج واقع بیرون بلدہ حیدرآباد دکن) مین روانہ فرمائین اور اپنا پتا اور نشان صاف خط مین تحریر کرین۔

جناب داغ کے جس نسخہ پر جناب مصنف مدظلہ العالی کی مُہر نہو وہ مال مسروقہ سمجھا جائیگا اور خریدکنندہ مال مسروقہ مسروقہ جانکر خریدنے والا متصور ہوگا حضرات خریداران مطلع رہین۔

المشتہر

محمد ابوالحمید متخلص آزاد وکیل ہائیکورٹ مملکت آصفیہ نظام دکن خلد اللہ ملکہ ساکن چہارمینار ڈیوڑھی نواب [illegible] واقع حیدرآباد دکن

واسطے سند اس بات کے کہ یہہ کتاب مطبوع مطبع عزیز دکن حیدرآباد کی ہے۔
مہر و دستخط مطبع و مہتمم مطبع کے ثبت کیے گئے فقط محمد [illegible]

اشتہار
شکر خالق لوح و قلم کا۔ اور احسان
ابنائے جنس عالی ہمم کا ہو نہیں سکتا
کہ جس کے فیض عامہ۔ اور اعانت تامہ سے یہ مطبع
روز افزون ترقی کر رہا ہے۔ اور ہر قسم کا کام کتب عربیہ
فارسیہ اردو وغیرہ کا بخوش خطی و خوش معاملگی کارپردازان
مطبع کے اہتمام و سعی سے طبع ہو رہا ہے۔
پس جن حضرات کو ضرورت ہو اس مشتہر سے
معاملہ طے فرما سکتے ہیں۔
المشتہر
محمد عزیز الدین مالک و مہتمم
مطبع عزیز دکن